مشکلات کا مقابلہ

کیسے کریں..؟

دنیاوی تکالیف ومصائب کا مقابلہ کرنے کے 43 طریقے

ترجمہ | حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ

پاکستان میں ملنے کا پتہ

مکتبہ قدوسیہ

مکتبہ بیت السلام الریاض

مشکلات کا مقابلہ

کیسے کریں..؟

دنیاوی تکالیف و مصائب کا مقابلہ

کرنے کے 43 طریقے

تالیف

عامر محمد عامر الهلالي

ترجمہ

حافظ عبد اللہ سلیم حفظہ اللہ

فہرست

عرضِ ناشر

یہ دنیا تکالیف اور مصائب کی آماجگاہ ہے جس میں ہر انسان کسی نہ کسی تکلیف اور پریشانی کا سامنا کرتا ہے، درحقیقت یہ آزمائشیں اور امتحانات کسی انسان کو تکلیف و اذیت دینے کی خاطر اس پر نازل نہیں ہوتے بلکہ اسے اپنی اصلاح کرنے اور اپنی روش کا ناقدانہ جائزہ لینے کا موقع مہیا کرتے ہیں۔ اور کسی مومن کے لیے تو ہر آزمائش اور تکلیف اجر وثواب میں اضافے اور بلندیٔ درجات کا باعث بنتی ہے۔

جس طرح ہر مومن بندہ خوشی اور غمی کے ہر موقع پر صبر وشکر کا مظاہر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی چوکھٹ سے وابستہ رہتا ہے ایسے ہی تنگی وتکلیف کے ہر موقع پر بھی اسی ذات بابرکات سے اپنے دکھوں کا مداوا اور آزمائشوں سے نجات طلب کرتا ہے۔

زیرِنظر کتاب میں اسی پہلو کو اجاگر کرتے ہوئے دنیاوی تکالیف و مصائب کا مقابلہ کرنے کے **43** طریقے لکھے گئے ہیں جن کی سب سے اہم اور امتیازی خصوصیت یہ ہے کہ کتاب وسنت کے مطابق صحیح منہج کو مدِنظر رکھتے ہوئے اسباب و حلول پر بحث کی گئی ہے۔ اسی اہمیت کے پیشِ نظر اردو داں حضرات کے لیے اسے پیش کیا جارہا ہے۔ امید ہے کہ آج کی نفسیاتی الجھنوں اور پریشانیوں کا علاج کرنے میں یہ کتاب بے حد مفید ثابت ہوگی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس کاوش کو مؤلف، مترجم اور ناشر کے لیے اخروی نجات کا ذریعہ اور بلندیٔ درجات کا باعث بنائے۔ آمین یا رب العالمین

ابو میمون حافظ عابد الٰہی
مدیر
مکتبہ بیت السلام الریاض

تقدیم

الحمد للّٰه الذي يفعل ما يشاء، جعل أمر المؤمن خيرا في السراء والضراء، وأشهد أن لا إله إلا اللّٰه وحده لا شريك له، رب الأرض والسماء، وأشهد أن سيدنا محمداً عبده ورسوله، الشاكر للّٰه في السراء، والصابر في الضراء، صلى اللّٰه عليه وعلى آله وصحبه. أما بعد

اللہ تعالیٰ اپنے پیدا کرنے میں کمال حکمت والا ہے، جسے چاہتا ہے حکمت کے ساتھ دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکمت کے ساتھ روک لیتا ہے۔ جو وہ دے اسے کوئی روکنے والا نہیں اور جو وہ روک لے اسے کوئی دینے والا نہیں۔ اپنے بندوں میں سے جن کو پسند کرتا ہے ان کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے، تا کہ وہ اطاعت پر مضبوط ہو کر نیکی کے کاموں میں جلدی کریں اور جو آزمائش ان کو پہنچی ہے اس پر صبر کریں، پھر بغیر حساب کے اجر و ثواب دیے جائیں۔ اور یقیناً اللہ کی سنت کا تقاضا بھی یہ ہے کہ وہ اپنے نیک بندوں کو آزماتا رہے تا کہ اللہ ناپاک کو پاک سے، نیک کو بد سے اور سچے کو جھوٹے سے جدا کر دے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ يُّتْرَكُوْۤا اَنْ يَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا يُفْتَنُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِيْنَ صَدَقُوْا وَ لَيَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِيْنَ﴾ [العنکبوت: 1 تا 3]

''الم۔ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی۔ حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔ یا ان لوگوں نے جو برے کام کرتے ہیں، یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ ہم سے بچ کر نکل جائیں گے، برا ہے جو وہ فیصلہ کر رہے ہیں۔''

اور رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

((أشد الناس بلاء الأنبياء، ثم الأمثل، فالأمثل))

''لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت آزمائش انبیاء کی ہوتی ہے پھر ان کی طرح کے (ذمہ دار) پھر ان کی طرح کے۔''

نیز فرماتے ہیں:

((من يرد الله به خيراً يصب منه))

''جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے اس کو آزمائش میں ڈالتا ہے۔''

مزید فرماتے ہیں:

((عجبا لأمر المؤمن، إن أمره كله خير، وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن، إن إصابته سراء شكر فكان خيرا له، وإن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له))

''مومن کا معاملہ بڑا تعجب والا ہے، بلاشبہ اس کا سارا معاملہ بھلائی والا ہے اور یہ سعادت صرف مومن کو حاصل ہے، اگر اس کو خوشی ملے تو وہ شکر کرتا ہے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر اس کو تکلیف

پہنچے تو وہ صبر کرتا ہے تو یہ بھی اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔"

ہر مومن کو اپنے رب پر اعتماد اور بھروسا کرتے ہوئے آزمائش کا سامنا کرنا چاہیے۔ وہ رب جو تکلیف کو دور کرتا ہے اور پریشان حال شخص جب اس کو پکارتا ہے تو وہ اس کی پکار کو سنتا اور قبول کرتا ہے، اور سچا ایمان اور اطاعت پر ہمیشہ کی ثابت قدمی جیسے انعامات سے نوازتا ہے۔

ہمارے بھائی عامر محمد الہلالی نے کیا ہی اچھا کام کیا ہے جو انھوں نے "مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں" کے عنوان پر کتاب تحریر فرمائی۔ میں نے اس کتاب کی اکثر فصلوں کا مطالعہ کیا ہے۔ میں نے اس میں جو کچھ پڑھا اور جو سنا اس کو مفید اور بابرکت کوشش پایا، اس پر ان کا شکریہ ادا کرنا چاہیے۔ اور کس قدر لائق ہے یہ کتاب اس بات کی کہ یہ جس فائدے اور اصولی بحث پر مشتمل ہے اس کا بغور مطالعہ کیا جائے۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بھائی کو اس کاوش کا پورا فائدہ عطا فرمائے اور اس کے نامہ اعمال میں اس کا اجر وثواب لکھ دے اور اس کے بدلے اس کے گناہ معاف فرما دے اور اس کتاب کو ایک نفع مند علم اور عمل صالح کا ذریعہ بنائے اور مصنف کے لیے آخرت کا ذخیرہ بنائے اور اس کی اس کتاب کو ایسا عمل بنائے جس کا اجر وثواب اس کی موت کے بعد بھی منقطع نہ ہو۔

وصلى الله وسلم على سيدنا محمد وآله وصحبه.

قاله و كتبه الفقير إلى ربه تعالىٰ

سعد بن سعید الحجری

١٦/١٢/ ١٤٢٦ھ

مقدمہ از مؤلف

ان الحمد للّٰه، نحمده ونستعينه ونستغفره، ونعوذ باللّٰه من شرور أنفسنا وسيئات أعمالنا، من يهده اللّٰه فلا مضل له، ومن يضلل فلا هادي له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله صلى اللّٰه عليه وعلى آله وصحبه وسلم تسليماً كثيراً، أما بعد:

یہ مختصر سی تحریر ہے جس میں ہم نے تنگی و تکلیف کے ذریعہ ہونے والی آزمائش سے نمٹنے کے مختلف وسائل اور ذرائع پر بحث کی ہے۔

مومنوں کی آزمائش ایک نعمت ہے، اگرچہ وہ بظاہر ایک سزا کی شکل میں ہو، اور وہ ان کے حق میں بہتر ہے اگرچہ وہ بظاہر ان کے لیے بری ہو۔ آزمائش ایک پل ہے جو بھلائیوں اور خوشیوں کی طرف لے جاتا ہے بشرطیکہ بندہ صبر اور ایمان کے اسلحہ سے لیس ہو کر اس پل کو عبور کرے۔ آزمائش کے یہ اچھے نتائج کیوں نہ ہوں حالانکہ وہ ایک تربیت ہے تاکہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندوں کے دلوں کو صاف کرے اور اسلام کے ساتھ لوگوں کی قیادت و سیادت کرنے کے اہل بنانے کے لیے خالص کر دے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ جَعَلْنَا مِنْهُمْ اَئِمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا لَمَّا صَبَرُوْا وَ كَانُوْا بِاٰيٰتِنَا يُوْقِنُوْنَ﴾ [السجدة: 24]

”اور ہم نے ان میں سے کئی پیشوا بنائے، جو ہمارے حکم سے ہدایت دیتے تھے، جب انھوں نے صبر کیا اور وہ ہماری آیات پر یقین کیا کرتے تھے۔“

ہماری یہ تحریر چند فوائد اور قواعد پر مشتمل ہے جس کو میں نے کئی کتابوں کے مطالعہ اور مختلف تجربات سے چھانٹ کر نکالا ہے۔

اس مقدمہ کے بعد میری یہ حقیری سی تحریر مندرجہ ذیل چیزوں پر مشتمل ہے:

۱۔ مصیبت کے ساتھ آزمائش کی بعض صورتیں اور قسمیں۔

۲۔ آزمائش سے نمٹنے کے قواعد اور طریقے۔ یہ تینتالیس قاعدے اور طریقے ہیں۔

۳۔ خاتمہ۔

میرے لیے اس کتاب میں یہی کچھ شامل کرنا اور جمع کرنا ممکن ہوسکا ہے۔ میں نے اپنی پوری کوشش کی ہے کہ اس کتاب میں وہ سب کچھ جمع کر دوں جس کا مومن کو آزمائش کے نازل ہونے پر جاننا اور اس سے آگاہ ہونا واجب اور ضروری ہے۔ یعنی وہ یقینی قواعد، ثابت شدہ طریقے اور وسائل و ذرائع جو آزمائش میں مبتلا مومن کے سامنے امید کا دروازہ کھول دیتے ہیں اور اس کے عزم کو مضبوط کر دیتے ہیں، اور اس کو اس طرح آگے بڑھ کر چلنے والا بنا دیتے ہیں کہ وہ نہ مشکلات سے گھبراتا ہے اور نہ ہی اپنے دین کی نصرت اور اس کے دفاع سے ہاتھ کھینچتا ہے اور نہ ہی اس کی حرمتوں کو پامال ہونے دیتا ہے۔

آخر میں اللہ تعالیٰ ہی سے میں التجا کرتا ہوں کہ وہ تمام امور میں ہمارا انجام اچھا کرے، اور لمحہ بھر کے لیے بھی ہمیں ہمارے نفسوں کے سپرد نہ کرے کیونکہ وہ ہر ایک چیز پر قادر ہے۔

وصلى الله وسلم على نبينا محمد وعلى آله وصحبه وسلم.

عامر محمد عامر ناهض الهلالي

محايل عسير -قرية الجمعة- جوال (0555984335)

آزمائش کی صورتیں

اگر تنگی اور تکلیف کے ذریعہ آزمائش کی صورتوں کو بالتفصیل بیان کیا جائے تو وہ بہت زیادہ ہیں لیکن یہاں پر ان میں سے بعض کا ذکر کرنا ہی ممکن ہے:

1. بیماری کے ساتھ آزمائش۔
2. قید و بند کے ساتھ آزمائش۔
3. استہزاء و تمسخر کے ساتھ آزمائش۔
4. گالی گلوچ کے ساتھ آزمائش۔
5. اذیت، مار پیٹ اور سزا کے ساتھ آزمائش۔
6. خوف اور بے چینی کے ساتھ آزمائش۔
7. فقر و فاقہ، مالوں اور پھلوں کے نقصان کے ساتھ آزمائش۔
8. غم اور فکر کے ساتھ آزمائش۔
9. جلا وطنی کے ساتھ آزمائش۔
10. دشمن کے تسلط اور غلبہ کے ساتھ آزمائش۔
11. حاسدوں اور منافقوں کے پروپیگنڈوں کے ساتھ آزمائش۔
12. قریبی رشتہ دار کی موت اور دوست کی گمشدگی کے ساتھ آزمائش۔
13. بھوک کے ساتھ آزمائش۔
14. رسوائی، تہمت، احساسات کے مجروح ہونے اور شہرت کے خراب ہونے کے ساتھ آزمائش۔

15. ظالموں کی طرف سے حملہ، دھمکی اور ان کے ہاتھوں خوف زدہ ہونے کے ساتھ آزمائش۔
16. اپنے گھر والوں کے متعلق اس خوف کے ساتھ آزمائش کہ ان کو اس کی وجہ سے کوئی اذیت پہنچے اور وہ اس اذیت کو ان سے دور کرنے کی طاقت بھی نہ رکھے۔
17. بیوی بچوں پر نازل ہونے والی تکالیف کے ساتھ آزمائش۔

"آزمائش کا سامنا کرنے کے قواعد اور طریقے" مختلف قسم کی آزمائشوں سے نمٹنے کے تینتالیس (43) قاعدے اور طریقے

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
1
طریقہ
یقین رکھو کہ جو مصیبت
تمھیں پہنچی ہے یقیناً وہ
اللہ کی طرف سے ہے اور
اسی کی مشیت و ارادے
سے نازل ہوئی ہے

1

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ وَاللّٰهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ﴾ [التغابن: 11]

''کوئی مصیبت نہیں پہنچی مگر اللہ کے اذن سے اور جو اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے اور اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔''

امام علقمہ رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

"هو الرجل تصيبه المصيبة، فيعلم أنه من عند الله فيسلم لها ويرضى." [1]

اس سے مراد وہ آدمی ہے کہ جس کو مصیبت پہنچتی ہے تو وہ یہ جان کر کہ بلاشبہ یہ اللہ کی طرف سے ہے، اس کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے اور اس پر راضی ہو جاتا ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مَآ اَصَابَكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ فَبِاِذْنِ اللّٰهِ وَ لِيَعْلَمَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴾ [آل عمران: 166]

''اور جو مصیبت تمھیں اس دن پہنچی جب دو جماعتیں بھڑیں تو وہ اللہ کے حکم سے تھی اور تا کہ وہ ایمان والوں کو جان لے۔''

---

[1] تفسير الطبري [116/12]

تعلق باللہ:

مومن کا دل اللہ کے ساتھ وابستہ رہتا ہے، چنانچہ جب اس پر کوئی آفت آتی ہے تو وہ اللہ کو یاد کرتا ہے اور اس بات کو سمجھ لیتا ہے کہ بلاشبہ یہ آفت اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ نیز وہ اس بات کا ادراک کر لیتا ہے کہ بلاشبہ اس کو یہ آفت پہنچانے میں اللہ کی کئی حکمتیں ہیں جو اس کی کمزور بشری عقل پر مخفی ہیں۔

لیکن جب کسی ایسے شخص پر کوئی آفت نازل ہوتی ہے جو مومن نہیں ہے تو وہ اپنے دل کو صرف اور صرف ظاہری اسباب کی طرف متوجہ کر لیتا ہے اور اس حقیقت کو بھول ہی جاتا ہے کہ اس آفت کے نازل ہونے سے پہلے اور اس کے بعد بھی سارے معاملات اللہ ہی کے لیے ہیں، اور جو مصیبت اس کو پہنچی ہے یقیناً وہ اللہ کی طرف سے ہے اگرچہ وہ مخلوق کے ہاتھوں سے پہنچے، یقیناً اس کو لوگوں کے ہاتھوں سے یہ مصیبت پہنچانے والا اللہ تعالیٰ ہی تو ہے۔

پھر اس طرح شیطان اس کے دل کو وساوس و اوھام سے بھر دیتا ہے اور اس کے دل میں خوف اور حسرتیں پیدا کر دیتا ہے، لیکن جب بندہ اس بات کا یقین کر لے کہ بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس کو یہ مصیبت پہنچانے کا ارادہ کر کے اس کے مقدر میں کی ہے تو اس کا دل مطمئن ہو جاتا ہے، کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ خوب حکمت والا ہے اور وہ اپنی مشیت میں باریک بین ہے۔

لہٰذا جو آفت و مصیبت تمھیں پہنچی ہے وہ اندھی تقسیم کا نتیجہ نہیں ہے، نہ اس وجہ سے کہ تم نے فلاں فلاں کام کیا اور نہ ہی اس وجہ سے کہ تم نے فلاں فلاں کام نہیں کیا، بلکہ وہ اللہ حکیم و علیم کی تقدیر اور اس کے ارادے اور مشیت سے ہے۔ پس وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہی ہے جس نے وہ آفت تمھارے مقدر میں کی ہے اور تم پر وہ آزمائش ڈالی ہے۔

لہٰذا جب تمھیں اس قسم کا یقین حاصل ہو جائے اور تم پر واضح ہو جائے کہ جو مصیبت بھی تمھیں پہنچی ہے بلاشبہ وہ اللہ کی مشیت و ارادے اور اس کے علم کے ساتھ ہے اور وہی اللہ اس آزمائش کو تمھارے مقدر میں کرنے والا ہے تو تم وساوس و اوہام سے بچ جاؤ گے اور اللہ کی رضا پر راضی ہوتے ہوئے جزع فزع نہیں کرو گے اور نہ ہی کسی قسم کا خوف محسوس کرو گے۔

یقین رکھو کہ آزمائش ایک دائمی سنت ہے

2

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَكُوْٓا اَنْ یَّقُوْلُوْٓا اٰمَنَّا وَ هُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ ۝ وَ لَقَدْ فَتَنَّا الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلَیَعْلَمَنَّ اللّٰهُ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَ لَیَعْلَمَنَّ الْكٰذِبِیْنَ﴾

[العنکبوت: 1 تا 3]

"الٓمّٓ۔ کیا لوگوں نے گمان کیا ہے کہ وہ اسی چیز پر چھوڑ دیے جائیں گے کہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی آزمائش نہ کی جائے گی، حالانکہ بلاشبہ یقیناً ہم نے ان لوگوں کی آزمائش کی جو ان سے پہلے تھے، سو اللہ ہر صورت ان لوگوں کو جان لے گا، جنھوں نے سچ کہا اور ان لوگوں کو بھی ہر صورت جان لے گا جو جھوٹے ہیں۔"

مزید فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَعْلَمِ اللّٰهُ الَّذِیْنَ جٰهَدُوْا مِنْكُمْ وَ یَعْلَمَ الصّٰبِرِیْنَ﴾ [آل عمران: 142]

"یا تم نے گمان کر لیا کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تک اللہ نے ان لوگوں کو نہیں جانا جنھوں نے تم میں سے جہاد کیا اور تاکہ وہ صبر کرنے والوں کو جان لے۔"

نیز فرمایا:

﴿ اَمْ حَسِبْتُمْ اَنْ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ وَ لَمَّا یَاْتِكُمْ مَّثَلُ الَّذِیْنَ خَلَوْا مِنْ قَبْلِكُمْ مَسَّتْهُمُ الْبَاْسَآءُ وَ الضَّرَّآءُ وَ

زُلْزِلُوْا حَتّٰى يَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰهِ اَلَاۤ اِنَّ نَصْرَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ﴾ [البقرة: 214]

''یا تم نے گمان کر رکھا ہے کہ تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے، حالانکہ ابھی تک تم پر ان لوگوں جیسی حالت نہیں آئی جو تم سے پہلے تھے، انھیں تنگدستی اور تکلیف پہنچی اور وہ سخت ہلائے گئے، یہاں تک کہ رسول اور جو لوگ اس کے ساتھ ایمان لائے تھے، کہہ اٹھے اللہ کی مدد کب ہوگی؟ سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔''

علامہ عبدالرحمٰن بن ناصر السعدی رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا ہے:

''اللہ تبارک و تعالیٰ گزشتہ آیت میں خبر دے رہے ہیں کہ بلاشبہ لازمی طور پر وہ اپنے بندوں کو خوشحالی، تنگی اور مشقت میں مبتلا کر کے ان کا امتحان لے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کا امتحان لیا، لہٰذا یہ ایک نہ بدلنے والی سنت جاریہ ہے کہ جو شخص بھی اللہ کے دین و شریعت پر کاربند ہوگا یقیناً وہ اس کا امتحان لے گا۔''[1]

علامہ عبداللہ علوان رحمہ اللہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے:

''یقیناً وہ لوگ جو دعوت اسلامیہ کے منہج پر کاربند ہوتے ہیں اور وہ لوگوں کی اصلاح، ان میں انقلاب برپا کرنے اور ان کی ہدایت و راہنمائی کے راستے پر چلتے ہیں ان کا مشقت میں مبتلا ہونا ضروری ہے، اور وہ لازمی طور پر زندگی کی تنگی و ترشی کا سامنا کرنے والے ہیں۔ اور وہ شخص غلطی پر ہے جو یہ گمان کرتا ہے کہ دعوت کا راستہ پھولوں کی سیج ہے، ان کے لیے قالین بچھے ہوئے اور تکیے لگے

[1] تيسير الكريم الرحمن في تفسير كلام المنان [ص: 97]

ہوئے ہیں، اور یہ راہ الوداع کہنے والوں اور استقبال کرنے والوں سے اٹی پڑی ہے، بلکہ داعی اسلام کو یہ جان لینا چاہیے کہ اس راہ میں بڑی مضبوط چٹانیں اور تکلیف دہ کانٹے بچھے ہوئے ہیں، اور اس راہ میں سرکش اور بدبخت مجرموں سے سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اگر داعی ان تکلیفوں کو برداشت کر کے اس راہ پر ثابت قدمی اختیار کرنے اور صبر کرنے اور صبر کرنے میں دوسروں سے سبقت کرنے کا عادی نہ ہوگا تو وہ مشقت کے ابتدائی لمحوں میں ہی شکست کھا جائے گا اور آزمائش کے ابتدائی لمحات میں الٹے پاؤں اس راستے سے پلٹ جائے گا، اور وہ رک جانے والے اور مایوس ہو کر بیٹھنے والے لوگوں کے ساتھ بیٹھ جائے گا۔❶

آزمائش ایک اٹل قانون ہے:

لہٰذا ثابت ہوا کہ آزمائش اور امتحان ایک ایسی لازمی سنت ہے جس میں تغیر و تبدل نہیں ہے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے:

1۔ ﴿ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيلًا ﴾ [الفتح: 23]

''اور تو اللہ کے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔''

2۔ ﴿ وَ لَنْ تَجِدَ لِسُنَّتِ اللّٰهِ تَحْوِيلًا ﴾ [الفاطر: 43]

''اور تو ہمارے طریقے میں ہرگز کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔''

3۔ ﴿ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰى اَتٰهُمْ نَصْرُنَا وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ

---

❶ الأمن النفسي، محمد موسیٰ الشريف [ص: 64,63]

وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ﴾ [الأنعام: 34]

’’اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آ گئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔‘‘

4۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿لَتُبْلَوُنَّ فِیْٓ اَمْوَالِكُمْ وَ اَنْفُسِكُمْ وَ لَتَسْمَعُنَّ مِنَ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلِكُمْ وَ مِنَ الَّذِیْنَ اَشْرَكُوْٓا اَذًی كَثِیْرًا وَ اِنْ تَصْبِرُوْا وَ تَتَّقُوْا فَاِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ﴾ [آل عمران: 186]

’’یقیناً تم اپنے مالوں اور اپنی جانوں میں ضرور آزمائے جاؤ گے اور یقیناً تم ان لوگوں سے، جنھیں تم سے پہلے کتاب دی گئی اور ان لوگوں سے جنھوں نے شرک کیا، ضرور بہت سی ایذا سنو گے اور اگر تم صبر کرو اور متقی بنو تو بلاشبہ یہ ہمت کے کاموں سے ہے۔‘‘

5۔ مزید فرمایا:

﴿وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَیْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِیْنَ﴾ [البقرة: 155]

’’اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجیے۔‘‘

6۔ نیز فرمایا:

﴿ وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتّٰى نَعْلَمَ الْمُجٰهِدِيْنَ مِنْكُمْ وَالصّٰبِرِيْنَ وَنَبْلُوَاْ اَخْبَارَكُمْ ﴾ [محمد: 31]

''اور ہم ضرور ہی تمھیں آزمائیں گے، یہاں تک کہ تم میں سے جہاد کرنے والوں کو اور صبر کرنے والوں کو جان لیں اور تمھارے حالات جانچ لیں۔''

ثَمَانِيَةٌ لَا بُدَّ مِنْهَا عَلَى الْفَتٰى
وَلَا بُدَّ أَنْ تَجْرِيَ عَلَيْهِ الثَّمَانِيَة
سُرُوْرٌ وَهَمٌّ وَاجْتِمَاعٌ وَفُرْقَةٌ
وَعُسْرٌ وَيُسْرٌ ثُمَّ سَقَمٌ وَعَافِيَة

''نوجوان پر آٹھ چیزوں کا آنا لازمی ہے اور اس پر انھی آٹھ چیزوں کا شکار ہونا بھی ضروری ہے: خوشی، غمی، ملاپ، جدائی، تنگی، آسانی، بیماری اور تندرستی۔''

لہٰذا جب تمھیں یقینی طور پر معلوم ہو جائے کہ آزمائش ضروری ہے اور تم پر اور دیگر مومنوں پر آزمائش میں مبتلا ہونا سنت جاریہ ہے تو تمھیں آزمائش ہلکی محسوس ہوگی، اور تم اس بات کو سمجھ جاؤ گے کہ یقیناً تمھیں عظیم خیر و بھلائی حاصل ہے جب تک تم اپنے ایمان اور دعوت کی راہ میں آزمائش میں مبتلا رہو اور آزمائش میں مبتلا ہو کر بھی تم اپنے دین کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ وابستہ رہو۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
3
طریقہ
جان لو! کہ جو مصیبت تم
پر نازل ہوئی ہے یقیناً وہ
تمھارے مقدر میں لکھی
جا چکی تھی۔

3

تم اس مصیبت پر کیونکر غمگین ہوتے ہو جو تمھیں پہنچی ہے حالانکہ تم جانتے ہو کہ بلاشبہ وہ مصیبت تمھارے مقدر میں لکھی ہوئی تھی اور اس تقدیر کو آسمان و زمین کی تخلیق سے بھی پہلے لکھ دیا گیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِیْبَةٍ فِی الْاَرْضِ وَلَا فِیْٓ اَنْفُسِکُمْ اِلَّا فِیْ کِتَابٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا اِنَّ ذٰلِكَ عَلَی اللّٰهِ یَسِیْرٌ ﴾

[الحدید: 22]

''کوئی مصیبت نہ زمین پر پہنچتی ہے اور نہ تمھاری جانوں پر مگر وہ ایک کتاب میں ہے، اس سے پہلے کہ ہم اسے پیدا کریں۔ یقیناً یہ اللہ پر بہت آسان ہے۔''

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

« كتب الله مقادير الخلائق قبل أن يخلق السماوات والأرض بخمسين ألف سنة » [1]

''اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے مخلوقات کی تقدیریں لکھ دی تھیں۔''

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« إن أول ما خلق الله تعالىٰ: القلم، فقال له: اكتب۔ قال: رب!

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2653] سنن الترمذي، رقم الحديث [2161]

وما ذا أكتب؟ قال: اكتب مقادير كل شيء حتى تقوم الساعة» [1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا اور اسے حکم دیا: لکھ! اس نے پوچھا: اے میرے رب! میں کیا کیا لکھوں؟ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: قیامت تک ہر چیز کی تقدیر لکھ۔''

لہٰذا جب تم یہ سمجھ جاؤ کہ جو مصیبت تم پر نازل ہوئی ہے یقیناً اللہ نے اس کو تیرے حق میں لکھ دیا تھا اور اس کو تیرے مقدر میں کر دیا تھا تو تمھارا نفس اس سے مانوس ہوجائے گا اور تمھارا دل ایسا مطمئن ہوجائے گا کہ اس میں قلق اور افسوس کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی لیکن اُس کے لیے اس مذکورہ قاعدہ پر غور کرو اور اس کو اپنے دل میں بٹھا لو تا کہ تم اللہ کے حکم سے اس کا عجیب نتیجہ اور کرشمہ دیکھو۔

یقیناً یہ عقیدہ دل میں جاگزیں بزدلی کے ہر مظہر کو کھینچ لیتا ہے اور اس عقیدے والے کو کافروں اور سرکشوں کے خلاف جہاد پر ابھارتا ہے بغیر اس کے کہ وہ کفار کے جنگی وسائل اور تدابیر کو کسی خاطر میں لائے۔ وہ ان چیزوں کو آخر خاطر میں کیوں لائے جبکہ اس شخص کے اور ان چیزوں کے خالق نے اس کا رزق اور زندگی پوری کرنے کی ضمانت لے رکھی ہے؟ اور مذکورہ عقیدے کا مالک آخر بزدلی کیوں دکھائے جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس کی تقدیر آسمان و زمین کی تخلیق سے پہلے ہی لکھی جا چکی ہے اور وہ تقدیر اس پر غالب آنے والی ہے۔ اور جو چیز اس کے مقدر میں نہیں ہے وہ کبھی اس کو نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

کسی شاعر کا یہ کلام کس قدر اچھا ہے:

أَيُّ يَوْمِيَّ مِنْ الْمَوْتِ أَفِرُّ
يَوْمٌ لَا قُدِرَ أَوْ يَوْمٌ قُدِرَ

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [4700] سنن الترمذي، رقم الحديث [2160]

يَوْمٌ لَا قُدِرَ لَا أَرْهَبُهُ
وَمِنَ الْمَقْدُوْرِ لَا يَنْجُوْ الْحَذَر

"میں اپنے کون سے دن میں موت سے بھاگ سکوں گا؟ اس دن سے جو میرے مقدر میں نہیں ہے یا اس دن سے جس دن وہ میرے مقدر میں ہے۔ جس دن وہ مقدر نہیں ہے اس سے میں ڈرتا نہیں ہوں اور مقدر میں کی ہوئی چیز سے بھاگنا نجات نہیں دے سکتا۔"

یقیناً مومن کا دل اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی تقدیر کی بدولت ایک نعمت عظمیٰ سے مالا مال ہے، جس نعمت کا دنیا کی تمام نعمتیں مقابلہ نہیں کر سکتیں، بلکہ یہ ہر حال میں امن و اطمینان فراہم کرنے والی نعمت ہے۔اور کیسے نہ ہو جبکہ وہ جانتا ہے کہ جو مصیبت بھی اس کو پہنچتی ہے وہ اس کے مقدر میں لکھی ہوئی ہے اور تقدیریں اللہ عزوجل کے حکم اور اس کی تدبیر سے جاری ہوتی ہیں، اور ایسے ہی آفتیں اور مصیبتیں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و ارادے سے ہی نازل ہوا کرتی ہیں۔[1]

---

[1] الإيمان، للدكتور محمد نعيم ياسين، [ص: 126,125]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
4
طریقہ
تم پر یہ واضح رہے کہ بلاشبہ
جو مصیبت تم پر نازل ہوئی
ہے تم اس سے کبھی بھی بچ
نہیں سکتے تھے

4

ابن الدیلمی رحمہ اللہ سے مروی ہے کہ تقدیر کے متعلق میرے دل میں کچھ خلش پیدا ہوئی، مجھے خدشہ ہوا کہ اس سے میرا دین اور معاملات بگڑ جائیں گے۔ چنانچہ میں ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور عرض کیا: اے ابو المنذر! اس تقدیر کے متعلق میرے دل میں کچھ اشکالات پیدا ہو چکے ہیں، مجھے ڈر ہے کہ اس سے میری دینداری اور معاملات بگڑ جائیں گے، لہٰذا مجھے اس مسئلہ میں کچھ بتائیں، ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ مجھے فائدہ پہنچائے، تو انھوں نے کہا: اگر اللہ تعالیٰ آسمان وزمین کی ساری مخلوقات کو عذاب میں مبتلا کر دے تو وہ ان پر ظلم کرنے والا شمار نہیں ہوگا اور اگر وہ ان پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے اعمال سے بہتر ہوگی۔

اور اگر تمھارے پاس احد پہاڑ کے برابر بھی مال ہو جس کو تم اللہ کی راہ میں خرچ کرو تو جب تک تم تقدیر پر ایمان نہیں لاؤ گے تمھارا یہ خرچ کیا ہوا مال قبول نہیں ہوگا۔ آگاہ رہو! کہ جو آفت و مصیبت تمھیں پہنچی ہے وہ تم سے چوکنے والی نہ تھی اور بلاشبہ جو تم سے چوک گئی وہ تمھیں پہنچنے والی نہ تھی، اور اگر تم اس عقیدہ تقدیر پر ایمان لائے بغیر فوت ہو جاؤ گے تو تم جہنم میں جاؤ گے۔ تم پر کوئی حرج نہیں کہ تم میرے بھائی عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر بھی اس مسئلہ کے متعلق سوال کر لو۔

پھر میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا تو انھوں نے وہی جواب دیا جو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ نے دیا تھا۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ

نے کہا: اگر تم حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے جاؤ تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ لہٰذا میں حذیفہ رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے بھی ابی اور عبداللہ رضی اللہ عنہما جیسا جواب دیا اور ساتھ کہا: مزید تصدیق کے لیے زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کے پاس جاؤ۔ چنانچہ میں ان کے پاس گیا اور یہ مسئلہ پوچھا تو انھوں نے کہا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

«لَوْ أَنَّ اللّٰهَ عَذَّبَ أَهْلَ سَمَاوَاتِهِ وَأَهْلَ أَرْضِهِ لَعَذَّبَهُمْ، وَهُوَ غَيْرُ ظَالِمٍ لَهُمْ، وَلَوْ رَحِمَهُمْ لَكَانَتْ رَحْمَتُهُ خَيْرًا لَهُمْ مِنْ أَعْمَالِهِمْ، وَلَوْ كَانَ لَكَ مِثْلُ أُحُدٍ ذَهَبًا أَوْ مِثْلُ جَبَلِ أُحُدٍ ذَهَبًا تُنْفِقُهُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ مَا قَبِلَهُ مِنْكَ حَتّٰى تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ كُلِّهِ، فَتَعْلَمُ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ، وَإِنَّكَ إِنْ مِتَّ عَلٰى غَيْرِ ذٰلِكَ دَخَلْتَ النَّارَ»[1]

''اگر اللہ تعالیٰ آسمان و زمین کی ساری مخلوقات کو عذاب میں مبتلا کر دے تو وہ ایسا کر کے ظالم نہیں کہلائے گا اور اگر وہ ان پر رحم کرے تو اس کی رحمت ان کے لیے ان کے تمام اعمال سے بہتر ہوگی، اور اگر تیرے پاس احد کے برابر یا (ایک روایت کے مطابق) احد پہاڑ کے برابر سونا ہو پھر تم اس کو اللہ کی راہ میں خرچ کرے، اللہ اس کو تب تک قبول نہیں کرے گا جب تک تو تقدیر پر ایمان نہیں لاتا۔ پس تو جان لے کہ جو مصیبت تمھیں پہنچی ہے وہ تم سے چوک نہیں سکتی تھی، اور جو تم سے چوک گئی وہ تمھیں پہنچ نہیں سکتی ہے۔ اگر تم اس

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [77] سنن أبي داود، رقم الحديث [4699]

عقیدہ تقدیر پر ایمان لائے بغیر مر گئے تو تم آگ میں داخل ہو گے۔''

ابو حفصہ سے مروی ہے کہ عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ نے اپنے بیٹے سے کہا:

"يَا بُنَيَّ إِنَّكَ لَنْ تَجِدَ طَعْمَ حَقِيقَةِ الْإِيمَانِ حَتّٰى تَعْلَمَ أَنَّ مَا أَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ، وَمَا أَخْطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ." [1]

''اے میرے بیٹے! تم حقیقتِ ایمان کے ذائقہ کو ہرگز چکھ نہیں سکتے یہاں تک کہ تم جان لو (اور جان کر مان لو) کہ بلاشبہ جو مصیبت تمھیں پہنچی وہ تم سے چوکنے والی نہ تھی اور جو تم سے چوک گئی وہ تمھیں پہنچ نہیں سکتی۔''

علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے حضرت عبادہ رضی اللہ عنہ کے اس قول "حَتّٰى تَعْلَمَ اَنَّ مَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخْطِئَكَ" کی تشریح بیان کرتے ہوئے فرمایا:

''اس عبارت کو مندرجہ ذیل دو معنوں میں سے کسی ایک یا دونوں پر محمول کیا جائے گا:

1۔ یقیناً "مَا اَصَابَكَ" کا معنی یہ ہے کہ جو مصیبت اللہ نے تمھارے مقدر میں کی ہے۔ یہاں پر تقدیر کو لفظ "إصابه" سے تعبیر کیا ہے، کیونکہ اللہ نے جو تقدیر مقرر کی ہے وہ عنقریب واقع ہونے والی ہے، پس جو مصیبت تمھیں پہنچانا اللہ نے مقدر کیا ہے تم جو اسباب بھی اختیار کرلو وہ مصیبت تم سے چوک نہیں سکتی۔

2۔ جو مصیبت تمھیں پہنچنے والی ہے تُو نہ سوچ کہ وہ تم سے چوک جائے گی، پس تو ایسا نہ کہہ کہ اگر میں ایسے کرتا تو یہ مصیبت نہ پہنچتی، کیونکہ جو مصیبت تمھیں اب پہنچی ہے اس کا تم سے چوک جانا ممکن

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [4700]

نہیں ہے۔ لہٰذا وہ ساری تقدیریں جو تیرے مقدر میں کی گئی ہیں اور تو کہتا ہے: اگر میں ایسے کرتا تو مجھے یہ مصیبت نہ پہنچتی، وہ تو اوہام و خیالات ہیں جو کچھ اثر نہیں رکھتے۔ بہرحال جو بھی مفہوم ہو دونوں صورتوں میں معنی درست ہے۔ لہٰذا اللہ نے بندے کے مقدر میں جو مصیبت لکھی ہوئی ہے وہ اسے پہنچنے ہی والی ہے، اس سے مصیبت کا چوکنا ممکن نہیں ہے، اور جو مصیبت بھی انسان کو پہنچی اس کو کوئی چیز ہرگز روکنے والی نہیں ہے۔ جب تم اس طرح کا ایمان لے آؤ گے تو تم ایمان کا ذائقہ چکھ لو گے، کیونکہ تم مطمئن ہو جاؤ گے اور تم یہ جان لو گے کہ یہ معاملہ اسی طرح ہونے ہی والا تھا، جیسا کہ وہ واقع ہوا ہے اور اس کو کسی بھی صورت میں بدلا نہیں جا سکتا۔"[1]

پس تم پختہ یقین کر لو کہ بے شک جو بھی مصیبت تمھیں پہنچی ہے وہ تم سے چوک نہیں سکتی تھی، چاہے تم کیسے ہی اسباب اختیار کر لو تمھارے بس میں نہیں کہ تم اس سے بچ سکو یا اس مصیبت کے اترنے کو روک سکو، بلاشبہ وہ نازل ہونے والی ہے اور ہر صورت میں نازل ہو کر رہے گی۔ جب تم یہ یقین کر لو گے تو تمھارا نفس آرام پا جائے گا اور تمھارا دل مطمئن ہو جائے گا اور حزن و ملال رفع ہو جائے گا۔

پس تم سارے خیالات کو چھوڑ دو اور مت کہو: اگر میں ایسے کرتا تو مجھے اس مصیبت کا سامنا نہ کرنا پڑتا، یا اگر میں ایسے نہ کرتا تو مجھے یہ معاملہ درپیش نہ ہوتا کیونکہ یہ سارے غلط افکار ہیں، کیونکہ تمھارے بس میں نہیں ہے کہ تم ان چیزوں سے کبھی بچ سکو جو تمھارے مقدر میں ہیں اور یہ بھی ممکن نہیں ہے کہ اللہ کی تقدیر تم سے چوک جائے۔

---

[1] مجموع فتاویٰ و رسائل الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ [1007/1006/10]

تقدیر کے متعلق یہ مضبوط عقیدہ مومنوں کے دلوں کو پرسکون بنا دے گا اور ان کے نفسوں پر اطمینان نچھاور کرے گا اور ان کو مزید قوی کر دے گا، اور ان کے اعصاب مضبوط کر دے گا اور وہ دین اسلام کی تبلیغ کے لیے لوگوں کے پاس پہنچیں گے اور ان کے تقدیر پر ایمان کے سامنے روئے زمین کی ساری قوتیں چھوٹی اور حقیر محسوس ہوں گی۔

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے سوال کیا گیا کہ لوگوں کے اس "حتی تؤمن بالقدر خیرہ وشرہ" ''تم جب تک اچھی اور بری تقدیر پر ایمان نہ لاؤ (تم مومن نہیں ہوسکتے)'' کا کیا مطلب ہے؟ تو انھوں نے کہا:

"حَتّٰی تُؤْمِنَ بِالْقَدَرِ: تَعلَمَ اَنَّ مَا اَخطَأَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُصِيبَكَ وَمَا اَصَابَكَ لَمْ يَكُنْ لِيُخطِئَكَ."

''"حتی تؤمن بالقدر" (یعنی تقدیر پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ) تم جان لو کہ یقیناً جو مصیبت تم سے چوک گئی وہ تمھیں پہنچنے والی نہیں ہے اور جو تم کو پہنچی وہ چوکنے والی نہ تھی۔''

یہ صرف سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کا ہی قول نہیں ہے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم کا موقف ہے، جیسا کہ پیچھے اس کا ذکر ہوا ہے۔

بنا بریں جس انسان کو عقیدہ تقدیر پر ایمان کی نعمت عطا ہوئی اور وہ جانتا ہے کہ جو مصیبت اس کو پہنچی وہ اس سے کبھی چوک نہیں سکتی تھی اور اس سے بچنا اس کے بس میں ہی نہیں تھا تو وہ اللہ کے حکم سے خوش وخرم، سکون و اطمینان اور مختلف قسم کی آزمائشوں سے متاثر ہوئے بغیر اور پریشانیوں سے محفوظ زندگی بسر کرے گا۔ اور وہ مقدر میں کی ہوئی چیز پر کیوں پریشان ہو اور اس سے کیوں

متاثر ہو جبکہ وہ جانتا ہے کہ اس کو ٹالنے کا اس کے پاس کوئی حیلہ ہی نہیں ہے اور وہ یہ بھی جانتا ہے کہ اس سے راہ فرار حاصل کرنا اس کے بس میں ہی نہیں ہے۔

پس جب بندے کے دل میں یہ پختہ یقین بیٹھ جائے کہ جو مصیبت بھی اس کو پہنچی ہے وہ اس سے کبھی بچ نہیں سکتا تھا تو آزمائشیں اور تکالیف اس کو پریشان نہیں کر سکتیں۔ ❶

❶ الإيمان، للدكتور محمد ياسين، ص: [125,124]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
5
طریقہ
جان رکھو! بے شک اللہ کا
فیصلہ اور اس کی تقدیر
مکمل انصاف اور علم
کامل پر مبنی ہے

5

پس جس کی شان وعظمت یہ ہے تو اس اللہ جل جلالہ کے افعال کے سامنے سر تسلیم خم کر دینا چاہیے:

﴿لَا يُسْئَلُ عَمَّا يَفْعَلُ وَ هُمْ يُسْئَلُوْنَ﴾ [الأنبياء: 23]

''اس سے نہیں پوچھا جاتا اس کے متعلق جو وہ کرے اور ان سے پوچھا جاتا ہے۔''

آیات کریمہ اور احادیث شریفہ اسی امر پر دلالت کرتی ہیں، اور یہ ایسا معاملہ ہے جس کا بیان بہت طویل ہے لیکن اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل فرمان سے اس کی مثال دی جا سکتی ہے:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يَظْلِمُ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ وَ اِنْ تَكُ حَسَنَةً يُّضٰعِفْهَا وَ يُؤْتِ مِنْ لَّدُنْهُ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: 40]

''بے شک اللہ ایک ذرے کے برابر ظلم نہیں کرتا اور اگر ایک نیکی ہوگی تو اسے دوگنا کر دے گا اور اپنے پاس سے بہت بڑا اجر عطا کرے گا۔''

نیز فرمایا:

﴿وَ لَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا﴾ [الكهف: 49]

''اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرتا۔''

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَمَا رَبُّكَ بِظَلَّامٍ لِّلْعَبِيْدِ﴾ [حم السجدة: 46]

''اور تیرا رب اپنے بندوں پر ہرگز کوئی ظلم کرنے والا نہیں۔''

یہ تو اس کے کمال عدل کی مثالیں تھیں۔ رہی اس کے شامل و محیط علم کی

مثالیں تو وہ اللہ جل جلالہ کے اس فرمان میں ہیں:

﴿ وَ مَا يَعْزُبُ عَنْ رَّبِّكَ مِنْ مِّثْقَالِ ذَرَّةٍ فِي الْاَرْضِ وَ لَا فِي السَّمَآءِ وَلَآ اَصْغَرَ مِنْ ذٰلِكَ وَ لَآ اَكْبَرَ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ [يونس: 61]

''اور تیرے رب سے کوئی ذرہ برابر (چیز) نہ زمین میں غائب ہوتی ہے اور نہ آسمان میں اور نہ اس سے کوئی چھوٹی چیز ہے اور نہ بڑی مگر ایک واضح کتاب میں موجود ہے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ عِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَآ اِلَّا هُوَ وَ يَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَ الْبَحْرِ وَ مَا تَسْقُطُ مِنْ وَّرَقَةٍ اِلَّا يَعْلَمُهَا وَ لَا حَبَّةٍ فِيْ ظُلُمٰتِ الْاَرْضِ وَ لَا رَطْبٍ وَّ لَا يَابِسٍ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ﴾ [الأنعام: 59]

''اور اسی کے پاس غیب کی چابیاں ہیں، انھیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور وہ جانتا ہے جو کچھ خشکی اور سمندر میں ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اسے جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ نہیں اور نہ کوئی تر ہے اور نہ خشک مگر وہ ایک واضح کتاب میں ہے۔''

پس جب اللہ تعالیٰ کا علم اس طرح کا شامل و محیط ہے اور اسی طرح اس کا عدل و انصاف کامل و مکمل ہے جیسا کہ گزشتہ آیات میں بیان ہوا ہے تو اللہ جل جلالہ اپنی کائنات اور مخلوقات میں جو بھی تصرفات کرتا ہے ہمیں چاہیے کہ ان کے حوالے سے اس کے سامنے سر تسلیم خم کر دیں اور اس کی فرمانبرداری

اختیار کریں، اور مسئلہ تقدیر کی مخالفت کر کے جہالت اور بدبختی کی بنا پر اپنی جانوں کو ہلاکت میں نہ ڈالیں۔ ❶

ارے مسلمان! بلاشبہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے تم نہیں جانتے اور تمھارے متعلق اللہ سبحانہ وتعالی کا فیصلہ عدل وانصاف پر مبنی ہے جیسا کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

«مَاضٍ فِيَّ حُكْمُكَ، عَدْلٌ فِيَّ قَضَائُكَ» ❷

''مجھ پر تیرا حکم جاری ہونے والا ہے، میرے متعلق تیرا فیصلہ مبنی برانصاف ہے۔''

لہٰذا تم اللہ کے عدل وانصاف پر راضی ہو جاؤ، کیونکہ بے شک وہ تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا اور تمام فیصلہ کرنے والوں سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ وہ تم پر تمھارے نفس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا اور تم سے زیادہ تمھاری مصلحت کو جاننے والا ہے۔

خلاصہ:

گزشتہ عناصر کے ایک دوسرے کے متشابہہ اور قریب ہونے کی وجہ سے ان کا خلاصہ درج ذیل ہے:

① جان رکھو! جو مصیبت تم پر نازل ہوئی ہے بلاشبہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور اللہ ہی کی مشیت سے تم پر نازل ہوئی ہے۔

② بلاشبہ مومنوں کی آزمائش ایک ابدی اور لا بدی سنت ہے۔

③ آگاہ رہو! جو آزمائش تم پر آئی ہے بلاشبہ اللہ نے اس کو تیرے مقدر میں

---

❶ الأمن النفسي، [ص: 55,54]

❷ مسند أحمد [392/1]

کر رکھا تھا اور آسمان و زمین کی تخلیق سے پچاس ہزار سال پہلے اس کو تیرے حق میں لکھ دیا تھا۔

4. یہ آزمائش جو تم پر نازل ہوئی ہے بلاشبہ تمھارے لیے یہ ممکن نہ تھا کہ تم اس سے کبھی بچ سکتے اور نہ ہی وہ آزمائش تم سے چوک سکتی تھی۔

5. یقین رکھو کہ اللہ کی تقدیر تمھارے متعلق انصاف پر مبنی ہے اور اللہ تعالیٰ کسی پر ظلم نہیں کرتا۔ یقیناً اللہ تمھارے متعلق خود تم سے بھی زیادہ علم رکھتا ہے۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
6
طریقہ
خبردار! مصائب وتکالیف
تمھاری اپنی غلطیوں اور
گناہوں کا کفارہ ہیں

6

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَالَّذِيْنَ هَاجَرُوْا وَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِيَارِهِمْ وَ اُوْذُوْا فِيْ سَبِيْلِيْ وَ قٰتَلُوْا وَ قُتِلُوْا لَاُكَفِّرَنَّ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ﴾

[آل عمران: 195]

''تو وہ لوگ جنھوں نے ہجرت کی اور اپنے گھروں سے نکالے گئے اور انھیں میرے راستے میں ایذا دی گئی اور وہ لڑے اور قتل کیے گئے، یقیناً میں ان سے ان کی برائیاں ضرور دور کر دوں گا۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ ﴾

[آل عمران: 141]

''اور تا کہ اللہ ان لوگوں کو خالص کر دے جو ایمان لائے اور کافروں کو مٹا دے۔''

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس اس حال میں گیا جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بخار چڑھا ہوا تھا، میں نے اپنے ہاتھ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم کو چھوا تو کہا: یا رسول اللہ! آپ کو تو بہت تیز بخار ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«أَجَلْ! إِنِّيْ أُوعَكُ كَمَا يُوعَكُ رَجُلَانِ مِنْكُمْ»

''ہاں! مجھے تم میں سے دو آدمیوں کے برابر بخار ہوتا ہے۔''

میں نے پوچھا: کیا ایسا اس لیے ہے کہ یقیناً آپ کو دوہرا اجر ملے گا؟ تو

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ﴿أجل﴾ ”ہاں“ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَا مِنْ مُسْلِمٍ يُصِيبُهُ أَذًى مَرَضٌ فَمَا سِوَاهُ إِلَّا حَطَّ اللَّهُ لَهُ سَيِّئَاتِهِ كَمَا تَحُطُّ الشَّجَرَةُ وَرَقَهَا ﴾[1]

”جس مسلمان کو بیماری یا اس کے علاوہ کسی اور چیز کی وجہ سے کوئی تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے گناہ ایسے ہی گرا دیتا ہے جیسے درخت اپنے پتے گرا دیتا ہے۔“

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نبی مکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

﴿ مَا يُصِيبُ الْمُسْلِمَ مِن نَصَبٍ وَلَا وَصَبٍ وَلَا هَمٍّ وَلَا حُزْنٍ وَلَا أَذًى وَلَا غَمٍّ حَتَّى الشَّوْكَةِ يُشَاكُهَا إِلَّا كَفَّرَ اللَّهُ بِهَا مِنْ خَطَايَاهُ ﴾[2]

”مسلمان کو جو بھی تھکاوٹ، درد، غم وحزن، تکلیف اور پریشانی پہنچتی ہے حتی کہ وہ کانٹا جو اس کو چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے عوض اس کی خطائیں معاف کر دیتا ہے۔“

حدیث میں بیان کردہ لفظ ”نصب“ سے مراد تھکاوٹ ہے۔ اور ”وصب“ سے مراد دائمی درد ہے۔[3]

جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اُم سائب یا اُم میسّب کے پاس گئے اور کہا:

﴿ ما لك يا أم السائب، أو يا أم المسيب تزفزفين؟ قالت:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5660]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5641] صحيح مسلم، رقم الحديث [2573]

[3] شرح صحيح مسلم النووي [135/16]

الحمیٰ، لا بارك الله فيها، فقال: لا تسبي الحمى، فإنها تذهب خطايا بنی آدم كما يذهب الكير خبث الحديد》[1]

''اے ام سائب! یا اے امِّ مسیّب! تم کانپ رہی ہو! کیا بات ہے؟ اس نے کہا: مجھے بخار ہے، اللہ تعالیٰ اس کو برکت نہ دے! آپ ﷺ نے فرمایا: بخار کو گالیاں مت دو، بلاشبہ یہ اولاد آدم کی خطائیں اسی طرح صاف کر دیتا ہے جس طرح بھٹی لوہے کی میل کچیل دور کر دیتی ہے۔''

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《 ما يزال البلاء بالمؤمن والمؤمنة في نفسه وولده وماله حتى يلقى الله وما عليه خطيئة》[2]

''مومن مرد و عورت اپنے نفس، اولاد اور مال کی آزمائش میں مبتلا رہتا ہے، یہاں تک کہ وہ اللہ کو اس حال میں ملے گا کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔''

انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《 إذا أراد الله بعبده الخير عجل له العقوبة في الدنيا، وإذا أراد بعبده الشر أمسك عنه بذنبه حتى يوافي به يوم القيامة》[3]

''جب اللہ تعالیٰ اپنے بندے سے خیر و بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کو جلد ہی دنیا میں عذاب دے دیتا ہے اور جب وہ کسی بندے کے ساتھ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے گناہ کی وجہ سے اس عذاب کو روک دیتا ہے، حتی کہ قیامت کے دن وہ اس کو اس کے گناہ کا بدلہ دے گا۔''

---

1. صحیح مسلم، رقم الحدیث [2575]
2. سنن الترمذي، رقم الحدیث [2404] امام ترمذی رحمہ اللہ نے اسے حسن صحیح کہا ہے۔
3. سنن الترمذي، رقم الحدیث [2401]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《مثل المؤمن كمثل الزرع، لا تزال الريح تميله، ولا يزال المؤمن يصيبه البلاء، ومثل المنافق كمثل شجرة الأرز لا تهتز حتى تستحصد》 ❶

''مومن کی مثال اس (نرم و نازک) کھیتی کی مثال ہے جس کو ہوا جھکاتی اور مائل کرتی رہتی ہے، اسی طرح مومن کو آزمائش آتی رہتی ہے (اور اس کو اللہ کے سامنے جھکاتی رہتی ہے) اور منافق کی مثال صنوبر کے درخت کی سی مثال ہے جو اس وقت تک نہیں ہلتا اور نہ جھکتا ہے جب تک اس کے کٹنے کا وقت نہیں آ جاتا۔''

علماء نے کہا ہے کہ مذکورہ حدیث کا مفہوم یہ ہے:

''مومن کو اس کے بدن یا اہل یا مال میں سخت تکلیفیں پہنچتی رہتی ہیں اور اس سے اس کے گناہ معاف ہوجاتے ہیں اور اس کے درجے بلند ہوجاتے ہیں لیکن کفار پر یہ تکلیفیں کم ہی آتی ہیں اور اگر ان پر تکلیف آ بھی جائے تو وہ اس کے کسی گناہ کا کفارہ نہیں بنتی، بلکہ وہ قیامت کے دن اپنے پورے گناہ لے کر اللہ کے دربار میں حاضر ہوگا۔'' ❷

پس اے آفت زدہ مومن! بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس آفت و تکلیف کی وجہ سے تیرے گناہوں کو ہلکا کر دے گا، تیری خطائیں مٹا دے گا اور تجھ سے تیری غلطیاں دور کر دے گا۔ یہ ایک عظیم نعمت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کی حمد کریں اور اس کا شکر بجا لائیں۔

---

❶ صحيح مسلم، رقم الحديث [2809]

❷ صحيح مسلم بشرح النووي [149/17]

جان لو! یقیناً تم پر آزمائش کا آنا تم سے اللہ کی محبت کی دلیل ہے

7

پس جب ایسے مومن پر آزمائش آتی ہے جو اپنے رب کی اطاعت کا حریص اور نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والا ہوتا ہے تو یہ اس بات کی دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے محبت کرتے ہیں۔

کیونکہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کو تمام انسانوں سے زیادہ محبوب ہیں لیکن اس کے باوجود وہ تمام لوگوں سے بڑھ کر آزمائش میں مبتلا ہوتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«إن عظم الجزاء مع عظم البلاء، وإن الله إذا أحب قوما ابتلاهم، فمن رضي فله الرضا، ومن سخط فعليه السخط»[1]

''بلاشبہ بڑی جزاء بڑی آزمائش کے ساتھ ہے، اور یقیناً جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو وہ اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں، جو شخص (آزمائش پر) راضی رہا تو اس کے لیے (اللہ کی) رضا اور خوشنودی ہے اور جو آزمائش پر ناراض ہوا تو اس کے لیے (اللہ کی) ناراضگی اور غصہ ہے۔''

پس آزمائش بندے کے اللہ کے ہاں ذلیل و رسوا ہونے کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اللہ کے اس کو برگزیدہ بنانے اور اس سے محبت کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس کو اس لیے آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ وہ اس کو کسی بڑی خدمت کے لیے منتخب کر لے اور اس کو برتری اور فضیلت عطا کرے۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«من يرد الله به خيرا يصب منه»[2]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2401]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [5645]

''جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو وہ اس کو مصیبت میں مبتلا کرتا ہے۔''

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ نے کہا کہ ابو عبید ہروی نے کہا: مذکورہ حدیث کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اس لیے مصائب میں مبتلا کرتا ہے تا کہ اس کو اجر وثواب سے نوازے۔ نیز کسی اور نے کہا ہے کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ اس پر آزمائش اس لیے آتی ہے تا کہ اس کی اصلاح ہو جائے۔ [1]

---

[1] فتح الباري [141/10]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
8
طریقہ
آگاہ رہو! ماضی پر غم و افسوس مفید نہیں ہے اور جو آفت و مصیبت تم پر آچکی ہے وہ لوٹ نہیں سکتی

8

''حزن'' کا معنی ہے ایسی مصیبت پر غم کرنا جو آئی اور ختم ہوگئی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لِكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ﴾

[آل عمران: 153]

''تاکہ تم نہ اس پر غمزدہ ہو جو تمھارے ہاتھ سے نکل گیا اور نہ اس پر جو تمھیں مصیبت پہنچی۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَلَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا ﴾ [آل عمران: 139]

''اور نہ کمزور بنو اور نہ غم کرو۔''

اور نبی ﷺ غم و حزن سے پناہ مانگتے ہوئے فرماتے ہیں:

« اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ، وَالْعَجْزِ وَالْكَسَلِ، وَالْبُخْلِ وَالْجُبْنِ وَضَلَعِ الدَّيْنِ وَغَلَبَةِ الرِّجَالِ »[1]

''اے اللہ! میں غم و حزن، کمزوری اور سستی، بخیلی اور بزدلی، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

پس غم کرنے کا کیا فائدہ جب وہ غم مصیبت کو رفع نہیں کرتا، نہ اس کو دور کرتا ہے اور نہ ہی اس کو ہلکا ہی کرتا ہے، بلکہ غم کرنے سے مصیبت میں اضافہ ہی ہوتا ہے اور دل تکلیف اور حسرت سے بھر جاتا ہے۔ پھر اس ماضی پر غم کرنے کا کیا فائدہ جو کبھی لوٹ کر نہیں آئے گا اور نہ ہی اس کو لوٹانے کی کوئی طاقت ہی رکھتا ہے؟

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6363]

لہٰذا تم ایسی آزمائش پر غم نہ کرو جو آئی اور ختم ہوگئی، اور ایسی مصیبت پر جلتے ہوئے افسوس نہ کرو جو واقع ہوئی اور اٹھ گئی۔ یاد رکھو! اگر تم آزمائش و مصیبت پر غم و افسوس کرنے سے باز نہیں آؤ گے تو بلاشبہ تم اپنے نفس کے غم اور حسرت میں اضافہ کرو گے۔

لہٰذا جب تمھارا غم ایسی غلطیوں اور کمزوریوں پر ہے جو تم سے سرزد ہوئیں تو تم اس کام میں جو سرزد ہوا اور ختم ہوگیا تم معذور ہو، کیونکہ وہ تم پر لکھا ہوا تھا اور اللہ کی تقدیر کے ساتھ تم پر وارد ہونے والا ہے، لہٰذا تم غم و افسوس کرنے سے باز آجاؤ۔ تمھارے لیے اس غم کا دفاع کرنے کا ایک اور ذریعہ بھی ہے، اور وہ یہ ہے کہ تم اپنی موجودہ حالت کی اصلاح کرو اور عمر کے باقی ماندہ حصے میں اپنی اصلاح کرنے کا عزم کرو، پس جب تم اپنی موجودہ حالت کی اصلاح کرلو گے تو اللہ کے حکم سے تمھارے دل سے افسوس ناک ماضی پر غم وفکر دور ہوجائے گا۔

اور اگر تمھارا غم و افسوس ان مصائب و تکالیف کی وجہ سے ہے جو ماضی میں تمھیں پہنچیں تو اسی طرح وہ بھی تمھارے مقدر میں لکھی ہوئی تھیں۔ اور تم پر ضروری ہے کہ تم اس حقیقت کو سمجھو کہ بلاشبہ اللہ عزوجل حکمت والا اور باریک بین ہے، وہ تم پر آزمائش کو دائمی اور ابدی نہیں بنائے گا۔ پس تم اللہ سے امید رکھو کہ وہ تمھیں خوشحالی، نعمت اور کامل صحت و عافیت سے نوازے گا اس وجہ سے جو تم نے ماضی میں واقع ہونے والی آزمائش پر صبر کیا ہے۔ لہٰذا گزری ہوئی آزمائش پر غم کرنا چھوڑ دو اور اپنی باقی ماندہ زندگی میں کامل صحت یابی اور مبارکبادی کے لائق اعمال کی امید رکھو۔

خلاصۂ کلام:

تم پر واجب ہے کہ ماضی میں پہنچنے والی آزمائش و مصیبت پر غمگین ہونے کی

بجائے غم وفکر کو دور کرو کیونکہ ماضی کے مصائب و تکالیف پر غمگین ہونے کا سرے سے کوئی فائدہ نہیں ہے، وہ محض اللہ کی تقدیر کے ساتھ تم پر واقع ہوگئیں اور وہ اب کبھی نہیں لوٹیں گی، لہٰذا ان پر غم وافسوس کرنا محض ضرر ونقصان کا باعث ہے۔

اے مسلمان! آگاہ رہو کہ شیطان دھوکے سے یہ کوشش کرتا ہے کہ وہ تمھارے غم ناک ماضی کی فائل اور ریکارڈ تمھاری یادداشت میں کھولے رکھے تاکہ تم اس پر غم وفکر کرتے رہو اور اوپر سے تمھیں اس خوش فہمی میں مبتلا کرتا ہے کہ تم اپنے اس عمل میں حق پر ہو اور یقیناً تمہیں ماضی پر غور وفکر کرنے سے فائدہ ہوگا اور پھر یقیناً تم تھوڑا سا فکر کرکے جب چاہو اس کو ترک کر دینا۔

یاد رکھو! یہ سب شیطانی حیلے ہیں جن کے ذریعہ وہ تمھیں اوھام، خیالات اور غموں کے پھندے میں پھنساتا ہے جس سے تمھارا چھوٹنا مشکل ہوگا، لہٰذا پہلے پہل ہی شیطان کی یہ راہ بند کر دو اور حتی الوسع اپنے ذہن پر غموں کو سوار نہ ہونے دو، کیونکہ ''پرہیز علاج سے بہتر ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
9
طریقہ
جان رکھو! ہر آزمائش و
مصیبت پر ناراض ہونا اور
اس کو برا سمجھنا تمھارے حق
میں ضرر رساں ہے

9

’’حزن‘‘ کا معنی ہے ماضی میں آ کر گزر جانے والے مصائب اور تکالیف پر غم و افسوس کرنا۔ اور ’’تسخط‘‘ کا مطلب ہے نازل ہونے والی آزمائش پر تنگ دل اور بوجھل ہونا اور اس پر بے صبری اور ناراضگی کا اظہار کرنا۔

’’ساخط‘‘ (ناراض ہونے والا) وہ ہے کہ جب اس پر اللہ کے کسی ایسے فیصلے کے اثرات مرتب ہوتے ہیں جس کو وہ ناپسند کرتا ہے تو وہ اس پر تنگ دلی کا مظاہرہ کرتے ہوئے بے صبری اور عدم رضا کا اظہار کرتا ہے، اور وہ یہ نہیں سمجھتا کہ بلاشبہ وہ اللہ کی طرف سے ہے اور یقیناً اس کے حق میں بہتر ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس کے لیے اس میں بڑے فائدے ہیں لیکن وہ اس کی بجائے تنگ دل ہوتا ہے اور تکلیف محسوس کرتا ہے تو ایسے شخص کے لیے نہ مستقبل میں کسی خیر و بھلائی کی امید کی جا سکتی ہے اور نہ موجودہ حالت میں کسی راحت و سکون کی کیونکہ اس نے اللہ کے فیصلے اور تقدیر پر صبر کیا ہے اور نہ ہی اس پر راضی ہوا ہے۔

لہٰذا اللہ کی تقدیر و فیصلے پر ناراض ہونے سے بچو اور جان لو کہ اللہ کی تقدیر و فیصلے پر ناراض ہونا فکر، غم، حزن، دل کے منتشر ہونے، بدحال ہونے اور اللہ کے متعلق ایسے گمان کا دروازہ کھول دیتا ہے جو اس کے لائق نہیں ہے۔[1]

نیز اللہ کی تقدیر و قضاء پر ناراض ہونا بندے پر اللہ، اس کے فیصلے، اس کی تقدیر، اس کی حکمت اور اس کے علم کے متعلق شک و شبہہ کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ پس تقدیر و قضاء پر ناراض ہونے والا لاشعوری طور پر اس شک سے کم ہی بچ پاتا ہے جو شک اس کے دل میں داخل ہو کر اس میں پیوست ہو جاتا ہے۔

[1] مدارج السالکین [200/2]

پس اگر وہ اپنے دل کی خوب جانچ پڑتال کرے تو وہ اپنے یقین کو شک وشبہہ کی بیماری میں مبتلا پائے گا۔ بلاشبہ رضا اور یقین دو بھائی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ رہتے ہیں اور شک و ناراضگی بھی دو اکٹھے رہنے والے ساتھی ہیں۔[1]

اور جب بندے پر اس کے مقدر میں کی ہوئی آفت و آزمائش نازل ہوتی ہے اور وہ اس پر تنگ دل ہوتا ہے تو اس پر اس (آفت و آزمائش) کا بوجھ بڑھ جاتا ہے اور اس میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے، لیکن اگر اس کی ناراضگی اس کی عاجزی و درماندگی کو فائدہ پہنچانے والی ہو تو اس کے لیے اس میں راحت وسکون ہوگا۔[2]

آپ ﷺ نے فرمایا:

«وإن الله إذا أحب قوما ابتلاهم، فمن رضي فله الرضا ومن سخط فله السخط»[3]

"اور بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں، پس جو (آزمائش پر) راضی رہا تو اس کے لیے (اللہ کی) رضا ہے اور جو ناراض ہوا اس کے لیے (اللہ کی) ناراضگی اور غصہ ہے۔"

آزمائش پر ناراضگی کے نقصانات:

آزمائش پر جزع وفزع کرنے اور ناراض ہونے کے بعض نقصانات کا خلاصہ درج ذیل ہے:

☆ بلاشبہ جب بندہ اپنے مقدر پر ناراض اور غصے ہوتا ہے تو اس کا غم، فکر اور

---

[1] مدارج السالكين [201/2]

[2] مدارج السالكين [200/2]

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث [2401]

صدمہ بڑھ جاتا ہے۔

☆ یقیناً مقدر پر ناراضگی انسان پر مایوسی کا دروازہ کھول دیتی ہے اور اس کے سامنے امید و آرزو کا دروازہ بند کر دیتی ہے۔ تصور کرو کہ مایوسی کی حالت کس قدر غم ناک ہوگی؟

☆ بے شک جب وہ اپنے مقدر پر ناراض ہوگا تو اس کو (صبر کرنے کا) اجر و ثواب نہیں ملے گا، بلکہ اس کا گناہ بڑھ جائے گا اور اس کی برائیوں میں اضافہ ہوتا جائے گا۔

☆ جب بندہ اپنے مقدر پر ناراض ہوتا ہے تو اس پر اس کا رب جل جلالہ ناراض ہو جاتا ہے اور جب اس کا رب ہی اس پر ناراض ہو گیا تو اس کے لیے اس کے بعد کونسی فلاح و کامیابی کی امید کی جا سکے گی؟

☆ جب وہ آزمائش سے ناراض ہوتا ہے تو اس پر آزمائش کی تکلیف بڑھ جائے گی اور آزمائش پر ناراضگی اس سے آزمائش کی تکلیف کو کچھ بھی کم نہیں کرے گی۔

☆ جب انسان آزمائش پر ناراض ہوتا ہے تو اس آزمائش کے ٹل جانے کے بعد اس کے لیے کسی اچھے انجام کی امید نہیں کی جا سکے گی اور وہ آزمائش کے وہ ثمرات حاصل نہیں کر پائے گا جو ثمرات صبر کرنے والے، ثواب کی امید رکھنے والے اور اللہ کی رضا پر راضی رہنے والے لوگ حاصل کرتے ہیں۔

☆ جب وہ اس آزمائش پر ناراض ہوگا تو جو آزمائش اس کے بعد آئے گی وہ لازمی طور پر اس سے زیادہ تکلیف دہ اور غم ناک ہوگی۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
10
طریقہ
اللہ نے جو تم پر مصیبت
نازل کی ہے اس کے
متعلق تم اللہ سے
راضی رہو!

10

جو تم پر مصیبت نازل ہوئی ہے اس پر ناراضگی و غصے کا اظہار نہ کرو، بلکہ اس آفت پر، جو اللہ نے تمھیں پہنچائی ہے، اللہ سے راضی اور اس کے سامنے جھکے رہو اور اللہ نے تمھارے لیے جو تدبیر کی ہے اس پر خوش رہو۔ بندہ اللہ کے فیصلے اور اس کی تقدیر پر کیوں خوش نہ ہو حالانکہ وہ جانتا ہے کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت و لطف سے اس کے لیے اچھی چیز کا انتخاب کیا ہے اور اس کو خیر و بھلائی سے نوازا ہے اگرچہ اس میں قدرے تکلیف اور مشقت ہے، لہٰذا اول و آخر، ظاہر و باطن اسی کے لیے حمد ہے اور اسی کی احسان مندی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ وَمَنْ يُّؤْمِنْ بِاللّٰهِ يَهْدِ قَلْبَهٗ﴾ [التغابن: 11]

”کوئی مصیبت نہیں پہنچی مگر اللہ کے اذن سے اور جو اللہ پر ایمان لے آئے وہ اس کے دل کو ہدایت دیتا ہے۔“

امام علقمہ رحمہ اللہ نے کہا:

”هي المصيبة تصيب الرجل، فيعلم أنها من عند الله، فيسلم لها ويرضى“ [1]

”اس مذکورہ آیت میں اس مصیبت کا ذکر ہے جو بندے کو پہنچتی ہے تو وہ یہ جان کر کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اس پر راضی ہو کر سرِ تسلیم خم کر دیتا ہے۔“

---

[1] تفسير الطبري [116/12]

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«وإن الله إذا أحب قوما ابتلاهم، فمن رضي فله الرضا ومن سخط فله السخط»[1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ کسی قوم سے محبت کرتے ہیں تو اس کو آزمائش میں مبتلا کر دیتے ہیں، پس جو شخص اس پر راضی رہا تو اس کے لیے (اللہ کی) رضا ہے، اور جو اس پر ناراض ہوا تو اس پر (اللہ کی) ناراضگی ہے۔''

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی ایک دعا میں یہ پڑھا کرتے تھے:

«وَأَسْأَلُكَ الرِّضَا بَعْدَ الْقَضَاءِ»[2]

''اور میں تجھ سے تیرے فیصلے کے بعد اس پر راضی ہونے کا سوال کرتا ہوں۔''

ابو درداء رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''بلاشبہ جب اللہ تعالیٰ کوئی فیصلہ کرتا ہے تو وہ یہ پسند کرتا ہے کہ اس پر لوگ راضی ہوں۔''

اور ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا:

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے اپنے عدل و انصاف کے ساتھ یقین و رضا کا بدلہ خوشی رکھا ہے اور شک و ناراضگی کا بدلہ غم وحزن رکھا ہے، لہٰذا جو شخص اللہ کی رضا پر راضی ہوتا ہے وہ تنگی اور خوشحالی میں سے جس حالت میں بھی ہوتا ہے وہ اس کے علاوہ کی تمنا اور خواہش نہیں کرتا۔''

اسی طرح کی روایات حضرت عمر، ابن مسعود اور ان کے علاوہ دیگر صحابہ

---

1. سنن الترمذي، رقم الحديث [2401]
2. سنن النسائي، رقم الحديث [1306]

کرام رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہیں۔

حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا:

”میں اس حال میں صبح کرتا ہوں کہ میں صرف اور صرف اللہ کی تقدیر اور اس کے فیصلے پر ہی خوش ہوتا ہوں۔“

پس جو شخص (صبر کے) اس درجہ پر پہنچ گیا اس کی ساری زندگی عیش و آرام میں گزرتی ہے اور وہ خوش و خرم رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَ هُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً﴾ [النحل: 97]

”جو بھی نیک عمل کرے، مرد ہو یا عورت اور وہ مومن ہو تو یقیناً ہم اسے ضرور زندگی بخشیں گے، پاکیزہ زندگی۔“

اس آیت کی تفسیر میں بعض سلف نے کہا ہے کہ ”حیات طیبة“ سے مراد رضا اور قناعت و فرمانبرداری والی زندگی ہے۔ عبدالواحد بن زید نے کہا: اللہ کی طرف سے آزمائش پر صبر و رضا اللہ (کی خوشنودی) کا بہت بڑا دروازہ ہے اور دنیا میں ہی جنت اور عبادت گزار لوگوں کا عیش و آرام ہے۔[1]

”اور (اللہ کی تقدیر اور قضاء پر) رضا سے تمام معاملات میں مقدر کی ہوئی چیز پر دل کی خوشی، ہر حال میں نفس کی پاکیزگی اور اس کا سکون، دنیا کے معاملات سے ہر قسم کی گھبراہٹ اور بیقراری سے دلی اطمینان، قناعت کی ٹھنڈک، بندے کا اپنے رب کی تقسیم پر خوش ہونے، اپنے آقا و مولیٰ کی دیکھ بھال پر خوش رہنے، ہر چیز میں اپنے مولیٰ کے سامنے سر تسلیم خم کرنے وہ جس میں بھی ان کو مبتلا کرے اس پر راضی رہنے، اس کے احکام اور فیصلوں کو تسلیم کرنے اور اس کے

---

[1] الحکم [487,486/1]

حسن تدبیر اور کمال حکمت کا اعتقاد رکھنے جیسی نعمتیں حاصل ہوتی ہیں۔"[1]

ے

عَذَابُهُ فِيكَ عَذْبٌ وَبُعْدُهُ فِيكَ قُرْبٌ

"اس کا تمھیں عذاب دینا میٹھا اور خوشگوار ہے اور اس کے بعد قربت ہے۔"

وَأَنْتَ عِنْدِيْ كَرُوْحِي بَلْ أَنْتَ مِنْهَا أَحَبّ

"اور تم میرے نزدیک میری روح کی طرح ہو بلکہ تم اس سے بھی زیادہ مجھے محبوب ہو۔"

حَسْبِي مِنَ الْحُبِّ إِنِّيْ لِمَا تُحِبُّ أُحِبّ

"مجھے یہی محبت کافی ہے کہ بلاشبہ میں اس کو پسند کرتا ہوں جسے تم پسند کرتے ہو۔"

جو شخص اللہ کے افعال پر اس سے راضی ہونے کی حقیقت کو جاننا چاہتا ہے تو وہ رسول اللہ ﷺ کے احوال پر غور و فکر کرے۔ آپ ﷺ کا اللہ کے متعلق یہ اعتقاد تھا کہ وہ خالق اور مالک ہے اور جو مالک ہوتا ہے اس کو مملوک، جس کا وہ مالک ہوتا ہے، میں تصرف کرنے کا اختیار ہوتا ہے۔ نیز آپ ﷺ کا اللہ کے متعلق یہ عقیدہ تھا کہ وہ حکیم ہے اس کا کوئی کام عبث اور بے کار نہیں ہے تو آپ ﷺ نے اللہ کے سامنے یونہی سر تسلیم خم کر دیا جیسے ایک مملوک اپنے حکیم مالک کے سامنے سر تسلیم خم کیا کرتا ہے، پس آپ ﷺ پر عجیب وغریب حالات گزرتے تھے مگر آپ ﷺ کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آتی تھی اور نہ ہی آپ ﷺ کی طبیعت میں کوئی تنگی اور ملال آتا تھا۔

آپ ﷺ اپنی زبان مبارک پر کبھی یہ الفاظ نہیں لاتے تھے: "اگر ایسے

[1] المدارج [212/2]

ہوتا (تو یہ تکلیفیں نہ آتیں)'' بلکہ آپ ﷺ اللہ کی تقدیروں پر یونہی ثابت قدم رہتے جیسے پہاڑ تند و تیز آندھیوں کے سامنے ثابت اور قائم رہتے ہیں۔

یہ رہے رسولوں کے سردار ﷺ! جن کو تمام لوگوں کی طرف اس وقت تنہا رسول بنا کر بھیجا گیا جب آفاقِ عالم میں کفر پھیلا ہوا تھا، پس آپ ﷺ ان حالات میں ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونے لگے اور آخرکار آپ ﷺ ''دار ارقم'' میں چھپنے پر مجبور ہوئے، جب آپ ﷺ وہاں سے نکلتے تو وہ آپ ﷺ کو اتنا مارتے تھے کہ اس سے اتنا خون نکلتا کہ وہ آپ ﷺ کی ایڑھیوں تک پہنچ جاتا، آپ ﷺ کی پشت پر اوجڑی ڈالی جاتی مگر آپ ﷺ اس کے باوجود صبر و استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش رہتے۔

آپ ﷺ موسم حج میں نکل کر لوگوں سے استدعا کرتے: کون مجھے ٹھکانہ دے گا؟ کون میری مدد کرے گا؟ پھر آپ ﷺ مکہ سے نکلے تو آپ ﷺ کے لیے ایک کافر کی پناہ لے کر مکہ میں واپس آنا ممکن ہوا، لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ کی طبیعت میں نہ گھٹن تھی اور نہ دل میں کوئی گلہ و اعتراض۔ اگر آپ ﷺ کی جگہ کوئی اور ہوتا تو وہ کہہ اٹھتا: اے میرے رب! تو خالق و مالک ہے اور میری نصرت و مدد پر قادر ہے، پھر میں اتنا کمزور کیوں ہوں؟ جیسا کہ صلح حدیبیہ کے دن عمر رضی اللہ عنہ نے اس وقت کہا تھا، جب آپ ﷺ نے کفار کی ایسی شرطیں مان لی تھیں جو بظاہر مسلمانوں کی کمزوری کو ظاہر کرتی تھیں: کیا ہم حق پر نہیں ہیں؟ ہم اپنے دین میں اتنے کمزور کیوں ہیں؟ جب عمر رضی اللہ عنہ نے یہ سوال کیے تو رسول اللہ ﷺ نے انھیں جواب دیا:

«إني عبد الله ولن يضيعني»

''میں اللہ کا بندہ ہوں اور وہ مجھے ہرگز ضائع نہیں کرے گا۔''

پس آپ ﷺ کا یہ کہنا: "إني عبد الله" (یقیناً میں اللہ کا بندہ ہوں) اللہ کی ملکیت اور بادشاہی کا اقرار ہے، گویا کہ آپ ﷺ یہ فرما رہے ہیں: میں مملوک ہوں، لہٰذا میرا مالک مجھ سے جو چاہے کر سکتا ہے۔

اور آپ ﷺ کا یہ ارشاد: "لن یضیعني" (وہ مجھے ضائع نہیں کرے گا) اللہ کی حکمت و دانائی کا بیان ہے کہ وہ کوئی عبث اور بے کار کام نہیں کرتا۔

پھر آپ ﷺ کو بھوک کی آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے اور آپ ﷺ اپنے پیٹ پر پتھر باندھتے ہیں، حالانکہ اللہ آسمان و زمین کے خزانوں کا مالک ہے۔ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو قتل کیا جاتا ہے، آپ ﷺ کے چہرے کو زخمی کیا جاتا ہے، احد کے دن آپ ﷺ کے دندان مبارک کو توڑا جاتا ہے اور آپ ﷺ کے چچا حمزہ رضی اللہ عنہ کا حلیہ بگاڑ دیا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود آپ ﷺ خاموش ہیں، بے صبری کا ایک لفظ بھی زبان مبارک پر نہیں لاتے۔ پھر آپ ﷺ کو ایک بیٹا دیا جاتا ہے اور وہ بھی واپس لے لیا جاتا ہے۔ وہ حسن وحسین رضی اللہ عنہما جن سے آپ ﷺ دل بہلاتے ہیں، ان کے متعلق آپ ﷺ کو یہ خبر دی جاتی ہے کہ عنقریب وہ آزمائشوں اور تکلیفوں میں مبتلا ہونے والے ہیں، وہ عائشہ رضی اللہ عنہا جن کی صحبت میں آپ ﷺ راحت وسکون محسوس کرتے ہیں ان پر تہمت لگا کر آپ ﷺ کو تنگ کیا جاتا ہے۔

آپ ﷺ اپنی نبوت و رسالت کے ثبوت میں کتنے زیادہ معجزے پیش کرتے ہیں، پھر بھی مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی جیسے جھوٹی نبوت کے دعوے دار کھڑے ہو جاتے ہیں؟ آپ ﷺ ان کے سامنے امانت وصداقت جیسی پاکیزہ صفات کا مظاہرہ کرتے ہیں، پھر بھی آپ ﷺ کو جھوٹا اور جادوگر کہا جاتا ہے۔ پھر آپ ﷺ بیمار ہوتے ہیں تو آپ ﷺ کو دو آدمیوں کے برابر بخار چڑھتا

ہے لیکن پھر بھی آپ ﷺ کمال صبر کا مظاہرہ کرتے ہوئے خاموش اور مطمئن ہیں۔

پھر آپ ﷺ پر موت کی سختیاں شروع ہوتی ہیں اور آپ ﷺ ایک کھردری چادر اور موٹے تہبند کو باندھے لیٹے ہوتے ہیں اور اس رات آپ ﷺ کے گھر چراغ جلانے کے لیے تیل بھی نہیں ہوتا![1]

[1] صید الخاطر [ص: 269,268]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
11
طریقہ
آگاہ رہو! بے شک
مستقبل میں تمھیں وہی
تکلیف ومصیبت پہنچے
گی جو اللہ نے تیرے
نصیب میں لکھی ہوگی

11

صرف وہی کچھ وقوع پذیر ہوگا جو اللہ کا ارادہ ہے اور جو اس نے تمھارے مقدر میں کیا ہے، پس تم مستقبل سے اور نہ ہی کسی ایسی چیز سے ڈرو جس کا مستقبل میں تمھیں پہنچنے کا امکان ہے، لہٰذا اس سے نہ ڈرو کہ تمھیں فقر و فاقہ آ جائے گا، نہ اس سے کہ تمھیں کوئی بیماری لگ جائے گی اور نہ ہی اس کے علاوہ کسی چیز کا خوف کھاؤ، بلکہ جان رکھو! تمھیں صرف وہی کچھ لاحق ہوگا جو تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے اور اگر روئے زمین کے جن اور انسان مل کر تمھیں کوئی ایسی تکلیف دینا چاہیں جو اللہ نے تمھارے مقدر میں نہیں لکھی تو وہ کبھی تمھیں وہ تکلیف نہیں دے سکیں گے۔

پس تم اس عظیم قاعدے اور نسخے کو یاد رکھو تمارا دل مطمئن اور پر سکون ہو جائے گا اور جو اللہ کل تمھارے غم میں تمھیں کافی ہوا تھا وہ مستقبل کے غم میں بھی تمھیں کافی ہوگا، لہٰذا تم ٹھنڈی آنکھوں اور مطمئن دل کے ساتھ سو رہو جب تک تمھیں یہ یقین ہو کہ بلاشبہ تمھارا مستقبل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ اور جان لو! مستقبل میں تمھیں صرف وہی کچھ ہوگا جو اللہ نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہے۔ ؎

إِنَّ رَبًّا كَفَاكَ مَا كَانَ بِالْأَمْسِ
سَيَكْفِيكَ فِي غَدٍ مَا يَكُونُ

”بلاشبہ تمھارا رب کل کی تکلیف میں تمھیں کافی ثابت ہوا تو آئندہ کل میں آنے والی تکلیف میں بھی وہ تمھیں کافی ہوگا۔“

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ قُل لَّن يُصِيبَنَآ إِلَّا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا هُوَ مَوْلَىٰنَا وَعَلَى

اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ﴾ [التوبة: 51]

''کہہ دے ہمیں ہر گز کوئی نقصان نہ پہنچے گا مگر جو اللہ نے ہمارے لیے لکھ دیا، وہی ہمارا مالک ہے اور اللہ ہی پر پس لازم ہے کہ ایمان والے بھروسا کریں۔''

بلاشبہ اس ایمان میں دل کا اطمینان اور بدن، نفس اور اعصاب کا سکون ہے اور غم و فکر سے چھٹکارا ہے، پس میرا نفس نہیں بکھرے گا، میرے اعصاب میں تناؤ نہیں آئے گا اور مجھے کسی قسم کی وحشت و تنہائی اور توڑ پھوڑ محسوس نہیں ہوگی، بلکہ مجھے تو صرف رضا و خوشنودی، اطمینان، سعادت، راحت، سکون، یقین کی پختگی، آنکھوں کی ٹھنڈک، ضمیر کا اطمینان، سینے کا کھل جانا اور اللہ کی رحمت، عدل، علم اور حکمت پر اطمینان جیسی چیزیں حاصل ہوں گی جو وسوسوں اور کھٹکوں سے بچاتی ہیں۔[1]

پس مستقبل پر کوئی خوف نہیں رہتا اور نہ ہی مستقبل میں کسی چیز کے متوقع ہونے سے ڈر رہتا ہے، بلکہ روشن خیال و آرزو اور نہ ڈگمگانے والا یقین ہوتا ہے کہ مستقبل صرف اور صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے، کسی اور کے ہاتھ میں نہیں۔

اے مومن! بلاشبہ اکثر جس چیز کا ڈر ہوتا ہے وہ نہیں ہوتی اور غالباً جس ناپسند چیز کے متعلق سنا جاتا ہے وہ وقوع پذیر نہیں ہوتی۔ لہٰذا اللہ ہی کافی ہے، وہی سب کی حفاظت کرتا ہے اور اسی کی طرف سے مدد آتی ہے۔[2]

---

[1] الإيمان، محمد نعيم ياسين [ص: 129,128]

[2] لا تحزن للدكتور عائض القرني [ص: 378]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
12
طریقہ
آگاہ رہو! بلاشبہ
مصیبت کا ایک مقرر
وقت اور محدود عمر ہے لہٰذا
اس کے زائل ہونے
کی جلدی نہ کرو

12

بلاشبہ مصائب کی مدت پر ایمان منتشر اور پریشان لوگوں کے لیے تسلی بخش چیز ہے اور تکالیف کی مدتوں کی تصدیق مصیبت زدہ لوگوں کے لیے تسلی کا باعث ہے۔ بلاشبہ ہر مصیبت کا ایک وقت مقرر ہے جس سے زیادہ دیر وہ نہیں رہ سکتی، پس تمھارا اس کے وقت سے پہلے اس کو زائل کرنے کا حیلہ و تدبیر کرنا ایک قسم کا پاگل پن ہے اور وسوسہ کی قسموں میں سے ایک قسم ہے۔❶

آزمائش کی ایک مدت ہے جس سے وہ تجاوز نہیں کر سکتی اور ایک وقت ہے جس سے آگے وہ پیش قدمی نہیں کر سکتی، پس جب مقدر چیز کا وقت آجاتا ہے تو اس سے ایک لمحہ کی تقدیم و تاخیر نہیں ہوتی، تکلیف کا ایک وقت ہے جس کے بعد وہ زائل ہو جاتی ہے اور اس کی ایک مدت ہے پھر وہ ٹل جاتی ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کی ایک مقدار مقرر کر رکھی ہے۔❷

سختی اور مصیبت بیماری کی طرح ہے اور اس بیماری کے لیے لازمی طور پر ایک مدت ہے جس کے بعد وہ زائل ہو جائے گی، جس نے اس کے زائل ہونے میں جلدی سے کام لیا تو عنقریب وہ بیماری بڑھ جائے گی اور سنگین ہو جائے گی۔ اسی طرح مصیبت اور سختی کا بھی ایک وقت مقرر ہے جس کے گزر جانے پر اس کے نشانات مٹ جائیں گے، لہٰذا مصیبت میں مبتلا شخص پر واجب ہے کہ وہ صبر سے کام لے، مصیبت کے ٹل جانے کا انتظار کرے اور مسلسل دعا کرتا رہے۔❸

---

❶ هكذا حدثنا الزمان [ص: 224] د. عائض القرني

❷ المصدر السابق [ص: 224,223] د. عائض القرني

❸ لا تحزن [ص: 96] د. عائض القرني

تم یہ گمان نہ کرو کہ بلاشبہ مصیبت تمھیں عمر بھر چمٹی رہے گی بلکہ اس کی ایک عمر ہے اور محدود مدت ہے جو لازمی طور پر پوری ہو کر رہے گی، لہٰذا تم اس کے ٹلنے میں جلدی نہ کرو، بلکہ صبر کرو اور اس صبر پر اللہ سے ثواب کی امید رکھو۔ ہر گزرنے والے دن میں راضی اور خوش رہو کیونکہ اس سے مصیبت ہلکی ہو جائے گی اور اس کی عمر کم ہوتی چلی جائے گی، اس لیے کہ سختی و مصیبت کی عمر انسان کی عمر کی طرح ہے جس سے وہ آگے نہیں بڑھ سکتی۔[1]

وَلَا هَمٌّ إِلَّا سَوْفَ يُفْتَحُ قُفْلُهُ
وَلَا حَالٌ إِلا لِلْفَتى بَعْدَهَا حَالٌ

''اور ہر غم کا عنقریب تالا کھلنے والا ہے اور نوجوان کے لیے ہر آنے والی مصیبت کی گرہ کھلنے والی ہے۔''

اور جس نے آزمائش کے ٹلنے کو جلدی طلب کیا جبکہ اس آزمائش کا زمانہ لمبا ہو گیا اور اس کا ٹلنا دور ہو گیا تو وہ بے چین و مضطرب رہ کر بزدل بن جائے گا اور اپنے آپ کو برباد کر لے گا، کیونکہ وہ یہ ایمان ہی نہیں رکھتا کہ مصیبت کا ایک محدود زمانہ ہے جو اس سے ختم ہونے والا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اِنْ كَانَ كَبُرَ عَلَيْكَ اِعْرَاضُهُمْ فَاِنِ اسْتَطَعْتَ اَنْ تَبْتَغِيَ نَفَقًا فِي الْاَرْضِ اَوْ سُلَّمًا فِي السَّمَآءِ فَتَاْتِيَهُمْ بِاٰيَةٍ وَ لَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَمَعَهُمْ عَلَى الْهُدٰى فَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ﴾ [الأنعام: 35]

''اور اگر تجھ پر ان کا منہ پھیرنا بھاری گزرا ہے تو اگر تو کر سکے کہ

---

[1] لا تحزن [ص: 96] د. عائض القرني

زمین میں کوئی سرنگ یا آسمان میں کوئی سیڑھی ڈھونڈ نکالے، پھر ان کے پاس کوئی نشانی لے آئے (تو لے آ) اور اگر اللہ چاہتا تو یقیناً انھیں ہدایت پر جمع کر دیتا۔ پس تو جاہلوں میں سے ہرگز نہ ہو۔“

لہٰذا تم آزمائش کے ٹلنے میں جلدی نہ کرو، کیونکہ اس کا ٹل جانا قریب ہے۔

إِذَا اشْتَمَلَتْ عَلٰی الْيَأْسِ الْقُلُوْبُ
وَضَاقَ بِمَا به الصَّدْرُ الرَّحِيْبُ

”جب دل مایوسیوں کا شکار ہو جائیں اور وہ چیز (یعنی دل) تنگ ہو جائے جس کو سینہ گھیرے ہوئے ہے۔“

وَأَوطَنَتِ الْمَكَارِهُ وَاطْمَأَنَّت
وَأَرْسَتْ فِيْ أَمَاكِنِهَا الْخُطُوْبُ

”اور ناپسندیدگیوں سے مانوس ہو کر مطمئن ہو جائیں اور اس کے گوشوں میں پریشانیاں راسخ ہو جائیں۔“

وَلَمْ تَرَ لِانْكِشَافِ الضُّرِّ وَجْهًا
وَمَا أَجْدَى بِحِيْلَتِه الْأَرِيْب

”اور تم اس تکلیف کے دور ہونے کا کوئی راستہ نہ دیکھو تو اس وقت مضبوط حیلہ کرنا کس قدر نفع بخش ثابت ہوگا۔“

أَتَاكَ عَلٰی قُنُوْطٍ مِنْكَ غَوْثٌ
يَمُنُّ بِهِ اللَّطِيْفُ الْمُسْتَجِيْبُ

”مایوسی کے وقت تمھارے پاس نصرت و مدد آئے گی جس کے ساتھ مہربان اور دعا کو قبول کرنے والا اللہ احسان کرے گا۔“

وَكُلُّ الْحَادِثَاتِ وَإِنْ تَنَاهَتْ
فَمَوْصُولٌ بِمَا فَرَجٌ قَرِيْبٌ

''اور تمام قسم کے حادثات اگرچہ وہ انتہائی شدید ہوں عنقریب ان کو کشادگی ملنے والی ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
13
طریقہ
جان لو! بلاشبہ تم اکیلے ہی
آزمائش وتکلیف میں مبتلا
نہیں ہو

13

ہر مومن جان لے کہ اس سے پہلے بھی نیک لوگوں کو آزمائش میں مبتلا کیا گیا اور اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کو مختلف قسم کی آزمائشوں میں مبتلا کرتا رہا ہے۔

پس ہر بستی میں ایسے لوگ ہیں کہ اگر وہ دائیں جانب دیکھے تو اسے صرف سختی و مصیبت ہی دکھائی دے گی، پھر وہ بائیں جانب مڑ کر دیکھے تو اس کو حسرت ہی حسرت دکھائی دے گی۔ اگر وہ دنیا کو ٹٹول کر دیکھے تو اس کو آزمائشوں میں مبتلا لوگ ہی نظر آئیں گے خواہ پسندیدہ چیز کے چھن جانے سے یا ناپسندیدہ چیز کے حاصل ہونے سے۔ اور یقیناً دنیا کی خوشیاں ایک خواب ہیں یا ڈھلتی چھاؤں ہے، اگر وہ اس کو تھوڑا سا ہنسا لیں تو پھر اس کو بہت زیادہ رلائیں گی اور اگر انھوں نے اس کو ایک دن خوش کر دیا تو زمانہ بھر اس کو ناگواری میں مبتلا کریں گی، اور اگر تھوڑا سا فائدہ پہنچایا ہے تو لمبا عرصہ اس کو محرومیوں کا شکار کریں گی اور ان خوشیوں نے کبھی کسی گھر کو بھلائی سے نہیں بھرا کہ پھر بعد میں اس کو عبرت کے سامان سے نہ بھرا ہو، اور نہیں خوش کیا انھوں نے اس کو ایک خوش کن دن کے ساتھ مگر اس کے لیے ایک برا دن بھی چھپا رکھا ہے۔[1]

پس تم صرف اکیلے ہی مصیبت میں مبتلا نہیں کیے گئے، تم سے پہلے اور تمھارے بعد لوگ آزمائشوں میں ڈالے گئے اور ڈالے جائیں گے اور تم اللہ کی زمین میں جدھر بھی نگاہ دوڑاؤ گے تمھیں آزمائشوں میں مبتلا لوگ نظر آئیں گے، اللہ تعالیٰ جو آزمائش بھی کسی کے مقدر کرتا ہے اس میں اس کی کمال حکمت پنہاں ہوتی ہے۔

---

[1] زاد المعاد [175,174/1]

بلاشبہ انبیاء و صالحین آزمائشوں میں مبتلا کیے گئے۔ ان میں سے کسی کو قید کیا گیا اور کسی کو بیماری میں مبتلا کیا گیا، کسی کو اس کے شہر و ملک سے نکال دیا گیا، ان میں سے کسی کو مارا پیٹا گیا اور کسی سے دشمنی کی گئی اور تکلیفیں دی گئیں۔ سینکڑوں افراد ایسے ہوں گے جن کو معزول کیا گیا یا دھتکارا گیا یا بیماری یا فقر و فاقہ اور دیگر تکلیفوں میں مبتلا کیا گیا، پس تم کو اکیلے ہی مصیبت نہیں پہنچی اور نہ ہی تم اکیلے آزمائش میں مبتلا ہوئے۔

☆ ایوب علیہ السلام طویل مدت تک بیماری میں مبتلا رہے۔

☆ طویل عرصہ تک یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے (یوسف علیہ السلام) کو گم کیے رہے۔

☆ یوسف علیہ السلام کو قید میں ڈالا گیا۔

☆ موسیٰ علیہ السلام کو سخت تکلیف میں مبتلا کیا گیا اور ان کو ایک جبار و سرکش دشمن کا سامنا کرنا پڑا۔

☆ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یتیمی کی حالت میں فقر و فاقہ کی زندگی بسر کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلایا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جادوگر، مجنون اور شاعر کہا گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا مذاق اڑایا گیا۔ اور سجدے کی حالت میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پشت پر اونٹ کی اوجڑی پھینکی گئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے شہر سے نکالا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے پیاروں اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی وفات کا صدمہ پہنچتا رہا۔

اور صحابہ رضی اللہ عنہم اجمعین کو طرح طرح کی تکلیفیں دی گئیں اور انھوں نے بہت سی سختیوں اور مصیبتوں کا سامنا کیا اور بلاشبہ ہر دور میں اور ہر جگہ علماء اور صالحین کو آزمائشوں میں مبتلا کیا گیا۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں....؟
14
طریقہ
آگاہ رہو! تمھارا
آزمائش میں مبتلا ہونا
اس میں مبتلا نہ ہونے
سے بہتر ہے

14

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ هُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَيْئًا وَّ هُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَ اللّٰهُ يَعْلَمُ وَ اَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [البقرة: 216]

''اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمھارے لیے بہتر ہو اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو پسند کرو اور وہ تمھارے لیے بری ہو اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے۔''

﴿ فَعَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا﴾ [النساء: 19]

''شاید کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور اللہ اس میں بہت بھلائی رکھ دے۔''

ابن الفرضی کہتے ہیں کہ میں نے ذوالنون کو یہ کہتے ہوئے سنا:

''آزمائش مومن کے لیے ایک خوش نما اور جاذب نظر چیز ہے، جب اس پر آزمائش نہیں ہوتی تو اس کی حالت بگڑ جاتی ہے۔''[1]

پس مسلمان جب اللہ سے تقویٰ اختیار کرتا ہے اور مخلص ہوکر اس کی اطاعت و بندگی میں لگ جاتا ہے تو ہر وہ ناپسندیدہ چیز جس میں وہ مبتلا ہوتا ہے اس کے حق میں بہتر ہوتی ہے۔[2]

اور جب بندے کو اپنے رب تعالیٰ کے متعلق معرفت تامہ حاصل ہوجاتی

---

[1] تہذیب حلیة الأولیاء [234/3] اعداد، صالح الشامی

[2] الفوائد [ص: 104]

ہے تو وہ یقینی طور پر یہ جان لیتا ہے کہ بلاشبہ وہ ناپسندیدہ سختیاں اور مصیبتیں جو اس کو پہنچی ہیں ان میں اس کے لیے کئی قسم کی مصلحتیں اور فائدے ہیں جو اس کے علم اور اس کی سوچ وفکر میں نہیں آسکتے، بلکہ بلاشبہ بندے کے لیے اس چیز میں، جس کو وہ ناپسند کرتا ہے، عظیم مصلحت ہوتی ہے، اس چیز کی نسبت جس کو وہ پسند کرتا ہے۔ پس لوگوں کی عام مصلحتیں ان کی ناپسندیدہ چیزوں میں ہوتی ہیں، جیسا کہ ان کی عام تکلیفیں اور نقصان اور ان کی ہلاکتوں کے اسباب ان کی پسندیدہ چیزوں میں ہوتے ہیں۔[1]

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو ان آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے جن کو وہ ناپسند کرتے ہیں تو یہ ان کے حق میں اللہ کی طرف سے ان کی حفاظت کرتے ہوئے، ان پر احسان کرتے ہوئے اور ان کے ساتھ لطف وکرم کا برتاؤ کرتے ہوئے ان کے آزمائشوں میں مبتلا نہ ہونے سے بہتر ہوتا ہے۔ اگر ان کو اپنے نفسوں کے لیے اختیار کی قدرت دے دی جاتی تو وہ اپنے علم، ارادے اور عمل کے ساتھ اپنی مصلحتوں کے قیام سے عاجز آجاتے، لیکن اللہ عزوجل نے اپنے علم، عدل، حکمت اور رحمت کے ساتھ ان کے معاملات کی تدبیر ازخود کرنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے، خواہ وہ اس کو پسند کریں یا ناپسند۔[2]

آپ ﷺ نے فرمایا:

«عجبا لأمر المؤمن، إن أمره كله خير، وليس ذلك لأحد إلا للمؤمن، إن أصابته سراء شكر فكان خيرا له، وإن أصابته ضراء صبر فكان خيرا له»[3]

---

[1] الفوائد [ص: 105,104]

[2] الفوائد [ص: 106,105]

[3] صحيح مسلم، رقم الحديث [2999]

''مومن کا معاملہ بہت قابل تعجب ہے، بلاشبہ اس کا معاملہ سارے کا سارا اس کے لیے بہتر ہے، اور یہ سعادت صرف مومن کو ہی حاصل ہے، اگر اس کو خوشحالی ملے تو وہ اس پر شکریہ ادا کرتا ہے، پس یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے اور اگر اسے تکلیف پہنچے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے تو یہ اس کے حق میں بہتر ہوتا ہے۔''

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

''بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے مومن بندے کے حق میں جو فیصلہ بھی کرتا ہے وہ اس کے لیے بہتر ہوتا ہے خواہ اس کو یہ فیصلہ برا لگے یا اچھا، پس اس کا فیصلہ اپنے مومن بندے کے حق میں کسی چیز سے محرومی کی شکل میں ہو تو وہ محرومی کی شکل میں ہونے کے باوجود اللہ کا عطیہ ہی ہے۔ اور اللہ کی طرف سے محرومی نعمت ہی ہے اگر چہ وہ سختی اور مصیبت کی صورت میں ہو، اور اس کی طرف سے آزمائش صحت و عافیت ہے اگر چہ وہ آفت کی صورت میں ہو، لیکن یہ بندے کی جہالت اور ظلم ہے کہ وہ عطیہ، نعمت اور عافیت اسی کو شمار کرتا ہے جس سے وہ جلدی لذت حاصل کر سکے اور وہ اس کی طبیعت کے موافق ہو۔ اگر اس کو معرفت کا کافی زیادہ حصہ ملا ہو تو وہ محرومی کو نعمت اور آزمائش کو رحمت شمار کرے گا اور عافیت کی نسبت آزمائش سے زیادہ لذت پائے گا اور غنیٰ و امید سے بڑھ کر فقر و فاقہ میں لذت محسوس کرے گا اور وہ قلت و کمی کی حالت میں کثرت و فراوانی کی حالت سے زیادہ شکر بجا لائے گا۔''[1]

[1] المدارج [207/2]

بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے بندے کے لیے اسی چیز کو منتخب کرتے ہیں جس میں اس کی اصلاح اور بہتری ہوتی ہے، لہٰذا اس کو ہر آنے والی آزمائش پر راضی و خوش رہنا چاہیے کیونکہ وہ آزمائش اس ذات کی انتخاب کردہ ہے جو اس کو اس سے زیادہ جانتا ہے اور اس پر اس کی جنم دینے والی ماں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ جس شخص کو اس کی معرفت حاصل ہوگئی اور اسے اس پر یقین آ گیا تو اس پر مصیبتیں آسان ہو جاتی ہیں اور وہ آسانی کے ساتھ ان کا مقابلہ کر لیتا ہے۔

بلکہ مومن کو اپنے اوپر نازل ہونے والی آزمائش ہلکی محسوس ہوتی ہے کیونکہ وہ یہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے لیے اچھی چیز ہی منتخب کی ہے اور اس کو بہتر توفیق دی ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا:

''بلاشبہ مومن کی آزمائش ایسے ہے جیسے اس کی دوائی، جو اس سے ایسی ایسی بیماریوں کو نکال باہر کرتی ہے کہ اگر وہ اس کے اندر رہیں تو اس کو ہلاک کر دیں یا اس کے ثواب کو کم کر دیں اور اس کا درجہ و مقام گھٹا دیں۔ آزمائش و امتحان اس سے وہ بیماریاں دور کر دیتا ہے اور اس کو پورے اجر اور بلندی مقام کے لائق اور قابل بنا دیتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہے کہ اس آزمائش و امتحان کا وجود ان کے عدمِ وجود سے افضل اور بہتر ہے.... پس اس آزمائش و امتحان سے اللہ کی طرف سے مکمل نصرت و مدد، عزت و قوت اور صحت و عافیت حاصل ہوتی ہے۔''[1]

---

[1] اغاثة اللهفان [201/2] قدرے تصرف کے ساتھ

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
15
طریقہ
آگاہ رہو! بلاشبہ
آزمائش کا راستہ
انبیاء، اولیاء اور عظماء
کا راستہ ہے۔

15

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا مِّنَ الْمُجْرِمِيْنَ وَكَفٰى بِرَبِّكَ هَادِيًا وَّنَصِيْرًا﴾ [الفرقان: 31]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے مجرموں میں سے کوئی نہ کوئی دشمن بنایا اور تیرا رب ہدایت دینے والا اور مدد کرنے والا کافی ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَ الْجِنِّ يُوْحِيْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا﴾

[الأنعام: 112]

''اور اسی طرح ہم نے ہر نبی کے لیے انسانوں اور جنوں کے شیطانوں کو دشمن بنا دیا، ان کا بعض بعض کی طرف ملمع کی ہوئی بات دھوکا دینے کے لیے دل میں ڈالتا رہتا ہے۔''

مصعب بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا: میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! لوگوں میں سے سب سے زیادہ آزمائش میں کون مبتلا کیے گئے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

"الأنبياء، ثم الأمثل، فالأمثل، فيبتلى الرجل على حسب دينه، فإن كان دينه صلبا اشتد بلاء ه، وإن كان في دينه رقة ابتلي على حسب دينه، فما يبرح البلاء بالعبد حتى يتركه يمشي على الأرض ما عليه خطيئة."

''انبیاء (کی سب سے سخت آزمائش ہوئی) پھر ان جیسا مشن اختیار کرنے والے، پھر جو ان سے قریب ترین تھے۔ آدمی اپنی دینداری کے مطابق آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، اگر تو اس کی دینداری ٹھوس اور پختہ ہو تو اس کی آزمائش سخت ہوتی ہے اور اگر اس کی دینداری میں کچھ لچک اور نرمی ہو تو اس کو اپنی دینداری کے مطابق آزمائش میں مبتلا کیا جاتا ہے، اور بندہ (مومن) پر آزمائش آتی ہی رہتی ہے حتی کہ اس کو زمین پر چلنے والا ایسا انسان بنا دیتی ہے کہ اس پر کوئی گناہ نہیں ہوتا۔''[1]

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

"ما رأيت أحدا أشد عليه الوجع من رسول الله ﷺ."[2]

''میں نے رسول اللہ ﷺ سے زیادہ کسی کو تکلیف میں مبتلا نہیں دیکھا۔''

اور آپ ﷺ نے فرمایا:

«إني أوعك كما يوعك رجلان منكم»[3]

''مجھے تم میں سے دو آدمیوں جتنا بخار چڑھتا ہے۔''

پس عظیم لوگ وہ ہیں جو مشکلات کا سامنا کرتے رہتے ہیں اور ان کو دشوار گزار راستوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے کیونکہ وہ عمل کرتے ہیں اور آگے بڑھ جاتے ہیں لیکن ٹھہر جانے والا اس کو مشکل راستوں پر نہیں چلنا پڑتا، اگرچہ وہ مختصر اور آسان ہی کیوں نہ ہوں۔

---

1. سنن الترمذي، رقم الحديث [2403] امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن کہا ہے۔
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [5645] سنن الترمذي، رقم الحديث [2402]
3. صحيح البخاري، رقم الحديث [5660]

اور حسد تو اسی سے کیا جاتا ہے جس کا کوئی مقام و مرتبہ ہو۔ کسی شاعر نے کہا ہے:

إِنّ الْعَرَانِيْنَ تَلْقَّاهَا مَحْسَدَةَ
وَلَا تَرٰى لِلْئَامِ النَّاسِ حَسَّادَ

''بلاشبہ شرفاءِ قوم سے حسد کرنے والے بہت ہوتے ہیں اور تم کمینے لوگوں سے کسی کو حسد کرتا ہوا نہیں دیکھو گے۔''

کسی اور شاعر نے کہا:

حَسَدُوْا الْفَتٰى إِذْ لَمْ يَنَالُوْا سَعْيَهَ
فَالنَّاسُ أَعْدَاءٌ لَهُ وَخُصُوْمٌ

''لوگ جب اس نوجوان کے مقام و مرتبہ کو نہ پا سکے تو اس سے حسد کرنے لگے اور اس کے دشمن اور مخالف بن گئے۔''

ایک اور شاعر نے کہا:

وَشَكَوْتَ مِنْ ظُلْمِ الْوَشَاةِ وَلَنْ تَجِدَ
ذَا سُئُوْدُدٍ إِلَّا أُصِيْبَ بِحَسَدٍ
لَا زِلْتَ يَا سِبْطَ الْكِرَامِ مُحْسَدًا
وَالتَّافِهُ الْمِسْكِيْنُ غَيْرُ مُحْسَدٍ

''اور تم چغل خوروں کے ظلم کی شکایت کرتے ہو حالانکہ تم کو کوئی سردار ہرگز نہ ملے گا جس سے حسد نہ کیا جاتا ہو۔ اے معزز خاندان کے چشم و چراغ! تم سے ہمیشہ حسد کیا جائے گا کیونکہ بے چارے خسیس اور بیوقوف سے تو کوئی حسد کرنے والا نہیں ہوتا۔''

عموماً گالی گلوچ اور دشمنی و عداوت اسی سے کی جاتی ہے جس کا کوئی مقام

و مرتبہ ہو۔

قُلْ لِلَّذِیْ بِصُرُوْفِ الدَّهْرِ عَيَّرَنَا
هَلْ حَارَبَ الدهْرَ إِلَّا مَنْ لَهُ خطر

''اس شخص سے کہہ دو جو ہمیں گردشِ زمانہ کی عار دلاتا ہے کہ زمانے سے جنگ وہی کیا کرتا ہے جس کو خطرات درپیش ہوں۔''

أَمَا تَرٰی الْبَحْرَ تَعْلُوْا فَوْقَه جِيَفٌ
وَتَسْتَقِرُّ بِأَقْصٰی قَعْرِه الدُّرَرُ

''کیا تم دیکھتے نہیں کہ مردار سمندر کے اوپر تیرتا ہے اور موتی اس کی انتہائی گہرائی میں بیٹھے ہوتے ہیں۔''

وَكَمْ عَلٰی الْأَرْضِ مِنْ خُضْرٍ وَيَابِسَةٍ
وَلَيْسَ يُرْجَمُ إِلَّا مَالَهُ ثَمَرٌ

''یوں تو زمین میں سبز اور خشک بہت درخت ہیں مگر پتھر اس کو لگتے ہیں جو پھل دار ہوتا ہے۔''

وَفِي السَّمَاءِ نُجُوْمٌ لَا عِدَادَ لَهَا
وَلَيْسَ يَكْسِفُ إِلَّا الشَّمْسُ وَالْقَمَرُ

''اور آسمان میں ان گنت بے شمار ستارے ہیں مگر گرہن صرف سورج اور چاند کو ہی لگتا ہے۔''

ایک شاعر کہتا ہے: جب انسان بلند مرتبہ ہو جاتا ہے تو اس پر تکلیفوں اور سختیوں کے بادل منڈلانے لگتے ہیں:

وَإِذَا الْفَتٰی بَلَغَ السَّمَاءَ بِمَجْدِهِ
كَانَتْ كَأَعُدَادِ النُّجُوْمِ عَدَاه

''اور جب نوجوان اپنی بزرگی کے ساتھ آسمان کی بلندیوں تک پہنچ جاتا ہے تو ستاروں کی تعداد جتنے اس کے دشمن ہو جاتے ہیں۔''

وَرَمَوْهُ عَنْ قَوْسٍ بِكُلِّ عَظِيْمَةٍ
لَا يَبْلُغُوْنَ بِمَا جَنَوْه مَدَاه

''اور ہر بلندی کے حصول پر اس کو کمانوں سے تیر مارتے ہیں اور تمام تر اوچھے ہتھکنڈوں کے باوجود اس کے مرتبے کو نہیں پہنچ پاتے ہیں۔''

ایک اور شاعر نے کہا:

لَا يَسْلَمُ الشَّرَفُ الرَّفِيْعُ مِنَ الْاَذٰى
حَتّٰى يُرَاقَ عَلٰى جَوَانِبِه الدَّمُ

''کوئی بلند مرتبہ اذیت سے محفوظ نہیں ہے حتی کہ اس کو پانے کے لیے خون میں لت پت ہونا پڑتا ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
16
طریقہ
آزمائش آنے سے
پہلے اپنے آپ کو
محفوظ کرو

16

مومن کے لیے ضروری ہے کہ وہ اذکار اور دعاؤں کے ذریعہ اپنے آپ کو محفوظ کرے، اور تمام مصائب اور برائیوں سے بچنے کا طریقہ کار اختیار کرے۔

برائیوں سے بچنے، مصائب سے نجات پانے اور ان سے محفوظ رہنے میں ذکر کے عظیم فائدے ہیں۔ ان میں سے چند ایک درج ذیل ہیں:

1۔ ”فمن قرأ آية الكرسي إذا أوى إلى فراشه فإنه لا يزال عليه من الله حافظ ولا يقربه شيطان حتى يصبح.“ ❶

”جس شخص نے بستر پر لیٹتے وقت آیۃ الکرسی پڑھی اس پر اللہ کی طرف سے ایک محافظ ونگران مقرر ہو جاتا ہے، چنانچہ صبح تک شیطان اس کے قریب نہیں آنے پاتا۔“

2۔ عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میں کیا پڑھوں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ والمعوذتين حين تمسي و تصبح ثلاث مرات، تكفيك من كل شيء» ❷

”ہر صبح و شام تین تین مرتبہ ﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ﴾ (سورہ اخلاص) ﴿قُلْ أعوذ برب الفلق﴾ (سورہ فلق) اور ﴿قُلْ أعوذ برب الناس﴾ (سورۃ الناس) پڑھو تو یہ تمہیں ہر (آفت و پریشانی والی) چیز سے بچانے کے لیے کافی ہیں۔“

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [2311]

❷ سنن الترمذي، رقم الحديث [3584] سنن أبي داود، رقم الحديث [5082]

3۔ ابو مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من قرأ بالآيتين من آخر سورة البقرة في ليلة كفتاه»[1]

"جس نے رات کو سورۃ البقرہ کی آخری دو آیتیں پڑھیں وہ اس کو (ہر قسم کی آفت و مصیبت سے بچانے کے لیے) کافی ہیں۔"

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا:

"صحیح بات یہ ہے کہ گزشتہ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ سورۃ البقرہ کی آیتیں پڑھنا اسے ہر تکلیف دہ چیز کے شر سے بچانے کے لیے کافی ہیں۔"[2]

4۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« من رأى مبتلى فقال: اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَفَانِیْ مِمَّا ابْتَلَاكَ بِهٖ، وَفَضَّلَنِیْ عَلٰی كَثِیْرٍ مِّمَّنْ خَلَقَ تَفْضِیْلًا، لَمْ یُصِبْهُ ذٰلِكَ الْبَلَاءُ»[3]

"جس شخص نے کسی مصیبت زدہ آدمی کو دیکھ کر یہ پڑھا: (سب تعریف اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے اس مصیبت سے بچایا ہے جس میں تمھیں مبتلا کیا ہے اور جس نے مجھے بہت سی دیگر مخلوقات پر فضیلت عطا کی ہے) تو وہ (مذکورہ دعا پڑھنے والا) کبھی اس مصیبت میں مبتلا نہیں ہوگا۔"

5۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« مَنْ قَالَ حِیْنَ یُمْسِي ثَلَاثَ مِرَّاتٍ: أَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5009]

[2] الوابل الصيب [ص: 121]

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث [3441]

التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ، لَمْ يَضُرَّهُ حُمَّةٌ تِلْكَ اللَّيْلَةَ» [1]

''جس شخص نے شام کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (میں اللہ کے کامل کلمات کے ذریعہ تمام مخلوق کے شر سے پناہ مانگتا ہوں) تو اسے اس رات ڈنگ مارنے والے جانور کا زہر نقصان نہیں پہنچائے گا۔''

سہیل (مذکورہ حدیث کی سند کے ایک راوی) نے کہا:

''ہمارے گھر والے ان الفاظ کو یاد کر کے ہر رات ان کو پڑھتے تھے تو ان میں سے ایک لونڈی کو کسی زہریلے جانور نے ڈنگ مارا مگر اس کو اس سے بالکل درد محسوس نہ ہوا۔''

6۔ خولہ بنت حکیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان کرتی ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے کسی جگہ پڑاؤ ڈالا، پھر یہ کلمات پڑھے: "أَعُوذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ" (میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ذریعہ اس کی تمام مخلوق کے شر سے اس کی پناہ مانگتا ہوں) تو اس کے اس جگہ سے کوچ کرنے تک کوئی چیز اس کو نقصان نہ پہنچائے گی۔ [2]

7۔ عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

«من قال: بسم الله الذي لا يضر مع اسمه شيء في الأرض ولا في السماء وهو السميع العليم، ثلاث مرات، لم تصبه فجأة بلاء حتى يصبح، ومن قالها حين يصبح ثلاث مرات، لم يصبه فجأة بلاء حتى يمسي»

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3613]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [3446]

''جس شخص نے (شام کے وقت) تین مرتبہ یہ کلمات پڑھے:

"بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَيْءٌ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ" (اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام (کی برکت) سے زمین و آسمان کی کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی) تو اسے صبح تک کوئی بلائے ناگہانی نہیں پہنچے گی، اور جس نے صبح کے وقت تین مرتبہ یہ کلمات کہے تو شام تک اس کو کوئی اچانک مصیبت نہیں پہنچے گی۔''

راویِ حدیث نے کہا: ''اس روایت کو بیان کرنے والے اَبان بن عثمان کو فالج ہوگیا، جب انھوں نے مذکورہ حدیث سنائی تو سننے والا شخص ان کی طرف دیکھنے لگا، یہ فرمانے لگا: تمھیں کیا ہے کہ تم میری طرف دیکھ رہے ہو؟ اللہ کی قسم میں نے عثمان رضی اللہ عنہ پر جھوٹ نہیں بولا اور نہ ہی عثمان رضی اللہ عنہ نے نبی ﷺ کے ذمہ جھوٹ لگایا ہے، لیکن جس دن مجھے یہ فالج ہوا تھا اس دن مجھے کسی بات پر غصہ چڑھا ہوا تھا تو میں یہ کلمات پڑھنا بھول گیا تھا۔''[1]

8۔ عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ نبی اکرم ﷺ سے بیان کرتے ہیں کہ آپ ﷺ جب مسجد میں داخل ہوتے تو یہ پڑھتے:

«أَعُوْذُ بِاللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَبِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ، وَسُلْطَانِهِ الْقَدِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ»

''میں اللہ عظیم کی اس کے کریم چہرے اور لازوال بادشاہت کے واسطے سے شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [5088] سنن الترمذي، رقم الحديث [3397]

«فإذا قال ذلك، قال الشيطان: حفظ مني سائر اليوم»[1]

"پس جب وہ مذکورہ دعا پڑھتا ہے تو شیطان کہتا ہے: یہ (دعا پڑھنے والا) تمام دن کے لیے مجھ سے بچا لیا گیا۔"

9۔ جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

« إذا دخل الرجل بيته فذكر الله عند دخوله وعند طعامه، قال الشيطان: لا مبيت لكم ولا عشاء، وإذا دخل فلم يذكر الله عند دخوله قال الشيطان: أدركتم المبيت، فإذا لم يذكر الله عند طعامه قال: أدركتم المبيت والعشاء»[2]

"جب آدمی اپنے گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت اللہ کا ذکر کرے تو شیطان (اپنے چیلوں کو مخاطب کر کے) کہتا ہے: نہ یہاں تمھارا قیام ہے نہ طعام۔ اور جب وہ گھر میں داخل ہوتے وقت اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: (اے میرے شاگردو!) تمھارا قیام اس گھر میں ہے اور جب وہ کھانا کھاتے وقت بھی اللہ کا ذکر نہیں کرتا تو شیطان کہتا ہے: تمھارا قیام و طعام اسی گھر میں ہے۔"

10۔ انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

« قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من قال ـيعني إذا خرج من بيته۔ بسم الله توكلت على الله، لا حول ولا قوة إلا بالله؛ يقال له: كفيت وهديت و وقيت، وتنحى عنه الشيطان، فيقول لشيطان آخر: كيف لك برجل هدي

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [466]

[2] سنن أبي داود، رقم الحديث [3765] صحيح مسلم، رقم الحديث [2018]

و کفي و وقي»[1]

"رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس شخص نے اپنے گھر سے نکلتے وقت پڑھا: "بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ، لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ" (اللہ کے نام کے ساتھ (میں گھر سے نکلتا ہوں) میں اللہ پر بھروسا کرتا ہوں، اللہ کی توفیق کے بغیر کسی میں گناہ سے بچنے کی طاقت اور نیکی کرنے کی ہمت نہیں ہے) اس (پڑھنے والے) کے حق میں کہا جاتا ہے: تو کفایت کیا گیا، تیری راہنمائی کی گئی اور تو بچا لیا گیا۔ شیطان اس سے الگ ہو جاتا ہے اور دوسرے شیطان سے کہتا ہے: تو اس شخص کا کیا بگاڑ سکتا ہے جس کی (اللہ کی طرف سے) راہنمائی کی گئی، اسے کفایت کی گئی اور اسے (ہر قسم کے شر اور خسارے سے) بچا لیا گیا۔"

11۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«لو أن أحدهم إذا أراد أن يأتي أهله قال: باسم الله، اللهم جنبنا الشيطان، وجنب الشيطان ما رزقتنا فإنه إن يقدر بينهما ولد في ذلك، لم يضره شيطان أبدا»[2]

"اگر لوگوں میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جانے کا ارادہ کرے تو کہے: "بِسْمِ اللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا" (اللہ کے نام سے، اے اللہ! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو اولاد تو ہمیں عطا کرے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ) اگر اس ہمبستری کے ساتھ ان کے مقدر میں اولاد لکھی گئی ہو تو شیطان کبھی

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [5095] سنن الترمذي، رقم الحديث [3435]

[2] صحيح البخاري، رقم الحديث [141] صحيح مسلم، رقم الحديث [1334]

اس کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔"

یہ جو گزشتہ صفحات میں ہم نے ذکر اور دعائیں بیان کی ہیں ان سے تم پر یہ واضح ہو جائے گا کہ بلاشبہ اللہ کے ذکر میں شیاطین سے بچاؤ ہے، نیز مصیبتوں اور برائیوں سے بچاؤ ہے۔ یہ تو محض مثالیں تھیں ورنہ اس قسم کے اذکار اور دعائیں تو بہت زیادہ ہیں لہٰذا ان کو زیادہ سے زیادہ یاد کرنے اور پڑھنے کی حرص پیدا کرو، اللہ کے اذن وحکم کے ساتھ وہ بہت سی برائیوں اور مصیبتوں سے تمھیں محفوظ رکھیں گی۔

بلکہ نبی ﷺ تو آزمائش کے آنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ سے اس سے محفوظ رہنے کا سوال کیا کرتے تھے، اور برائیوں سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے، اور ہر اس چیز سے پناہ مانگتے تھے جو مصائب میں مبتلا کرنے کا سبب بن سکتی ہے۔ ایسی دعائیں تو بہت زیادہ ہیں، ان میں سے رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا درج ذیل ہے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ زَوَالِ نِعْمَتِكَ وَتَحَوُّلِ عَافِيَتِكَ، وَمِنْ فُجَاءَةِ نِقْمَتِكَ، وَمِنْ جَمِيْعِ سَخَطِكَ»[1]

"اے اللہ! میں تیری نعمت کے زوال، تیری عافیت سے محرومی، تیرے اچانک عذاب اور تیرے ہر قسم کے غصے سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔"

نیز برائیوں اور مصیبتوں سے بچاؤ کی کچھ مزید حفاظتی تدابیر اور وسائل درج ذیل ہیں:

① اپنے جسم و بدن، گھر، گھر والوں اور اولاد کی صفائی، نیز کھانے پینے اور لباس کی صفائی ستھرائی کی حرص و اہتمام کرنا۔

② اولاد کو محفوظ رکھنا اور ان کی اچھی تربیت کرنا۔

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2739]

③ بیوی بچوں کی طرف توجہ کرتے ہوئے اور ان کی رعایت رکھتے ہوئے خیر خواہی کے جذبہ کے ساتھ ان کی نگرانی کرنا۔

④ گناہوں سے دور رہنا اور گھر کو فساد کے اسباب سے پاک رکھنا کیونکہ یہ برائیوں اور مصائب کو کھینچ لاتے ہیں۔

خلاصہ کلام:

بچاؤ کے اسباب اختیار کرو اور ہر اس چیز سے بچو اور دور رہو جو برائی کو کھینچ لاتی ہے یا مصیبت کا سبب بنتی ہے یا عداوت و دشمنی کو بھڑکاتی ہے۔ پس اگر اعتدال کے ساتھ مبالغہ آمیزی سے بچتے ہوئے ان حفاظتی تدابیر کے بعد بھی کوئی آفت و مصیبت آن پڑے تو تم کو قصور وار ٹھہرا کر ملامت نہیں کی جائے گی، یا تمھیں ضمیر کی ملامت کا احساس نہیں ہوگا۔ اور اس بات پر ایمان لاؤ، جیسا کہ پہلے بھی بیان ہوا ہے کہ بلاشبہ ہر چیز اللہ کے فیصلے اور تقدیر کے ساتھ ہی وقوع پذیر ہوتی ہے۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
17
طریقہ
آگاہ رہو! یقیناً آزمائشوں
سے گزر کر ہی فتح ونصرت
حاصل ہوتی ہے

17

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿حَتّٰۤی اِذَا اسْتَیْـَٔسَ الرُّسُلُ وَ ظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ قَدْ كُذِبُوْا جَآءَهُمْ نَصْرُنَا فَنُجِّیَ مَنْ نَّشَآءُ وَ لَا یُرَدُّ بَاْسُنَا عَنِ الْقَوْمِ الْمُجْرِمِیْنَ﴾ [الیوسف: 110]

''یہاں تک کہ جب رسول بالکل نا امید ہو گئے اور انھوں نے گمان کیا کہ بے شک ان سے یقیناً جھوٹ کہا گیا تھا تو ان کے پاس ہماری مدد آ گئی، پھر جسے ہم چاہتے تھے وہ بچا لیا گیا اور ہمارا عذاب مجرم لوگوں سے ہٹایا نہیں جاتا۔''

داعیانِ حق کے لیے یہ جان لینا نہایت ضروری ہے کہ بلاشبہ آزمائشوں، سختیوں اور مصیبتوں سے گزر کر ہی اللہ کی نصرت و تائید اور کامیابی حاصل ہوتی ہے، اللہ کی مدد آسانی سے نہیں آتی، اور اگر ایسے آ جائے تو وہ پائیدار نہیں ہوتی۔ مومن اور مجاہد علماء اور داعیان جنھوں نے اپنے دعویٰ ایمان کو سچ ثابت کیا اور جو اس بات کے مستحق ہوئے کہ اللہ تعالیٰ ان کو اسلام کے ذریعہ انسانوں کی قیادت و سیادت کی امانت سونپے، ان کی زندگی جن مراحل سے گزرتی ہے وہ کچھ یوں ہے کہ پہلے ان کو آزمائشوں میں مبتلا کیا جاتا ہے، وہ اس پر صبر کرتے ہیں تو پھر وہ مذکورہ مشن میں کامیاب ہوتے ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث میں جو ابو سفیان رضی اللہ عنہ اور قیصر روم ہرقل کے درمیان مکالمہ مروی ہے، اس حدیث کے آخر میں یہ الفاظ ہیں:

''سألتك: كيف كان قتالكم إياه؟ فزعمت أن الحرب سجال

و دول، فکذلك الرسل، تبتلی ثم تکون لهم العاقبة“[1]

”(ہرقل کہتا ہے کہ اے ابوسفیان!) میں نے تجھ سے سوال کیا کہ تمھاری اس کے ساتھ لڑائی کیسی رہی؟ پس تم نے جواب دیا کہ بلاشبہ لڑائی (ہمارے درمیان) ڈولوں کی مانند رہی (کبھی وہ فتح کا ڈول بھر لیتے اور کبھی ہم) اور باری باری وہ اور ہم شکست کھاتے رہے، پس رسولوں کا معاملہ ایسا ہی ہوتا ہے، ان کی آزمائش ہوتی ہے پھر انجام کار وہی کامیاب ہوتے ہیں۔“

بلاشبہ رسولوں کی آزمائش ہوئی تو انھوں نے آزمائش پر صبر کیا یہاں تک کہ ان کے پاس اللہ کی مدد آئی اور یہ اللہ کی ایسی سنت ہے جو تبدیل نہیں ہوتی۔

﴿ وَ لَقَدْ كُذِّبَتْ رُسُلٌ مِّنْ قَبْلِكَ فَصَبَرُوْا عَلٰى مَا كُذِّبُوْا وَ اُوْذُوْا حَتّٰۤى اَتٰىهُمْ نَصْرُنَا وَ لَا مُبَدِّلَ لِكَلِمٰتِ اللّٰهِ وَ لَقَدْ جَآءَكَ مِنْ نَّبَاِی الْمُرْسَلِیْنَ﴾ [الأنعام: 34]

”اور بلاشبہ یقیناً تجھ سے پہلے کئی رسول جھٹلائے گئے تو انھوں نے اس پر صبر کیا کہ وہ جھٹلائے گئے اور ایذا دیے گئے، یہاں تک کہ ان کے پاس ہماری مدد آگئی اور کوئی اللہ کی باتوں کو بدلنے والا نہیں اور بلاشبہ یقیناً تیرے پاس ان رسولوں کی کچھ خبریں آئی ہیں۔“[2]

استاد سید رحمہ اللہ نے کہا:

بلاشبہ اللہ کی مدد کے ذخائر ان لوگوں کے منتظر ہیں جو اپنے آپ کو ان کا مستحق ثابت کرتے ہیں، اور ان کے مستحق صرف وہی لوگ ہیں جو مشن کی انتہاء

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [2941]

[2] ”من وسائل دفع الغربة“ سلمان العودة [ص: 180]

و کامیابی تک ثابت قدم رہتے ہیں، جو تنگدستی اور تکلیف پر ثابت قدم رہتے ہیں، جو بحرانوں میں ڈگمگاتے نہیں اور آندھیوں اور طوفانوں کے سامنے سر نہیں جھکاتے، جو اس بات کا یقین رکھتے ہیں کہ بلاشبہ مدد تو اصل میں اللہ کی مدد ہے اور وہ اس وقت اترے گی جب اللہ چاہے گا، حتی کہ جب سختیاں اور مصائب اپنی چوٹی تک پہنچ جاتی ہیں تو وہ صرف اللہ کی مدد کی طرف دیکھتے ہیں نہ کہ کسی اور حل کی طرف، اور نہ ہی کسی اور مدد کی امید رکھتے ہیں جو اللہ کے علاوہ کسی اور کی طرف سے آتی ہے، اور واقعتاً مدد صرف اللہ کی طرف سے آتی ہے۔ تو اس مقام پر پہنچ کر مومن جہاد کر کے، امتحان سے گزر کر، صبر و ثبات کا مظاہرہ کر کے اور اللہ اکیلے کے مخلص بندے بن کر جنت کے مستحق اور لائق ثابت ہو کر جنت میں داخل ہوتے ہیں، سو کامیابی کا یہی راستہ ہے، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ہر دور کی مسلمان جماعت کے سامنے اس راستے کو واضح کیا ہے، لہٰذا ایمان، جہاد، سختی، مصیبت، آزمائش، صبر و ثبات اور اللہ وحدہ لاشریک کا بن کر رہنے کا ہی راستہ ہے جس کے ذریعہ اللہ کی مدد اترتی ہے۔[1]

فتح و نصرت وہ مقام ہے جو آزمائش سے ملتا ہے اور وہ منزل ہے جس تک آزمائش سے گزرے بغیر پہنچا نہیں جا سکتا، اور ممکن نہیں کہ یہ کہا جائے کہ فلاں شخص فتح سے ہمکنار ہو گیا، جب کہ اس نے کسی ایسی آزمائش کا سامنا نہیں کیا ہے جس کی بنیاد پر اس کو فاتح اور کامیاب قرار دیا گیا ہو۔ اور ہم کسی طالب علم کے متعلق اسی وقت یہ کہیں گے کہ بلاشبہ وہ کامیاب ہو گیا جب وہ امتحان کو پاس کر لے گا، پس ایسے ہی زمین میں حقیقتاً فتح و نصرت آزمائش و امتحان سے گزرنے کے بعد ہی حاصل ہوتی ہے۔

---

[1] "الأمن النفسي"، د. محمد موسیٰ الشريف [ص: 66,65]

لہٰذا اے مومن! جب تو آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو فتح ونصرت کا منتظر رہ:

﴿ اَلَاۤ اِنَّ نَصۡرَ اللّٰهِ قَرِيۡبٌ﴾ [البقرة: 214]

''سن لو! بے شک اللہ کی مدد قریب ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں....؟
18
طریقہ
جان لو! خفیہ چال،
چال چلنے والے کو ہی
گھیر لیتی ہے

18

پس تم اس خفیہ چال سے غم و فکر نہ کرو جو تمھارے متعلق چلی جا رہی ہے اور اس تدبیر سے مت گھبراؤ جو تمھارے متعلق سوچی جا رہی ہے، کیونکہ وہ چال اور تدبیر چلنے والے پر ہی بوجھ اور اس کی ہلاکت کا سبب بنے گی، اور کافی ہے اللہ تعالیٰ بطور کارساز، حفاظت کرنے اور جاننے والے کے، اور وہ ان کے اعمال کا احاطہ کرنے والا ہے۔ جیسا کہ کہا گیا ہے: جو اپنے بھائی کے لیے گڑھا کھودے گا وہ خود ہی اس میں گرے گا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَا يَحِيقُ الْمَكْرُ السَّيِّئُ إِلَّا بِأَهْلِهِ﴾ [الفاطر: 43]

''اور بری تدبیر اپنے کرنے والے کے سوا کسی کو نہیں گھیرتی۔''

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنَّهُمْ يَكِيدُونَ كَيْدًا ۝ وَأَكِيدُ كَيْدًا ۝ فَمَهِّلِ الْكَافِرِينَ أَمْهِلْهُمْ رُوَيْدًا﴾ [الطارق: 15 تا 17]

''بے شک وہ خفیہ تدبیر کرتے ہیں، ایک خفیہ تدبیر۔ اور میں بھی خفیہ تدبیر کرتا ہوں، ایک خفیہ تدبیر۔ سو کافروں کو مہلت دے، مہلت دے انھیں تھوڑی سی مہلت۔

نیز فرمایا:

﴿ وَمَكَرُوا مَكْرًا وَمَكَرْنَا مَكْرًا وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ ۝ فَانْظُرْ كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ مَكْرِهِمْ أَنَّا دَمَّرْنَاهُمْ وَقَوْمَهُمْ أَجْمَعِينَ﴾ [النمل: 51,50]

''اور انھوں نے ایک چال چلی اور ہم نے بھی ایک چال چلی اور وہ سوچتے تک نہ تھے۔ پس دیکھ ان کی چال کا انجام کیسا ہوا کہ بے شک ہم نے انھیں اور ان کی قوم، سب کو ہلاک کر ڈالا۔''

مزید فرمایا:

﴿ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنَا فِيْ كُلِّ قَرْيَةٍ اَكٰبِرَ مُجْرِمِيْهَا لِيَمْكُرُوْا فِيْهَا وَ مَا يَمْكُرُوْنَ اِلَّا بِاَنْفُسِهِمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ﴾

[الأنعام: 123]

''اور اسی طرح ہم نے ہر بستی میں سب سے بڑے اس کے مجرموں کو بنا دیا، تاکہ وہ اس میں مکر و فریب کریں اور وہ مکر و فریب نہیں کرتے مگر اپنے ساتھ ہی اور وہ شعور نہیں رکھتے۔''

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ هُوَ خَادِعُهُمْ وَ اِذَا قَامُوْۤا اِلَى الصَّلٰوةِ قَامُوْا كُسَالٰى﴾ [النساء: 142]

''بے شک منافق لوگ اللہ سے دھوکا بازی کر رہے ہیں، حالانکہ وہ انھیں دھوکا دینے والا ہے اور جب وہ نماز کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو سُست ہو کر کھڑے ہوتے ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يُخٰدِعُوْنَ اللّٰهَ وَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ مَا يَخْدَعُوْنَ اِلَّاۤ اَنْفُسَهُمْ وَ مَا يَشْعُرُوْنَ﴾ [البقرة: 9]

''اللہ سے دھوکا بازی کرتے ہیں اور ان لوگوں سے جو ایمان لائے، حالانکہ وہ اپنی جانوں کے سوا کسی کو دھوکا نہیں دے رہے اور وہ شعور

نہیں رکھتے۔‘‘

اللہ تعالیٰ کا مزید فرمان ہے:

﴿ وَ قَدْ مَكَرُوْا مَكْرَهُمْ وَ عِنْدَ اللّٰهِ مَكْرُهُمْ وَ اِنْ كَانَ مَكْرُهُمْ لِتَزُوْلَ مِنْهُ الْجِبَالُ﴾ [إبراهيم: 46]

’’اور بے شک انھوں نے تدبیر کی، اپنی تدبیر اور اللہ ہی کے پاس ان کی تدبیر ہے اور ان کی تدبیر ہرگز ایسی نہ تھی کہ اس سے پہاڑ ٹل جائیں۔‘‘

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ لَا تَحْزَنْ عَلَيْهِمْ وَ لَا تَكُ فِيْ ضَيْقٍ مِّمَّا يَمْكُرُوْنَ ۝ اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ﴾ [النحل: 128,127]

’’اور ان پر غم نہ کر اور نہ کسی تنگی میں مبتلا ہو، اس سے جو وہ تدبیریں کرتے ہیں۔ بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔‘‘

نیز ارشاد ہوتا ہے:

﴿ فَلَا يَحْزُنْكَ قَوْلُهُمْ اِنَّا نَعْلَمُ مَا يُسِرُّوْنَ وَمَا يُعْلِنُوْنَ﴾ [يٰسٓ: 76]

’’پس ان کی بات تجھے غمزدہ نہ کرے، بے شک ہم جانتے ہیں جو وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔‘‘

مزید ارشاد ہے:

﴿ اِنَّا كَفَيْنٰكَ الْمُسْتَهْزِءِيْنَ﴾ [الحجر: 95]

”بے شک ہم تجھے مذاق اڑانے والوں کے مقابلے میں کافی ہیں۔“

اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَحَاقَ بِهِم مَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِءُونَ ﴾ [النحل: 34]

”اور انھیں اس چیز نے گھیر لیا جسے وہ مذاق کیا کرتے تھے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

﴿ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ﴾ [المائدة: 67]

”اور اللہ تجھے لوگوں سے بچائے گا۔“

پس ان کو تدبیریں کرتے ہوئے چھوڑ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کی کارستانیوں کو خوب دیکھ رہا ہے اور وہ ان کے منصوبوں سے غافل نہیں ہے۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
19
طریقہ
جان رکھو! بے شک نفع اور
نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے اور
یقیناً تمام معاملات کی لگامیں اسی
کے ہاتھ میں ہیں، اس کے علاوہ
تو صرف اسباب ہیں جن کو اللہ
سبحانہ وتعالیٰ مقدر کرتا ہے

19

پس ہر قسم کا نفع اور نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے، اس کا حکم ہی اصل حکم ہے، اس کی بادشاہی ہی اصل بادشاہی ہے، اور ہر قسم کا معاملہ اسی کی طرف لوٹایا جاتا ہے۔ عزت و ذلت اور نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے، وہی بلند کرتا اور پست کرتا ہے، وہی تنگ کرتا اور کشادہ کرتا ہے، لہٰذا کوئی شخص اللہ کے اذن و حکم کے بغیر تمھیں نقصان پہنچانے کی طاقت نہیں رکھتا، اور نہ ہی وہ اللہ کی اجازت کے بغیر تمھیں کوئی فائدہ پہنچا سکتا ہے، جو وہ دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جو وہ روکنا چاہے اس کو کوئی عطا نہیں کر سکتا۔

ساری مخلوقات اس کے قبضہ و کنٹرول میں ہیں، ان کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں ہے مگر اتنا ہی جتنا اللہ نے ان کو اختیار اور قدرت دی ہے۔

لہٰذا ہم ان کمزور مخلوقات سے کیوں ڈریں جبکہ وہ ربِ کائنات کے قبضہ میں ہیں؟ ہم اس مخلوق سے کیوں ڈریں جو مستقل طور پر نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں، مگر اتنا ہی جتنی اللہ نے ان کو قدرت دی ہے اور ان کو اتنا ہی اختیار دیا جتنا اس نے چاہا۔

وَلَا يَجْبُرُ النَّاسُ عَظْمًا أَنْتَ كَاسِرُهُ
وَلَا يَهِيضُونَ عَظْمًا أَنْتَ جَابِرُهُ

''لوگ اس ہڈی کو نہیں جوڑ سکتے جس کو تُو توڑنے والا ہو اور اس ہڈی کو نہیں توڑ سکتے جس کو تُو جوڑنے والا ہو۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿قُلْ اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِيَ اللّٰهُ

بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ كٰشِفٰتُ ضُرِّهٖٓ اَوْ اَرَادَنِيْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِكٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِيَ اللّٰهُ عَلَيْهِ يَتَوَكَّلُ الْمُتَوَكِّلُوْنَ﴾ [الزمر: 38]

''کہہ! کیا تم نے دیکھا کہ وہ ہستیاں جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو، اگر اللہ مجھے کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو کیا وہ اس کے نقصان کو ہٹانے والی ہیں؟ یا وہ مجھ پر کوئی مہربانی کرنا چاہے تو کیا وہ اس کی رحمت کو روکنے والی ہیں؟ کہہ دے مجھے اللہ ہی کافی ہے، اسی پر بھروسا کرنے والے بھروسا کرتے ہیں۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ وَ اِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ وَ اِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ [یونس: 107]

''اور اگر اللہ تجھے کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اسے کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر وہ تیرے ساتھ کسی بھلائی کا ارادہ کر لے تو کوئی اس کے فضل کو ہٹانے والا نہیں۔''

نیز ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿ مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا وَ مَا يُمْسِكْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ﴾ [الفاطر: 2]

''جو کچھ اللہ لوگوں کے لیے رحمت میں سے کھول دے تو اسے کوئی بند کرنے والا نہیں اور جو بند کر دے تو اس کے بعد اسے کوئی کھولنے والا نہیں۔''

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« واعلم أن الأمة لو اجتمعت على أن ينفعوك بشيء لن ينفعوك إلا بشيء قد كتبه الله لك، ولو اجتمعوا على أن يضروك بشيء لم يضروك إلا بشيء قد كتبه الله عليك، رفعت الأقلام وجفت الصحف » ❶

"آگاہ رہو! اگر ساری دنیا کے لوگ تمھیں کوئی فائدہ پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ ہرگز تمھیں فائدہ نہیں پہنچا سکتے، مگر وہی جو اللہ نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہو، اور اگر وہ تمھیں کوئی نقصان پہنچانے کے لیے جمع ہو جائیں تو وہ کبھی تمھیں نقصان نہیں پہنچا سکتے، مگر وہی جو اللہ نے تمھارے مقدر میں لکھ دیا ہو، قلمیں اٹھا لی گئی ہیں اور صحیفے خشک ہو چکے ہیں (یعنی جو کچھ تمھارے مقدر میں تھا لکھا جا چکا ہے)۔"

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اللہ کے علاوہ کوئی خالق نہیں اور صرف اللہ ہی رب ہے۔ اللہ ہی پریشان حال لوگوں کی دعا قبول کرتا ہے اور اللہ ہی اپنے بندوں کو رزق دیتا ہے، وہی عطا کرتا ہے اور وہی روکتا ہے، وہی بلند کرتا ہے اور وہی پست کرتا ہے، وہی عزت دیتا ہے اور وہی ذلت دیتا ہے اور وہی اللہ سبحانہ وتعالیٰ تو ہے جس سے مدد طلب کی جاتی ہے، اسی پر توکل کیا جاتا ہے، اس سے پناہ مانگی جاتی ہے اور اسی کا سہارا لیا جاتا ہے، پس بلاشبہ جو وہ دینا چاہے اس کو کوئی روک نہیں سکتا اور جس چیز سے وہ محروم کر دے تو کوئی وہ عطا نہیں کر سکتا، کسی بزرگ کی

❶ سنن الترمذي، رقم الحديث [2521] امام ترمذی رحمہ اللہ نے اس حدیث کو حسن صحیح کہا ہے۔

بزرگی اسے اللہ کے ہاں فائدہ نہیں دے سکتی۔"[1]

پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ ساری کائنات میں تصرف کرنے اور اختیار چلانے والا ہے، کوئی جھگڑا کرنے والا اس کی ملکیت میں جھگڑا نہیں کر سکتا اور نہ ہی اس کا کوئی مقابلہ کرنے والا اس کا مقابلہ کر سکتا ہے، وہ گناہ کو معاف کرتا ہے، رنج و غم کو دور کرتا ہے، مظلوم کی مدد کرتا ہے، ظالم کو پکڑتا ہے، قیدی کو چھڑاتا ہے، فقیر کو غنی کرتا ہے، ٹوٹے ہوئے کو جوڑتا ہے، بیمار کو شفاء دیتا ہے، لغزش و غلطی کو معاف کرتا ہے، پردہ پوشی کرتا ہے، ذلیل کو عزت دیتا ہے، عزت والے کو ذلیل کرتا ہے، مانگنے والے کو دیتا ہے، کسی سے حکومت چھین لیتا ہے اور کسی کو عطا کر دیتا ہے، لوگوں کے حق میں زمانے کو گھماتا ہے اور کئی قوموں کو بلند کرتا ہے تو کئی ایک کو گراتا ہے۔[2]

مَنْ يُعَافِي الْمَرِيْضَ مِنْ بَعْدِ سَقَمٍ
وَقُنُوطٍ مِنْ طِبٍّ مُسْتَشْفِيَاتٍ

"بیمار کو بیماری اور ہسپتالوں کے علاج معالجے سے مایوس ہونے کے بعد کون شفا دیتا ہے؟"

مَنْ يَبُثُّ السُّرُوْرَ فِيْ كُلِّ بَيْتٍ
بِالْبَنِيْنِ الْأَطْهَارِ أَوْ بِالْبَنَاتِ

"ہر گھر میں پاک باز بیٹوں اور بیٹیوں کے ساتھ خوشیاں کون بانٹتا ہے۔"

مَنْ يَسْلِي النُّفُوْسَ بِالصَّبْرِ لَمَّا
تُبْتَلَى بِالنَّوَازِلِ الْقَاصِمَاتِ

---

[1] مجموع فتاویٰ ابن تیمیة [488/2]

[2] طریق الھجرتین [ص: 52]

''جب لوگ سخت تکالیف سے آزمائے جاتے ہیں تو ان کو صبر کے ذریعہ تسلی کون دیتا ہے؟''

مَنْ يُغِيثُ الْقُلُوبَ مِمَا دَهَاهَا
مِنْ هُمُومٍ بَئِيسَةٍ جَاثِمَاتِ

''دلوں کی ان سخت عاجز کرنے والے غموں سے فریاد رسی کون کرتا ہے، جنھوں نے ان کو مصائب میں ڈالا ہوتا ہے۔''

اور ایک اور شاعر کہتا ہے:

قُلْ لِلطَّبِيبِ تَخَطَّفَتْهُ يَدي الرَّدىٰ
يَا شَافِيَ الْأَمْرَاضِ مَنْ أَدْرَاكَا

''طبیب سے پوچھو تم نے اس (مریض) پر (صحت کی) کشادہ چادر ڈال دی، اے بیماریوں سے شفا بخشنے والے (یعنی ڈاکٹر) تجھے کون (شفا دینا) سکھاتا ہے؟''

قُلْ لِلْمَرِيضِ نَجَا و عُوفِيَ بَعدَ مَا
عَجَزَتْ فُنُونُ الطِّبِّ مَنْ عَافَاكَا

''اس مریض سے پوچھو، جس نے بیماری سے نجات پائی اور فنون طب کے عاجز آنے کے بعد عافیت پائی، تجھے عافیت کس نے دی؟''

قُلْ لِلّصَّحِيحِ يَمُوتُ لَا مِن عِلَّةٍ
مَنْ بِالْمَنَايَا يَا صَحِيحُ دَهَاكَا

''اس تندرست سے پوچھو، جو بغیر کسی بیماری کے فوت ہو جاتا ہے، اے تندرست! تجھے کس نے موت سے ہمکنار کیا؟''

پس ہر قسم کا نفع و نقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ آسمان و زمین میں اللہ

سبحانہ وتعالیٰ کی بادشاہی ہے اس لیے کہ وہی ان کا خالق ہے اس لیے اسی کو ان میں تصرف و تدبیر کرنے کا حق پہنچتا ہے۔

فرمایا:

﴿ وَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِي الْاَرْضِ وَ اِلَي اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ﴾ [آل عمران: 109]

''اور اللہ ہی کے لیے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور اللہ ہی کی طرف تمام معاملات لوٹائے جاتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ وَ لِلّٰهِ غَيْبُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اِلَيْهِ يُرْجَعُ الْاَمْرُ كُلُّهٗ فَاعْبُدْهُ وَ تَوَكَّلْ عَلَيْهِ﴾ [هود: 123]

''اور اللہ ہی کے پاس آسمانوں اور زمین کا غیب ہے اور سب کے سب کام اسی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔ سو اس کی عبادت کر اور اس پر بھروسا کر۔''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اللّٰهُ غَالِبٌ عَلٰۤي اَمْرِهٖ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ﴾ [يوسف: 21]

''اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے اور لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

پس جب اللہ تعالیٰ تمھیں کوئی خیر و بھلائی پہنچانے کا ارادہ کرے تو اسے بھلائی پہنچانے سے کون روک سکتا ہے اور جب وہ تمھیں کوئی نقصان پہنچانے کا ارادہ کرے تو اس نقصان کو تم سے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے علاوہ کون روک سکتا ہے؟

جس شخص نے یہ جان لیا کہ بلاشبہ معاملات کی باگ ڈور اللہ کے ہاتھوں میں ہے اور یقیناً نفع ونقصان اسی کی طرف سے ہے تو وہ آنے والی آزمائش سے پریشان نہیں ہوتا اور مخلوقات یا (آزمائشوں کے) اسباب سے نہیں گھبراتا، کیونکہ وہ جانتا ہے کہ اللہ کے سوا سب مخلوقات پابند وغلام ہیں، ان پر اسی کا حکم چلتا ہے اور بلاشبہ پابند کرنے والا اور حکم چلانے والا اللہ جل جلالہ ہے۔

پس یہ عقیدہ نفس انسانی کو سعادت سے نواز سکتا ہے، اور ان دلوں میں بہادری پیدا کر سکتا ہے جن کے دلوں میں یہ ایمان ہو کہ بلاشبہ ہر حکم اللہ کے ہاتھ میں ہے کسی بشر کے ہاتھ میں نہیں۔ جس انسان کا یہ عقیدہ بن جائے اور اس کے سینے میں یہ ایمان پیدا ہو جائے روئے زمین کی تمام قوتیں بھی جمع ہو کر اس کے سامنے کھڑی نہیں ہو سکتیں۔

یہاں سے ہمیں اس دین پر چلنے والی مومن جماعت کے ہاتھوں اس ایمان وعقیدہ کی وجہ سے رونما ہونے والے کارناموں کی صحیح تفسیر معلوم ہو جاتی ہے کہ بلاشبہ وہ معجزہ نما اعمال تھے لیکن تھے حقیقت پر مبنی، بلاشبہ وہ عظیم کارنامے جو رسول اللہ ﷺ اور آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ہاتھوں رونما ہوئے وہ ان کے اللہ پر ایمان اور اس یقین کی بنا پر تھے کہ بلاشبہ امر وحکم صرف ایک اللہ کے ہاتھ میں ہے اور یقیناً مدد وتوفیق اور ذلت ورسوائی اسی کی طرف سے ہے۔[1]

---

[1] الإیمان، أ.د. محمد نعیم یاسین.

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
20
طریقہ
یادرکھو! جب تم سختی اور
مصیبت پر صبر کروگے تو وہ
تمھارے لیے عطیہ اور نعمت
بن جائے گی

20

پس مومن کا سختی اور مصیبت میں مبتلا ہونا لازمی ہے، لہٰذا جب وہ اس کو برداشت کرتے ہوئے آگے بڑھے گا تو یہ سختیاں اور مصائب عطیات اور نعمتیں بن جائیں گی اور وہ مشقتیں اس کے حق میں معاون و مددگار بن جائیں گی۔ یہ عام و خاص کے تجربہ سے ثابت ہے کہ جب بھی بندے نے مخلوق کی رضا پر اللہ عزوجل کی رضا و خوشنودی کو ترجیح دی، اس کے بوجھ اور مشقت کو برداشت کیا اور اس کی سختی و مصیبت پر صبر کیا تو اللہ تعالیٰ نے اس بندے کے اللہ کی رضا کو ترجیح دینے کے بقدر اس سختی اور مشقت سے نعمت، مسرت اور مدد کو پیدا کر دیا، پس اس کے خوف کو امن سے اور اس کی ہلاکتوں کے امکانات کو نجات سے، اس کی مشقت کو مدد سے، اس کی آزمائش کو نعمت سے اس کی مصیبت کو عطیے سے اور اس کی ناراضگی کو رضا سے بدل دیا، اور جو لوگ اس سختی اور مصیبت کو برداشت کرنے سے ڈر گئے اور آگے نہ بڑھے وہ ناکام اور رسوا ہوئے۔[1]

پس جس شخص نے اللہ کی اطاعت کرنے کے نتیجہ میں آنے والی تکلیف اور ہونے والی رسوائی کو برداشت کر لیا اور اللہ کی نافرمانی کے بدلے میں ملنے والی عزت اور شرف پر اس تکلیف و رسوائی کو ترجیح دی تو دنیا اور آخرت میں اچھا انجام اسی کا ہوگا، اور اس کی وہ تکلیف، جو اس نے اللہ کی اطاعت کرنے کے نتیجہ میں اٹھائی، نعمت اور خوشی میں تبدیل ہوجائے گی، جس طرح اربابِ معصیت کی گناہوں کے نتیجہ میں حاصل ہونے والی نعمتیں غم اور تباہی میں تبدیل ہوجاتی ہیں۔[2]

---

[1] مدارج السالکین [285/2]

[2] من وسائل دفع الغربة، الشیخ سلمان العودة [ص: 183]

الشیخ عبدالرحمن بن ناصر السعدی نے کہا:

پس ایسے ہی جو شخص بھی حق پر قائم ہوگا اس کی آزمائش ہوگی اور اس کا امتحان لیا جائے گا، لہٰذا جب اس کی آزمائش اور امتحان سخت اور مشکل ہوگا تو اس کی وہ آزمائش اور تکلیف اس کے حق میں اللہ کا عطیہ اور نعمت بن جائے گی، اس کی مشقتیں راحتوں میں بدل جائیں گی، بشرطیکہ وہ آزمائش و تکلیف پر صبر کرنے والا اور اس پر استقامت اختیار کرنے والا ہو، اور مزید یہ کہ اللہ تعالیٰ دشمنوں کے خلاف اس کی مدد فرمائے گا اور اس کی قلبی اور روحانی بیماری سے اس کو شفایاب کرے گا۔[1]

---

[1] "تیسیر الکریم الرحمن في تفسیر کلام المنان" [ص: 79]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
21
طریقہ
جان رکھو! کہ تکلیف اور
آزمائش ضروری ہے

21

آ گاہ رہو! کہ بلاشبہ آزمائش کی تکلیف کا احساس ایک ایسا طبعی امر ہے جس سے فرار ممکن نہیں ہے لہٰذا اس امید پر کہ تمھارے دل کی بیماریوں کو شفا مل جائے اور اس طمع میں کہ تمھیں اجر وثواب سے نوازا جائے اور تمھیں رحمٰن رحیم اللہ کی خوشنودی حاصل ہوجائے، تمھیں اپنے نفس کو آزمائش کی اس تکلیف کو برداشت کرنے پر مطمئن کرنا ہوگا، اور اس سلسلہ میں دوائی کی ترشی اور کڑواہٹ کو نہ دیکھو بلکہ اس بزرگ و برتر مشفق طبیب کو دیکھو جس نے تمھیں یہ دوائی عطا کی ہے اور یہ کڑوی دوائی دے کر شفایابی سے ہمکنار کرنا ارحم الراحمین کی رحمت کا حصہ ہے۔

پس رحمت الٰہی وہ خوبی ہے جو بندے کو منافع اور مصالح پہنچانے کا تقاضا کرتی ہے، اگرچہ بندے کا نفس اس کو ناپسند کرے اور اس پر یہ گراں گزرے، پس یہی حقیقی رحمت ہے، لہٰذا لوگوں میں سے سب سے زیادہ تم پر رحم کرنے والا وہ ہے جو تمھیں فائدہ مند چیزوں سے نوازے اور نقصان دہ چیزوں سے بچانے کے لیے تم پر سختی کرے، پس باپ کی اپنے بیٹے پر رحمت کا حصہ ہے کہ وہ اس کو علم وعمل کے ساتھ اس کو با ادب بنانے کے لیے اسے مجبور کرے اور اس کام کے لیے مار پٹائی وغیرہ کی شکل میں اس پر سختی کرے اور اس کو ان خواہشات کی تکمیل سے روکے جو اس کے لیے ضرر رساں ہیں، اور جب باپ ان میں سستی کرے گا تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ اپنے بیٹے پر بہت کم رحمت کر رہا ہے۔

لہٰذا ارحم الراحمین کی کامل رحمت کا حصہ ہے کہ وہ بندے کو انواع و اقسام کی آزمائشوں میں مبتلا کرے، کیونکہ بلاشبہ وہ بندے کی مصلحت کو زیادہ جانتا ہے، پس اس کا اپنے بندے کو آزمائش و امتحان میں مبتلا کرنا اور اس کو بہت سی

اغراض وشہوات سے روکنا، یہ اللہ کی بندے کے ساتھ رحمت کرنے کا حصہ ہے لیکن بندہ اپنے اوپر ڈالی ہوئی آزمائش کی وجہ سے ظلم و جہالت کی بنا پر اپنے رب تعالیٰ پر (ظلم وغیرہ کی) تہمت لگاتا ہے، اور اللہ کے آزمائش و امتحان میں مبتلا کر کے احسان وفضل کرنے کی مصلحت کو نہیں سمجھتا۔[1]

پس آزمائش اس کڑوی دوائی کی طرح ہے جس کو مریض گھونٹ کر کے اپنے حلق سے نیچے اتارتا ہے لیکن اللہ کے اذن وحکم سے اس دوائی کی وجہ سے اس کو شفایابی کا فائدہ حاصل ہوجاتا ہے۔

شروع میں نفس انسانی پر آزمائش کی تکلیف کا احساس بہت سخت ہوتا ہے، لیکن وقت گزرنے کے ساتھ وہ بتدریج ہلکا ہوتا جاتا ہے اور جیسے جیسے دل کی بیماریاں دور ہوتی جاتی ہیں اور دن گزرتے جاتے ہیں اس تکلیف کا احساس بھی دور ہوجاتا ہے، بالکل اسی طرح جیسے زخم شروع میں سخت تکلیف دہ ہوتا ہے مگر آہستہ آہستہ وہ مندمل ہوجاتا ہے۔

اور مومن اس حدیث کو سمجھتا ہے کہ یقیناً آزمائش اس کے حق میں بہتر ہے کیونکہ وہ اللہ حکیم وعلیم کی طرف سے اس پر نازل ہوتی ہے، لیکن اسے آزمائش کی تکلیف محسوس ہوتی ہے اور آزمائش کی تکلیف کو محسوس کرنا انسانی زندگی میں ایک طبعی امر ہے، مگر اس حقیقت سے آگاہی کی وجہ سے تکلیفیں ہلکی ہوجاتی ہیں بلکہ بعض اوقات ان کے ساتھ خوشی ومسرت مل جاتی ہے اور اس آزمائش کے زائل اور ختم ہونے سے کلی طور پر تکلیفیں چھٹ جاتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ إِنْ يَمْسَسْكُمْ قَرْحٌ فَقَدْ مَسَّ الْقَوْمَ قَرْحٌ مِثْلُهُ وَتِلْكَ

[1] إغاثة اللهفان [186/2]

الْاَیَّامُ نُدَاوِلُهَا بَیْنَ النَّاسِ﴾ [آل عمران: 140]

''اگر تمھیں کوئی زخم پہنچے تو یقیناً ان لوگوں کو بھی اس جیسا زخم پہنچا ہے اور یہ تو دن ہیں، ہم انھیں لوگوں کے درمیان باری باری بدلتے رہتے ہیں۔''

نیز فرمایا:

﴿ اِنْ تَكُوْنُوْا تَاْلَمُوْنَ فَاِنَّهُمْ یَاْلَمُوْنَ كَمَا تَاْلَمُوْنَ وَ تَرْجُوْنَ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا یَرْجُوْنَ﴾ [النساء: 104]

''اگر تم تکلیف اٹھاتے ہو تو یقیناً وہ بھی تکلیف اٹھاتے ہیں، جیسے تم تکلیف اٹھاتے ہو اور تم اللہ سے وہ امید رکھتے ہو جو وہ امید نہیں رکھتے۔''

پس تکلیف میں تو کافر اور مومن دونوں برابر ہیں، مگر مومن اس لحاظ سے کفار سے ممتاز ہیں کہ وہ اس تکلیف پر صبر کر کے اللہ تعالیٰ کے اجر و ثواب اور اس کے قرب کے حق دار بن جاتے ہیں۔

حالات و واقعات اس حقیقت پر شاہد ہیں کہ مومنوں کو پہنچنے والی سختیاں تکلیفیں اور پریشانیاں اور نوعیت کی ہوتی ہیں اور ایسے نیک لوگوں کو جو اس دنیا میں آزمائشیں آتی ہیں وہ ان آزمائشوں سے بہت زیادہ مختلف اور بالکل ہی الگ نوعیت کی ہوتی ہیں جو آزمائشیں فاسق، فاجر اور ظالم لوگوں کو آتی ہیں۔

اسی طرح جب مومن آزمائش میں مبتلا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی اطاعت، اخلاق اور اس کے دل میں حقائق ایمان کے پیش نظر اس کی تکلیفوں کو کم کر دیتا ہے اور یہ اللہ کا اپنے بندے سے آزمائش کو دور کرنا ہے۔ یقیناً وہ اس سے بہت سی آزمائشوں کو ٹالتا ہی رہتا ہے اور جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندے کو آزمائش میں مبتلا کرنا ضروری ہو تو وہ اس سے آزمائش کے بوجھ، تکلیف، مشقت اور تابکاری (برے انجام) کو دور کر دیتا ہے۔[1]

[1] إغاثة اللهفان [200/2]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
22
طریقہ
تم زیادہ برے احتمالات
کے وقوع کو فرض کر و اور
توقع رکھو

22

پس جب تم پر کوئی آفت و مصیبت نازل ہو تو اس سے برے احتمال کی توقع رکھو جس کا تمھیں پہنچنا ممکن تھا، پھر اپنے نفس کو اس کے برداشت کرنے اور اس کو قبول کرنے پر مطمئن کرو اور اس کو ہلکا جاننے کی کوشش کرو، پس جب ایسی حالت میں تم کو کوئی آفت و مصیبت پہنچے گی تو تم اس حال میں اس کا مقابلہ کرو گے کہ تم اس کے لیے مستعد اور تیار ہو اور جب وہ تمھاری توقع سے کم ہوگی تو یہ تمھارے لیے بہتر اور ایک نعمت ہے، اور یقیناً یہ ایک نفع بخش قاعدہ ہے۔

جو شخص اپنے قتل ہونے کی توقع رکھتا تھا اور اس کو قتل کی بجائے قید کی سزا ہوگئی تو وہ اس پر اللہ کی تعریف کرے، اور جس شخص کو یہ توقع تھی کہ بیماری کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹنا پڑے گا، مگر آپریشن کی وجہ سے ہاتھ کاٹنے کی نوبت نہ آئی تو وہ اس پر اللہ کی تعریف کرے، اور جس شخص کو توقع تھی کہ اس کا سارا مال تلف اور ضائع ہو جائے گا تو وہ جزوی نقصان پر راضی رہے۔ اسی طرح اس کی مزید مثالیں ہیں۔

لہٰذا تم اپنے نفس کو اپنی توقع سے زیادہ برے احتمال پر مطمئن کرو اس طرح تم راحت، اطمینان اور آسانی پاؤ گے۔

لہٰذا مسلمان پر واجب ہے:

جب اس پر خوف کے اسباب، بیماریوں کے اسباب، فقر و فاقہ اور اس چیز کے نہ ملنے کے اسباب جس کو وہ مختلف قسم کی پسندیدہ چیزوں میں سے پسند کرتا تھا، نازل ہوں تو وہ حلم و بردباری اور نفس کے اطمینان کے ساتھ ان کا سامنا کرے، بلکہ وہ نفس کو جتنا زیادہ مطمئن کر سکتا ہے اتنے ہی اطمینان کے ساتھ ان کا مقابلہ کرے کیونکہ ناپسندیدہ احتمال پر نفس کو مطمئن کرنا ان اسباب کو

ہلکا کر دے گا اور ان کی شدت کو زائل کر دے گا، اور خاص طور پر جب وہ اپنے نفس کو ان اسباب کے دفاع میں حتی المقدور مشغول کرے تو اس کے حق میں نفس کو مطمئن کرنا اور نفع مند کوشش کرنا جمع ہوجائے گا جو اس کو مصائب پر پریشان ہونے سے مشغول رکھے گا اور وہ ناپسندیدہ چیزوں کا مقابلہ کرنے والی تجدید قوت سے اپنے نفس سے جہاد کرے گا اور اس کے ساتھ ساتھ اس کو اللہ پر حسن اعتماد اور بھروسا حاصل ہوگا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ خوشی کے حصول اور انشراح صدور میں ان امور کا بہت بڑا فائدہ ہے۔ اس پر مستزاد یہ کہ بندہ جلد یا بدیر اجر وثواب کی بھی امید رکھتا ہے۔ یہ مشاہدے اور تجربے کی باتیں ہیں، اس قسم کے مجرب واقعات بہت زیادہ ہیں۔[1]

[1] الوسائل المفیدہ للحیاۃ السعیدہ [ص: 11]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
23
طریقہ
حدود اللہ کی حفاظت کرو!

23

اللہ تعالیٰ کی تمام حدود کی مکمل حفاظت کرو، احکام پر عمل کرو اور نواہی کو ترک کر دو، اللہ تعالیٰ تمھیں تکلیفوں اور مصیبتوں سے محفوظ رکھے گا۔

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک دن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سواری پر بیٹھا ہوا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« يا غلام! إني أعلمك كلمات: احفظ الله يحفظك، احفظ الله تجده تجاهك، إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله »❶

''اے لڑکے! میں تمھیں چند کلمات کی تعلیم دیتا ہوں (وہ یہ کہ) اللہ کی (حدود کی) حفاظت کرو، اللہ تیری حفاظت کرے گا، حدود اللہ کی پاسداری کرو تو اس کو (ہر مشکل میں) اپنے سامنے پائے گا، جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد طلب کرے تو صرف اللہ سے مدد طلب کر۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''احفظ اللّٰه'' کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کی حدود، حقوق، اوامر اور نواہی کی حفاظت کرو۔ ان کی حفاظت کرنے کا مطلب ہے اللہ کے احکام کی اطاعت کرنا اور اس کی نواہی سے اجتناب کرتے ہوئے رک جانا۔ پس کوئی شخص اللہ کے حکم و اجازت سے آگے بڑھ کر اس کے منع کردہ عمل کی طرف جانے کی کوشش نہ کرے۔ جس شخص نے یہ کام کیا تو وہ حدود اللہ کی حفاظت کرنے والوں میں سے ہے جن کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب لا ریب میں

---

❶ سنن الترمذي، رقم الحديث [2521]

تعریف کرتے ہوئے فرمایا ہے:

﴿ هٰذَا مَا تُوْعَدُوْنَ لِكُلِّ اَوَّابٍ حَفِيْظٍ ۝ مَنْ خَشِيَ الرَّحْمٰنَ بِالْغَيْبِ وَجَآءَ بِقَلْبٍ مُّنِيْبٍ﴾ [ق: 33,32]

”یہ ہے جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا، ہر اس شخص کے لیے جو بہت رجوع والا، خوب حفاظت کرنے والا ہو۔ جو رحمان سے بغیر دیکھے ڈر گیا اور رجوع کرنے والا دل لے کر آیا۔“

مذکورہ آیت کریمہ میں لفظ ”حفیظ“ کی تفسیر یوں کی گئی ہے کہ اس سے مراد وہ شخص ہے جو اللہ کے احکام کی حفاظت کرنے والا اور گناہوں سے توبہ کرنے والا ہو۔

اللہ تعالیٰ کے احکام میں سے جن کی حفاظت کرنا واجب ہے ان میں سے ایک بڑا حکم نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حفاظت کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ هُمْ بِشَهٰدٰتِهِمْ قَآئِمُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ﴾ [المعارج: 35,34]

”اور وہ جو اپنی گواہیوں پر قائم رہنے والے ہیں۔ اور وہ جو اپنی نماز کی حفاظت کرتے ہیں۔“

اور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

«من حافظ عليها كان له عند الله عهد أن يدخله الجنة»[1]

”جس شخص نے نماز کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ کا اس کے ساتھ وعدہ ہے کہ وہ اس کو جنت میں داخل کرے گا۔“

ایک اور حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

[1] مسند أحمد [123/1] سنن أبي داود، برقم [1420] ابن ماجه، برقم [1401]

«من حافظ عليهن كن له نورا وبرهانا ونجاة يوم القيامة» [1]

''جس شخص نے نمازوں کی حفاظت کی تو وہ اس کے لیے قیامت کے دن نور، (اس کے ایمان دار ہونے کی) دلیل اور اس کی نجات کا ذریعہ بن جائیں گی۔''

ایسے ہی وہ وضو جو نماز کی چابی ہے اس کے متعلق نبی ﷺ نے فرمایا:

«لا يحافظ على الوضوء إلا مؤمن» [2]

''وضو کی حفاظت تو صرف مومن ہی کرتا ہے۔''

اور مزید جن چیزوں کی حفاظت کا حکم دیا گیا ہے ان میں سے ایک قسموں کی حفاظت بھی ہے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ وَاحْفَظُوٓا اَيْمَانَكُمْ ﴾ [المائدۃ: 89]

''اور اپنی قسموں کی حفاظت کرو۔''

اکثر لوگ قسموں کے متعلق گڑ بڑ کرتے ہیں، لوگوں میں سے اکثر ایسے ہیں کہ قسموں کی وجہ سے جو کچھ ان پر واجب ہوتا ہے وہ اس کی ادائیگی سے صرف نظر کرتے ہیں اور اس کی حفاظت کا التزام نہیں کرتے۔

اور حفاظت کا حکم دی گئی چیزوں میں سر اور پیٹ کی حفاظت کرنا بھی شامل ہے، جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی مرفوع حدیث میں ہے:

«الاستحياء من الله حق الحياء: أن تحفظ الرأس وما وعى، وتحفظ البطن وما حوى» [3]

''اللہ سے کما حقہ حیا کرنے کا حصہ ہے کہ تم سر اور اس میں شامل

---

[1] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [1467] مسند أحمد [169/2]

[2] صحيح ابن حبان، رقم الحديث [1037] مسند أحمد [282/5]

[3] سنن الترمذي، رقم الحديث [2458]

چیزوں کی حفاظت کرو، نیز پیٹ اور اس کے آس پاس کی چیزوں کی حفاظت کرو۔"

سر اور اس میں شامل چیزوں کی حفاظت میں کان، آنکھ اور زبان کی حرام چیزوں سے حفاظت کرنا داخل ہے، پیٹ اور اس کے آس پاس کی چیزوں کی حفاظت میں دل کے حرام کام پر اصرار سے حفاظت کرنا شامل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ فَاحْذَرُوْهُ﴾ [البقرة: 235]

"اور جان لو کہ بے شک اللہ جانتا ہے جو تمھارے دلوں میں ہے، پس اس سے ڈرو۔"

بلاشبہ مذکورہ تمام چیزوں کی حفاظت کرنے کو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس فرمان میں جمع کر دیا ہے:

﴿ اِنَّ السَّمْعَ وَ الْبَصَرَ وَ الْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴾ [الإسراء: 36]

"بے شک کان اور آنکھ اور دل، ان میں سے ہر ایک، اس کے متعلق سوال ہوگا۔"

نیز پیٹ کی حفاظت میں اس کے اندر حرام کھانا پینا داخل کرنا بھی شامل ہے۔ اللہ عزوجل کی منع کردہ جن اشیاء کی حفاظت کرنا واجب ہے ان میں سے زبان اور شرمگاہ بھی ہے۔ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من حفظ ما بين لحييه وما بين رجليه دخل الجنة»[1]

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2409] ابن حبان [5703]

''جس شخص نے اپنے جبڑوں کے درمیان کی چیز (زبان) اور اپنی ٹانگوں کے درمیان کی چیز (شرمگاہ) کی حفاظت کی وہ جنت میں جائے گا۔''

اور اللہ عزوجل نے شرمگاہوں کی حفاظت کا حکم ہی نہیں دیا بلکہ ان کی حفاظت کرنے والوں کی تعریف بھی کی ہے۔ چنانچہ فرمایا:

﴿ قُلْ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوا فُرُوْجَهُمْ ﴾ [النور: 30]

''مومن مردوں سے کہہ دے اپنی کچھ نگاہیں نیچی رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کریں۔''

نیز فرمایا:

﴿وَالْحٰفِظِيْنَ فُرُوْجَهُمْ وَ الْحٰفِظٰتِ وَ الذّٰكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْرًا وَّ الذّٰكِرٰتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَّغْفِرَةً وَّ اَجْرًا عَظِيْمًا﴾

[الأحزاب: 35]

''اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں اور اللہ کا بہت ذکر کرنے والے مرد اور حفاظت کرنے والی عورتیں، ان کے لیے اللہ نے بڑی بخشش اور بہت بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔''

مزید فرمایا:

﴿ قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فَاعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حَافِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰى اَزْوَاجِهِمْ اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ

فَاِنَّهُمۡ غَيۡرُ مَلُوۡمِيۡنَ﴾ [المومنون: 1 تا 6]

''یقیناً کامیاب ہوگئے مومن۔ وہی جو اپنی نماز میں عاجزی کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو لغو کاموں سے منہ موڑنے والے ہیں۔ اور وہی جو زکوۃ ادا کرنے والے ہیں۔ اور وہی جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے ہیں۔ مگر اپنی بیویوں، یا ان (عورتوں) پر جن کے مالک ان کے دائیں ہاتھ بنے ہیں تو بلاشبہ وہ ملامت کیے ہوئے نہیں ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی مذکورہ حدیث: ''احفظ اللّٰه يحفظك'' میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان: ''يحفظك'' (اللہ تمھاری حفاظت کرے گا) کا مطلب یہ ہے کہ بلاشبہ جو شخص حدود اللہ کی حفاظت کرے گا اور حقوق اللہ کی پاسداری کرے گا تو اللہ اس کی حفاظت فرمائے گا۔ اس میں عمل کی جزا اور بدلہ اسی عمل کی جنس کے ساتھ دینے کا وعدہ کیا گیا ہے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ اَوۡفُوۡا بِعَهۡدِيۡۤ اُوۡفِ بِعَهۡدِكُمۡ﴾ [البقرة: 40]

''اور تم میرا عہد پورا کرو، میں تمھارا عہد پورا کروں گا۔''

نیز فرمایا:

﴿فَاذۡكُرُوۡنِيۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ﴾ [البقرة: 152]

''پس تم مجھے یاد کرو، میں تمھیں یاد کروں گا۔''

مزید فرمایا:

﴿اِنۡ تَنۡصُرُوا اللّٰهَ يَنۡصُرۡكُمۡ﴾ [محمد: 7]

''اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمھاری مدد کرے گا۔''

اور اللہ کے اپنے بندے کی حفاظت کرنے میں دو قسم کی حفاظتیں شامل ہیں:

ان میں سے ایک تو ہے اللہ کا اپنے بندے کی دنیاوی مصلحتوں کی

حفاظت کرنا مثلاً اس کے بدن و جسم، اولاد گھر والوں اور اس کے مال کی حفاظت کرنا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَهٗ مُعَقِّبٰتٌ مِّنْۢ بَيْنِ يَدَيْهِ وَ مِنْ خَلْفِهٖ يَحْفَظُوْنَهٗ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ ﴾ [الرعد: 11]

''اس کے لیے اس کے آگے اور اس کے پیچھے یکے بعد دیگرے آنے والے کئی پہرے دار ہیں، جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا: "معقبات" سے مراد وہ فرشتے ہیں جو اللہ کے حکم سے بندے کی حفاظت کرتے ہیں لیکن جب تقدیر آڑے آجاتی ہے تو وہ اس کو چھوڑ کر ایک طرف ہوجاتے ہیں۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے کہا:

بلاشبہ ہر آدمی کے ساتھ دو فرشتے ہوتے ہیں جو ہر اس چیز (آفت وغیرہ) سے اس کی حفاظت کرتے ہیں جو اس کے مقدر میں نہیں ہوتی اور جب تقدیر آڑے آجاتی ہے تو وہ اس بندے اور اس کی تقدیر کو آمنے سامنے چھوڑ کر الگ ہوجاتے ہیں۔

مجاہد رحمہ اللہ نے کہا:

ہر شخص کے ساتھ ایک فرشتہ ہوتا ہے جو اس کی نیند اور بیداری کی ہر دو حالتوں میں جنوں، انسانوں اور کیڑے مکوڑوں سے اس کی حفاظت کرتا ہے۔ پس جو چیز بھی اس کے قریب آتی ہے وہ فرشتہ اس کو مخاطب ہو کر کہتا ہے: دور ہو جا!، سوائے اس چیز کے جس کو اللہ کا حکم ہوتا ہے، لہٰذا وہ اسے لاحق ہوجاتی ہے۔

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم صبح اور شام ان کلمات کو

پڑھنا نہیں چھوڑتے (بھولتے) تھے:

«اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ اَسْئَلُكَ الْعَافِيَةَ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّیْ أَسْئَلُكَ الْعَفْوَ وَالْعَافِيَةَ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَايَ وَأَهْلِيْ وَمَالِيْ، اَللّٰهُمَّ اسْتُرْعَوْرَاتِيْ وَآمِنْ رَوْعَاتِيْ وَاحْفَظْنِيْ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ وَمِنْ خَلْفِيْ وَعَنْ يَّمِيْنِيْ وَعَنْ شِمَالِيْ وَمِنْ فَوْقِيْ وَأُعُوْذُ بِعَظَمَتِكَ أَنْ أُغْتَالَ مِنْ تَحْتِيْ.» [1]

"اے اللہ! میں تجھ سے دنیا اور آخرت میں عافیت کا سوال کرتا ہوں۔ یا اللہ! میں تجھ سے اپنے دین، دنیا، گھر والوں اور اپنے مال میں معافی اور درگزر کا سوال کرتا ہوں۔ اے اللہ! میرے عیب ڈھانپ لے اور مجھے خوف سے محفوظ رکھ اور میرے سامنے اور پیچھے، دائیں اور بائیں اور میرے اوپر سے میری حفاظت فرما اور میں تیری عظمت کے ساتھ پناہ مانگتا ہوں اس بات سے کہ نیچے سے ہلاک کیا جاؤں۔"

جس شخص نے اپنے بچپن اور جوانی میں حدود اللہ کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ اسے بڑھاپے اور قوتوں کے کمزور پڑ جانے کے وقت اس کی حفاظت کرے گا اور اس کے کان، آنکھ، قوت، طاقت اور عقل کے ساتھ فائدہ پہنچائے گا۔

ایک عالم دین تھے جن کی عمر سو سال سے متجاوز ہوگئی مگر ابھی تک وہ قوت میں تھے اور ان کے ہوش و حواس قائم تھے، چنانچہ ایک دن انھوں نے اچھلتے کودتے ہوئے بہت بڑی چھلانگ لگائی، لوگوں نے حیرانی اور ناگواری سے دیکھا کہ بڑھاپے کی اس عمر میں نوجوانوں جیسی چھلانگیں! انھوں نے فرمایا: ہم نے صغر سنی میں ان اعضاء کو گناہ و نافرمانی سے بچایا لہٰذا اللہ نے اس بڑھاپے

---

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [5073]

میں بھی ان اعضاء کو ہمارے لیے قوی اور سلامت رکھا ہے۔ جبکہ اس کے برعکس علماءِ اسلام میں سے ایک بزرگ نے کسی بوڑھے کو لوگوں سے مانگتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: اس شخص نے چھوٹی عمر میں اللہ تعالیٰ کو نظر انداز کیا تو اس کی بڑی عمر میں اللہ نے اس کو نظر انداز کر دیا۔

یقیناً اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی اصلاح کی وجہ سے اس کی موت کے بعد اس کی اولاد کی بھی حفاظت فرماتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں ارشاد ہوا ہے:

﴿وَ كَانَ اَبُوْهُمَا صَالِحًا﴾ [الکھف: 82]

''اور ان کا باپ نیک تھا۔''

ان دو بچوں کے مال کی حفاظت کی گئی اس لیے کہ ان کا باپ اصلاح یافتہ تھا۔

عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے کہا:

''ہر مومن کی موت کے بعد اللہ تعالیٰ اس کے پسماندگان کی حفاظت فرماتا ہے۔''

ابن المنکدر رحمہ اللہ نے کہا:

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نیک آدمی کی وجہ سے اس کی اولاد، اولاد کی اولاد اور اس کے آس پاس کے گھروں کی بھی حفاظت فرماتا ہے، وہ ہمیشہ اللہ کی حفاظت اور پناہ میں رہتے ہیں۔

اور جب بندہ اللہ کی اطاعت میں منہمک ہو تو بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس حال میں اس کی حفاظت فرماتے ہیں اور جو شخص اللہ کی حدود کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ ہر پریشانی اور تکلیف سے اس کی حفاظت فرماتے ہیں۔ بعض سلف کا کہنا ہے: جس نے اللہ کا تقویٰ اختیار کیا اس نے اپنے نفس کی حفاظت کی ہے، اور

جس نے اس سے تقویٰ نہ کیا اس نے اپنے نفس کو ضائع کیا، کیونکہ اللہ تعالیٰ اس سے بے پرواہ ہے۔

اور اللہ کی حفاظت کے عجائبات میں سے ہے کہ اللہ جس کی حفاظت فرماتے ہے تو وہ طبعاً موذی حیوانات کو بھی اس کا محافظ بنا دیتا ہے جو تکلیف دہ چیزوں سے اس کی حفاظت کرتے ہیں، جیسا کہ نبی ﷺ کے غلام سفینہ رضی اللہ عنہ کے ساتھ یہ واقع پیش آیا۔ وہ قافلے سے بچھڑ کر ایک جنگل میں پہنچ گئے، وہاں پر ان کو ایک شیر دکھائی دیا تو وہ شیر (ان کو کوئی گزند پہنچانے کی بجائے) ان کے ساتھ ہولیا اور ان کی راہنمائی کرنے لگا، جب اس نے آپ رضی اللہ عنہ کو صحیح راہ تک پہنچا دیا تو وہ گرجنے لگا گویا کہ وہ آپ کو الوداع کہہ رہا ہے، پھر وہ واپس جنگل کی طرف لوٹ گیا۔ اس کے برعکس جو شخص اللہ کی اطاعت کو ترک کر دے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو نظر انداز کرتے ہوئے ضائع کر دے گا، وہ اللہ کی مخلوق کے اندر رہتا ہوا بھی پریشان ہوگا حتی کہ اس کو ایسے لوگوں مثلاً ان کے گھر والے وغیرہ کی طرف سے بھی تکلیف اور نقصان پہنچے گا، جن سے وہ فائدہ کا امیدوار ہوتا ہے۔

جیسا کہ بعض سلف نے کہا ہے: میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو یقیناً مجھے اس کے اثرات اپنے خادم اور جانور کی عادات میں نظر آتے ہیں (یعنی وہ بھی نافرمان بن جاتے ہیں)

اللہ کی حفاظت کی دوسری قسم جو کہ دونوں میں سے زیادہ شرف والی ہے: اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی زندگی میں گمراہ کن شبہات اور حرام خواہشات سے اس کے دین و ایمان کو محفوظ رکھتا ہے اور اس کی وفات کے وقت بھی اس کے دین کی حفاظت کرتا ہے اور اس کو ایمان پر قوی کرتا ہے۔

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ان کو سوتے وقت یہ دعا

پڑھنے کا حکم دیا:

«إِنْ قَبَضْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا، وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ» ❶

''اگر (سوتے میں) تو میری روح کو قبض کر کے مجھے فوت کر دے تو اس کی حفاظت فرمانا اور اگر تو (مجھے نیند سے اٹھا کر) روح کو چھوڑ دے تو (انھی اسباب کے ساتھ) اس کی حفاظت فرمانا جن سے تو اپنے نیک بندوں کی حفاظت کیا کرتا ہے۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو یہ کلمات پڑھنے کی تعلیم دی:

«اَللّٰهُمَّ احْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَائِمًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ قَاعِدًا، وَاحْفَظْنِي بِالْإِسْلَامِ رَاقِدًا، وَلَا تُطِعْ فِيَّ عَدُوًّا وَلَا حَاسِدًا» ❷

''اے اللہ! میرے قیام میں اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور میرے بیٹھے میں بھی اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور میرے سوتے میں بھی اسلام کے ساتھ میری حفاظت فرما اور میرے متعلق کسی دشمن اور حاسد کی بات نہ ماننا۔''

الغرض جو شخص حدود اللہ کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کے دین و دنیا کی حفاظت کرے گا اور اللہ تعالیٰ ہر حال میں اس کے ساتھ ہوگا، اس کو اپنی پناہ میں رکھے گا، اس کی حفاظت کرے گا، اس کی مدد کرے گا اور ہر کام میں اس کو سیدھا رکھے گا۔

---

❶ صحيح البخاري، رقم الحديث [6320] صحيح مسلم، رقم الحديث [2714]

❷ صحيح ابن حبان [934] جامع العلوم والحكم [1/462-469]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
24
طریقہ
گناہوں سے توبہ کرو!

24

دشمنوں کے مسلط ہونے اور آزمائشوں کے اترنے کے بڑے اسباب میں سے ایک سبب گناہوں کا ارتکاب ہے، لہٰذا ان سے تائب ہو جاؤ اور ان کے برے انجام سے بچ جاؤ۔

''آزمائش تو صرف گناہ کی وجہ سے آتی ہے اور صرف توبہ کے ساتھ ہی جاتی ہے۔'' جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے۔[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَآ اَصَابَكُمْ مِّنْ مُّصِيْبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ اَيْدِيْكُمْ وَيَعْفُوْا عَنْ كَثِيْرٍ﴾ [الشوریٰ: 30]

''اور جو بھی تمھیں کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کی وجہ سے ہے جو تمھارے ہاتھوں نے کمایا اور وہ بہت سی چیزوں سے درگزر کر جاتا ہے۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَاعْلَمْ اَنَّمَا يُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ يُّصِيْبَهُمْ بِبَعْضِ ذُنُوْبِهِمْ﴾ [المائدۃ: 49]

''پھر اگر وہ پھر جائیں تو جان لے کہ اللہ یہی چاہتا ہے کہ انھیں ان کے کچھ گناہوں کی سزا پہنچائے۔''

''یعنی جان رکھو! ان پر اللہ کی قدرت اور حکمت کی بنا پر ایسا ہوتا ہے کہ وہ ان کے گزشتہ گناہوں کی وجہ سے ان کو ہدایت سے دور کر دیتا ہے۔''[2]

---

[1] الداء والدواء [ص: 132]

[2] تیسیر العلي القدیر لاختصار تفسیر ابن کثیر [58/2] محمد نسیب الرفاعی

نیز اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِيْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّيْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا﴾ [آل عمران: 155]

''بے شک وہ لوگ جو تم میں سے اس دن پیٹھ پھیر گئے جب دو جماعتیں بھڑیں، شیطان نے انھیں ان بعض اعمال ہی کی وجہ سے پھسلایا جو انھوں نے کیے تھے۔''

یعنی ان کے بعض گناہوں کی وجہ سے شیطان نے ان کو پھسلا دیا۔[1]

اور یقیناً اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہ واضح کیا کہ بلاشبہ سابقہ امتیں جن انواع و اقسام کے عذابوں میں مبتلا ہوئیں ان کا سبب ان کے گناہ تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَكُلًّا اَخَذْنَا بِذَنْۢبِهٖ فَمِنْهُمْ مَّنْ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَ مِنْهُمْ مَّنْ خَسَفْنَا بِهِ الْاَرْضَ وَ مِنْهُمْ مَّنْ اَغْرَقْنَا وَ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَ لٰكِنْ كَانُوْۤا اَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُوْنَ﴾ [العنكبوت: 40]

''تو ہم نے ہر ایک کو اس کے گناہ میں پکڑ لیا، پھر ان میں سے کوئی وہ تھا جس پر ہم نے پتھراؤ والی ہوا بھیجی اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے چیخ نے پکڑ لیا اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے ہم نے زمین میں دھنسا دیا اور ان میں سے کوئی وہ تھا جسے ہم نے غرق کر دیا اور اللہ ایسا نہ تھا کہ ان پر ظلم کرے اور لیکن وہ خود اپنے آپ پر ظلم کرتے تھے۔''

زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی نیند سے بیدار

[1] تفسیر الطبري [488/3]

ہو کر کہہ رہے تھے:

«لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، ویل للعرب من شر قد اقترب، فتح الیوم من ردم یأجوج ومأجوج مثل هذه، وعقد سفیان بیده عشرة»

''اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں ہے، ہلاکت ہے عربوں کے لیے اس شر سے جو قریب آ لگا ہے، یأجوج مأجوج کا بند اور دیوار آج کے دن اتنی سے کھول دی گئی ہے۔''

اور راوی حدیث سفیان رحمہ اللہ نے اپنے ہاتھ سے دس کی گرہ بنا کر اس ''اتنی سی'' کی وضاحت کی۔ میں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ! کیا نیک لوگوں کی موجودگی میں بھی ہم ہلاک کر دیے جائیں گے؟ آپ ﷺ نے فرمایا:

«نعم، إذا کثرت الخبث»[1]

''ہاں! جب خباثت عام ہو جائے گی۔''

ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«إذا تبایعتم بالعینة، وأخذتم أذناب البقر، ورضیتم بالزرع، وترکتم الجهاد، سلط اللّٰه علیکم ذلا لا ینزعه حتی ترجعوا إلی دینکم»[2]

''جب تم سودی کاروبار کرنے لگو گے، گائے کی دم تھام لو گے (یعنی ان سے محبت کرو گے) کھیتی باڑی پر راضی ہو جاؤ گے اور جہاد چھوڑ دو گے تو اللہ تعالیٰ تم پر ذلت مسلط کر دے گا اور اس وقت تک اس ذلت کو دور نہیں کرے گا جب تک تم اپنے دین (جہاد وغیرہ) کی

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [3346] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2880]

[2] سنن أبي داود، رقم الحدیث [3462]

طرف نہ پلٹ آؤ گے۔''

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

﴿وإن الرجل ليحرم الرزق بخطيئة يعملها﴾[1]

''اور بلاشبہ آدمی اپنے گناہوں کی بنا پر رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔''

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے دور میں ایک دفعہ زمین میں زلزلہ آیا تو انھوں نے فرمایا: اے لوگو! یہ زلزلہ صرف اس وجہ سے آیا ہے کہ تم نے اسلام میں کوئی نئی چیز ایجاد کر لی ہے۔ قسم اس اللہ کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر یہ زلزلہ دوبارہ آیا تو میں کبھی تمھیں اس زمین میں رہنے نہیں دوں گا۔

کعب رضی اللہ عنہ نے کہا:

جب زمین میں گناہوں کا ارتکاب کیا جائے تو اس میں زلزلہ آ جاتا ہے تو وہ اللہ جل جلالہ سے ڈرتے ہوئے کانپنے لگتی ہے کہ کہیں وہ انسان پر اچانک عذاب نہ نازل کر دے۔''[2]

ابو درداء رضی اللہ عنہ کی فقاہت پر ذرا نگاہ ڈالیے۔ جبیر بن نفیر سے مروی ہے کہ جب قبرص فتح ہوا تو اس کے باسیوں کو جدا کر دیا گیا، پس وہ ایک دوسرے پر رونے لگے، اسی دوران میں نے ابو درداء رضی اللہ عنہ کو تنہا بیٹھ کر روتے ہوئے دیکھا، میں نے عرض کیا: اے ابو درداء! اللہ تعالیٰ کے اسلام اور مسلمانوں کو (فتح قبرص کے ساتھ) عزت دینے والے دن رونے کا کیا مطلب؟ وہ فرمانے لگے: اے جبیر! تیرا برا ہو، جب اللہ کی مخلوق اللہ کا حکم چھوڑ دیتی ہے تو وہ اللہ کی نگاہ میں کتنا گر جاتی ہے۔ دیکھو تو! یہ (قبرصی) قوم کتنی طاقت ور اور با

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [90]

[2] الداء والدواء [ص: 87,86] حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اثر کو ابن ابی الدنیا کی طرف منسوب کر کے بیان کیا ہے۔

اختیار بادشاہی کی مالک تھی، انھوں نے اللہ کے حکم کو ترک کیا تو ان کی کیا درگت بنی وہ تم دیکھ ہی رہے ہو۔ ❶

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے کہا:

''حجاج بن یوسف تم پر اللہ کے عذاب کی شکل میں مسلط ہے، اللہ کے عذاب کا تلوار سے نہیں بلکہ استغفار سے مقابلہ کرو۔''

بعض سلف نے کہا:

''بلاشبہ میں اللہ کی نافرمانی کرتا ہوں تو اس کے برے اثرات اپنی بیوی اور سواری تک میں دیکھتا ہوں۔''

جو بندہ بھی اللہ کی نافرمانی کرے گا وہ اس کی سزا جلد یا بدیر ضرور پائے گا، اور یہ بہت بڑا دھوکا ہے کہ تم گناہ کرو اور اللہ کی طرف سے حسن سلوک کی امید رکھو، تم یہ گمان کرو کہ تم سے درگزر کیا گیا ہے اور تم اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کو بھول جاؤ:

﴿مَنْ يَعْمَلْ سُوٓءًا يُجْزَ بِهِۦ﴾ [النساء: 123]

''جو بھی کوئی برائی کرے گا اسے اس کی جزا دی جائے گی۔''

اصل بات یہ ہے کہ سزا کبھی مؤخر ہو جاتی ہے۔ ❷

جب بندے پر ظلم کیا جائے، اس کو نقصان پہنچایا جائے اور اس پر اس کے دشمن کو مسلط کر دیا جائے تو اس کے لیے ایسے حالات میں سچی توبہ سے زیادہ مفید کوئی چیز نہ ہوگی، اس کی سعادت و نیک بختی کی علامت یہ ہے کہ وہ اپنے نفس، گناہوں اور عیبوں پر نظر و فکر کرے اور گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے اپنے نفس کی اصلاح پر لگ جائے۔ پس اس کے پاس اترنے والی آزمائش و تکلیف

---

❶ تهذيب حلية الأوليا [173/1] إعداد: صالح احمد الشامي

❷ دیکھیے: "المقتنى العاطر من صيد الخاطر" [ص: 105]

پر فکر کرنے کے لیے کوئی وقت نہیں بچے گا، بلکہ وہ توبہ کرنے اور عیبوں کی اصلاح کا کام سرانجام دے گا اور اللہ تعالیٰ لازمی طور پر اس کی مدد، حفاظت اور دفعِ بلاء کا کام اپنے ذمہ لے لے گا، پس یہ بندہ کتنا سعادت مند ہے؟ اور کتنی برکت والی ہے وہ آفت و مصیبت جو اس پر اتری ہے اور کتنا اچھا ہے اس پر اُس کا اثر کہ یہ اس کی وجہ سے تائب ہو گیا اور اپنی اصلاح کر لی اور اجر و ثواب سے نوازا گیا۔

لیکن اس کی توفیق اور راہنمائی اللہ کے ہاتھ میں ہے، جو وہ دینا چاہے اس کو کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جس چیز کو وہ روک دے اس کو کوئی عطا کرنے والا نہیں ہے، ہر شخص کو اس کی توفیق نہیں ملتی ہے، کسی میں اس مذکورہ انعام کو پہچان کر اس کا قصد و ارادہ کرنا اور اس پر قدرت پانا اور اس کے علاوہ بھی نیکی کرنے کی توفیق اور گناہ سے بچنے کی طاقت اللہ کے بغیر نہیں ہے۔[1]

إِذَا كُنْتَ فِيْ نِعْمَةٍ فَارْعَها
فَإِنَّ الذُّنُوْبَ تُزِيْل النِّعَمَ
وَحُطّها بِطَاعَةِ رَبِّ الْعِبَادِ
فَرَبُّ الْعِبَادِ سَرِيْعُ النِّقَمِ

”جب تو نعمت سے مالا مال ہے تو (گناہوں سے بچ کر) اس نعمت کو اپنے پاس روک کر رکھ کیونکہ بلاشبہ گناہ نعمتوں کو ختم کر دیتے ہیں۔ اور رب العباد کی اطاعت کر کے نعمت کو اپنے پاس رکھ کیونکہ بندوں کا رب جلد سزائیں دینے والا ہے۔“

[1] لا تحزن [ص: 317]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
25
طریقہ
آگاہ رہو! اللہ عزوجل
آزمائش ومصیبت کے
ذریعہ تمھاری تربیت کرتا ہے
اور تمھیں خالص بناتا ہے۔

25

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لِيُمَحِّصَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ يَمْحَقَ الْكٰفِرِيْنَ﴾

[آل عمران: 141]

”اور تا کہ اللہ ان لوگوں کو خالص کر دے جو ایمان لائے، اور کافروں کو مٹا دے۔“

نیز فرمایا:

﴿ وَ لِيَبْتَلِيَ اللّٰهُ مَا فِيْ صُدُوْرِكُمْ وَ لِيُمَحِّصَ مَا فِيْ قُلُوْبِكُمْ﴾ [آل عمران: 154]

”اور تا کہ اللہ اسے آزما لے جو تمھارے سینوں میں ہے اور تا کہ اسے خالص کر دے جو تمھارے دلوں میں ہے۔“

مزید فرمایا:

﴿ لِيَمِيْزَ اللّٰهُ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ [الأنفال: 37]

”تا کہ اللہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے۔“

اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ مَا كَانَ اللّٰهُ لِيَذَرَ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلٰى مَاۤ اَنْتُمْ عَلَيْهِ حَتّٰى يَمِيْزَ الْخَبِيْثَ مِنَ الطَّيِّبِ﴾ [آل عمران: 179]

”اللہ کبھی ایسا نہیں کہ ایمان والوں کو اس حال پر چھوڑ دے جس پر تم ہو، یہاں تک کہ ناپاک کو پاک سے جدا کر دے۔“

پس جب آزمائش کی آگ اپنی تمام انواع و اقسام کے ساتھ شعلہ

مارنے والی آگ کے جلاؤ پر غالب آجاتی ہے تو لوگوں کی اصل حقیقت واضح ہوجاتی ہے، اور وہ صابر مومن اور دھوکے باز منافق کے دو گروہوں میں تقسیم ہوجاتے ہیں، مومن اپنی شدتِ صبر اور قوتِ برداشت کے پیش نظر بہت سے طبقات میں تقسیم ہوجاتے ہیں۔ اللہ کی اپنے بندوں پر رحمت کرنے کا ایک انداز یہ بھی ہے کہ وہ ان پر آزمائش ڈالتا ہے پھر ان کو اس پر ثابت قدمی کی توفیق دیتا ہے تاکہ وہ اس کے ہاں اجرِ عظیم کے مستحق بن جائیں، اس طرح اللہ سبحانہ وتعالیٰ سختیوں اور مصیبتوں کے ذریعہ ان کی تربیت کرتا ہے اور ان کے دلوں کو خرابی، شک اور دھوکے جیسی بیماریوں سے صاف کر دیتا ہے، جب مومن بندے صبر و ثبات اور دین پر استقامت کے ساتھ ایک سختی یا آزمائش میں سرخرو ہو کر نکلتے ہیں تو ان کے پہلی آزمائش سے حاصل ہونے والے سبق کو یاد کر لینے، اس سے بھرپور فائدہ اٹھانے، اور ان کے ایمان و یقین کا گراف بلند کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ ان کو اس سے بھی سخت آزمائش میں مبتلا کر دیتا ہے۔

اگر ان کو بعد والی سخت آزمائش میں پہلے مبتلا کر دیا جائے تو بعض اوقات ان میں کمزوری اور لغزش آجاتی ہے، اسی لیے اللہ تعالیٰ ان کو بتدریج آزمائشوں میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان کا ایمان و یقین بڑھتا رہے اور قوت پکڑتا رہے۔[1]

پس اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعہ تمھاری تربیت کرتا ہے۔ جب تک تیرا نفس تجربات سے نہ گزرے اور ان تجربات سے تیرا نفس تکلیفیں اور صعوبتیں برداشت نہ کرے تم اس وقت تک حکیم و دانا ہرگز نہیں بن سکتے۔ اور جب تم ان تکالیف سے گزرو گے تو تم معاملات کو پہچاننے والے، حوادثات کو جھیلنے والے اور حکمت و دانائی کی باتوں کا اہتمام کرنے والے بن جاؤ گے، رہی سلامتی اور عافیت

[1] وسائل دفع الغربة [ص: 174] شیخ سلمان العودة

کی حالت تو تم اس میں عام لوگوں کی طرح عادی بن کر رہ جاؤ گے۔[1]

لہٰذا آزمائش کے ساتھ نفسوں کی تربیت ضروری ہے اور خوف، سختیوں، بھوک کے ساتھ، مالوں، جانوں اور پھلوں کی کمی کے ساتھ حق کے معرکہ میں پختہ ارادے کا امتحان ہونا ضروری ہے۔

﴿ وَ لَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَ الْاَنْفُسِ وَ الثَّمَرٰتِ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ﴾

[البقرة: 155]

''اور یقیناً ہم تمھیں خوف اور بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی میں سے کسی نہ کسی چیز کے ساتھ ضرور آزمائیں گے، اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔''

اس آزمائش کا آنا ضروری ہے تاکہ وہ مومنوں کو عقیدہ (توحید و رسالت وغیرہ) پر قائم رہنے کی تکالیف کی طرف لے جائے، اس طرح انھوں نے عقیدہ کے لیے جتنی تکلیفیں اٹھائیں ہوں گی اتنا ہی وہ ان کے دلوں کو مضبوط کر دے گا، وہ آسان اور سستے عقائد جن سے لوگوں پر تکلیفیں اور سختیاں نہیں آتی ہیں تو وہ پہلے ہی صدمے میں ان عقائد سے منحرف ہو جاتے ہیں۔

اسی طرح آزمائش اس لیے بھی ضروری ہے تاکہ صحیح عقیدہ کے مالک لوگوں کی قوت و طاقت پختہ ہو جائے، کیونکہ آزمائش اور سختیاں پوشیدہ صلاحیتوں اور جمع شدہ طاقتوں میں جوش پیدا کرتی ہیں اور دل کے دریچے اور راستے کھول دیتی ہیں۔ جب مومن سختیوں کے ہتھوڑوں سے کوٹا جا رہا ہوتا ہے اس وقت ہی اس کو یہ ادراک ہوتا ہے کہ اس کے نفس میں یہ صلاحیتیں موجود ہیں۔ انسان کی

[1] ھکذا حدثنا الزمان [ص: 184] ، د. عائض

صحیح قدر و قیمت، اس کا مقام و منزلت اور اس کے تصورات کا سیدھا ہونا صرف سختی اور آزمائش کے ماحول میں ہی ممکن ہے جو آنکھوں سے اندھیرا اور دلوں سے زنگ اتار دیتی ہے۔

اس میں اہم قاعدہ یہ ہے کہ جب سہارے ٹوٹ جائیں اور خیالات مختلف اور پراگندہ ہوجائیں تو اکیلے اللہ کی طرف التجاء کی جائے اور دل اللہ اکیلے کی محبت کے لیے ایسا خالی ہوجائے کہ اس کو اللہ کے سہارے کے علاوہ کوئی سہارا دکھائی نہ دے، اس لمحے پردے اٹھ جاتے ہیں، بصیرت کھل جاتی ہے اور تاحد نگاہ افق صاف ہوجاتا ہے (اس یقین کے ساتھ کہ) اللہ کے سوا کوئی کچھ نہیں، قوت ہے تو اس کی، طاقت ہے تو اس کی، ارادہ (ومشیت) ہے تو اسی کا، مأویٰ ہے تو وہی، اسی لیے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ ان میں سے مجاہد بندے ظاہر و ممتاز ہوجائیں، ان کی خبریں معروف ہوجائیں، ان کی صفوں میں کوئی شک وشبہہ نہ رہے اور منافقین اور کمزور بے صبرے لوگوں کے نفاق اور کمزوری ایمان کے مخفی رہنے کی کوئی مجال باقی نہ رہے۔[1]

ہر مومن جان لے کہ اگر دنیا کی سختیاں اور مصیبتیں نہ ہوں تو بندے کو تکبر، خود پسندی، اور دل کی سختی جیسی بیماریاں گھیر لیں گی جو جلد یا بدیر اس کی ہلاکت کا سبب بنیں گی، پس ارحم الراحمین کی رحمت کا حصہ ہے کہ وہ بعض اوقات مختلف قسم کے مصائب کی دوائیوں سے مذکورہ بیماریوں کا علاج کرتا ہے جو مومن کو ان بیماریوں سے بچاتی ہیں اور اس کی عبودیت اور بندگی کی صحت کی حفاظت کرتی ہیں جس سے فاسد، ردی اور مہلک مواد کو صاف کر دیتی ہیں پس پاک ہے وہ اللہ جو اپنی آزمائش کے ساتھ رحمت اور اپنی نعمتوں کے ساتھ آزمائش کرتا

[1] الأمن النفسي [ص: 67,66]

ہے، جیسا کہ کسی شاعر نے کہا ہے: ؎

قَدْ يُنْعِمُ بِالْبَلْوَىٰ وَإِنْ عَظُمَتْ
وَيَبْتَلِي اللّٰهُ بَعْضَ الْقَوْمِ بِالنِّعَمِ

”بلاشبہ وہ آزمائش کے ساتھ نعمت عطا کرتا ہے، چاہے وہ آزمائش کتنی بڑی ہو اور اللہ بعض لوگوں کی نعمتوں کے ساتھ آزمائش کرتا ہے۔“

پس اگر اللہ سبحانہ وتعالیٰ اپنے بندوں کو سختی اور آزمائش کی دوائیاں نہ پلائیں تو وہ باغی اور سرکش بن جائیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ جب اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو اس کو اس کی حالت کے پیش نظر آزمائش اور امتحان کی دوائی پلاتے ہیں جس سے مہلک بیماریاں دور ہو جاتی ہیں، حتی کہ جب اللہ تعالیٰ بندے کو پاک صاف اور مہذب بنا چکتے ہیں تو اس کو دنیا میں اپنی عبادت اور غلامی کے سب سے اونچے مرتبے پر فائز کر دیتے ہیں اور آخرت میں اپنے قرب اور دیدار کے ساتھ اس کو نوازتے ہیں۔[1]

آزمائش مومن کی کیسے تربیت کرتی ہے اور اس میں کتنا خلوص پیدا کرتی ہے اس پر ایک طائرانہ نظر ڈالیں:

① آزمائش کے ذریعہ صرف اللہ پر اعتماد پختہ ہو جاتا ہے، صرف اسی سے خوف اور اسی سے امید و آرزو لگائی جاتی ہے۔

② آزمائش کے ذریعہ بندے کو یہ سمجھ آجاتی ہے کہ بلاشبہ اسباب چاہے وہ کتنے بڑے ہوں کفایت نہیں کر سکتے اور یقیناً نفع ونقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

③ آزمائش کے ذریعہ بندے کو اس حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ مخلوقات کمزور اور عاجز ہیں اور بلاشبہ وہ نفع ونقصان کے مالک نہیں ہیں، سوائے

---

[1] زاد المعاد [179/1]

ان حدود میں رہتے ہوئے جن میں اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی طرف سے قدرت دے رکھی ہے اور وہ وہی کچھ کر سکتے جو اللہ تعالیٰ ان کو کرنے دے۔

④ آزمائش کے ذریعہ بغض و کینہ، غرور و تکبر اور دیگر مہلک بیماریوں سے دل پاک ہوجاتا ہے، پس آزمائش ان (روحانی) بیماریوں کو اللہ کے اذن و حکم سے زائل کرتے ہوئے جڑ سے اکھاڑ دیتی ہے۔

⑤ آزمائش کے ذریعہ دل قوی ہوجاتا ہے، چنانچہ پریشان کن اوہام اور پراگندہ خیالات دل کو ہلا نہیں پاتے اور ڈر، خوف اور دہشت انگیز چیزیں اس کو پریشان نہیں کرتیں۔

⑥ آزمائش کے ذریعہ بندے کی اپنے رب تعالیٰ کی معرفت قوی ہوجاتی ہے اور باقی سب سے بے نیاز ہوکر ایک اللہ سے اس کا تعلق بڑھ جاتا ہے۔

⑦ آزمائش کے ذریعہ غفلت دور ہوکر اللہ کا ڈر اور خوف قوی اور مضبوط ہوجاتا ہے۔

⑧ آزمائش کے ذریعہ بصیرت کھل جاتی ہے، دل زندہ ہوجاتا ہے، (مایوسیوں کے) پردے چھٹ جاتے ہیں اور (دلوں کا) زنگ اتر جاتا ہے۔

⑨ آزمائش کے ذریعہ دل نرم ہوجاتا ہے وہ اللہ کا تابع فرماں ہوجاتا ہے اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے اس کے سامنے جھک جاتا ہے۔

⑩ آزمائش کے ذریعہ عقل بڑھ جاتی اور بندے کو شعور اور ادراک حاصل ہوجاتا ہے لیکن یہ اس شخص کو حاصل نہیں ہوتا جو کبھی آزمائش میں مبتلا نہ ہوا ہو۔

⑪ آزمائش کے ذریعہ بندے کے اخلاق خوب آراستہ ہوجاتے ہیں اور اس کی طبیعت میں نرمی آجاتی ہے۔

⑫ آزمائش کے ذریعہ دل میں دنیا کی بے رغبتی پیدا ہوجاتی ہے اور اس کو اس

حقیقت کا ادراک ہو جاتا ہے کہ بلاشبہ دنیا بہت حقیر اور گھٹیا ہے اور یہ ایک ایسی ڈھلتی ہوئی چھاؤں ہے جس کی کوئی قدر و منزلت نہیں ہے۔

یہ اس خلوص کی معمولی سی جھلک ہے جو خلوص آزمائش کے ذریعہ دلِ مومن میں پیدا ہوتا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ آزمائش کے ذریعہ مومن کے دل کی اصلاح کرتا ہے اور اس کے ٹیڑھے پن کو سیدھا کرتا ہے، کیونکہ بغیر آزمائش کے نہ نفس کا تزکیہ ہوتا ہے اور نہ دل ہی صاف ہوتا ہے۔

« اَللّٰهُمَّ آتِ نُفُوسَنَا تَقْوَاهَا، وَزَكِّهَا أَنْتَ خَيْرُ مَنْ زَكَّاهَا، أَنْتَ وَلِيُّهَا وَمَولَاهَا »

''اے اللہ ہمارے نفسوں میں تقویٰ پیدا کر دے، اور ان کا تزکیہ کر دے، کیونکہ تو ہی ان کا بہترین تزکیہ کر سکتا ہے، تو ہی ان کا دوست اور مولیٰ ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
26
طریقہ
تم پر لازم ہے کہ تم غیر اللہ
سے بے نیاز ہو کر صرف
اللہ سے مدد طلب کرو اور
اسی پر بھروسا کرو

26

اس باب میں ہمارا ارادہ یہ ہے کہ ہم تمھارے سامنے وہ چیزیں پیش کریں جن سے تمھارا دل غیر اللہ سے ہٹ کر صرف ایک اللہ پر بھروسا کرنے لگے لیکن تم پر بھی یہ لازم ہے کہ تم مخلوقات اور مادی اسباب پر بھروسا نہ کرو، بلکہ تم اپنا توکل اور بھروسا اللہ کی ذات پر کرو اور کسی چھوٹی بڑی مخلوق کے ساتھ اپنی امید و آرزو کو وابستہ نہ کرو۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا:

”پس بندۂ خدا پر لازم ہے کہ اس کا دل مادی اسباب میں سے کسی پر بھروسا نہ کرے، اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایسے اسباب میسر کر دے گا جو اس کی دنیا و آخرت کی اصلاح و درستگی کا باعث بنیں گے۔“[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ يَاَيُّهَا النَّبِيُّ حَسْبُكَ اللّٰهُ وَ مَنِ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الأنفال: 64]

”اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو بھی جو تیرے پیچھے چلے ہیں۔“

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«إذا سألت فاسأل الله، وإذا استعنت فاستعن بالله»[2]

”جب تو سوال کرے تو اللہ سے سوال کر اور جب تو مدد مانگے تو اللہ سے مدد مانگ۔“

---

[1] مجموع الفتاویٰ [528/8]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2521]

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو جب آگ میں ڈالا گیا تو انھوں نے پڑھا: "حسبنا اللّٰہ ونعم الوکیل" (ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے) اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ اس وقت پڑھا جب لوگوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا:

﴿ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ﴾ [آل عمران: 173] [1]

"بے شک لوگوں نے تمھارے لیے (فوج) جمع کر لی ہے، سو ان سے ڈرو، تو اس (بات) نے انھیں ایمان میں زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔"

پس تم ہر چھوٹی بڑی آزمائش و مصیبت کے اترنے پر اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر ہی توکل و بھروسا کرو، اور مخلوقات کو اس کی شکایت کرنے یا ان پر بھروسا کرنے سے بچو۔

عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لو أنكم توكلون على الله حق توكله، لرزقتم كما يرزق الطير، تغدوا خماصا وتروح بطانا» [2]

"اگر تم اس طرح توکل کرو جیسا کہ اس کا حق ہے تو تمھیں یوں رزق دیا جائے جیسے پرندوں کو رزق دیا جاتا ہے، وہ صبح کو نکلتے ہیں تو خالی پیٹ ہوتے ہیں اور شام کو جب (اپنی رہائش گاہوں کی طرف) لوٹتے ہیں تو ان کی پوٹیں بھری ہوئی ہوتی ہیں۔"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [4563]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2349]

« من نزلت به فاقة فأنزلها بالناس لم تسد فاقته، ومن نزلت به فاقة فأنزلها بالله فيوشك الله له برزق عاجل أو آجل »[1]

''جس شخص کو فاقہ کشی کی نوبت آ گئی تو اس نے اس کو لوگوں کے سامنے پیش کیا اس کا فاقہ دور نہ کیا گیا اور جس شخص نے فاقہ آنے کے بعد اس کو اللہ کے سامنے پیش کیا تو اللہ تعالیٰ جلدی یا بدیر اس کو ضرور رزق سے نوازے گا۔''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَمَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا ۝ وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: 3,2]

''اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔ اور اسے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔''

الشیخ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان: ﴿وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ﴾ [الطلاق: 3] کی تفسیر میں فرمایا:

''یہ جملہ شرطیہ ہے جو اپنے منطوق (مفہوم) کے ساتھ یہ فائدہ دیتا ہے کہ بلاشبہ جو اللہ پر توکل کرے گا تو یقیناً اللہ تعالیٰ اس کو اس کی پریشانیوں میں کافی ہوگا اور اس کے معاملات میں آسانی پیدا کر دے گا، پس اللہ تعالیٰ اس کو کافی ہے، اگرچہ اس کو کچھ تکلیف کا سامنا کرنا پڑے، یقیناً اللہ تعالیٰ اس کی تکلیف میں اس کو کفایت کرے گا، اور رسول اللہ ﷺ جو تمام لوگوں سے زیادہ توکل اور بھروسا کرنے والے ہیں اس کے باوجود ان کو تکلیف پہنچتی ہے مگر

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2331]

ان کو اس کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ ان کو کفایت کرتا ہے، لہٰذا نتیجہ یہ نکلا کہ جس شخص نے اللہ پر توکل کیا اللہ تعالیٰ اس کی مشقت و تکلیف میں اسے کفایت کرے گا۔[1]

اور جس کو اللہ تعالیٰ کافی ہو جائے اور اس کو اپنی حفاظت میں لے لے تو اس کا دشمن اس کو میلی آنکھ سے نہیں دیکھ سکتا اور اس کو صرف اتنی ہی تکلیف پہنچا سکتا ہے جس سے چھٹکارا ممکن نہ ہو، جیسے گرمی و سردی کا لگ جانا اور بھوک و پیاس میں مبتلا ہونا، رہا دشمن کا اس کو اپنی حسبِ منشا نقصان پہنچانا تو یہ کبھی نہیں ہوسکتا، اس تکلیف کے درمیان جو بظاہر تکلیف اور حقیقت میں اس پر احسان کرنا اور ضرر کو دور کرنا ہے اور اس ضرر، جس کے ذریعہ وہ اس سے چھٹکارا حاصل کرتا ہے، کے متعلق فرق میں بعض سلف نے کہا ہے: اللہ تعالیٰ ہر عمل کا بدلہ اسی عمل کی جنس سے عطا کرتا ہے اور اس نے بندے کے اس پر توکل کرنے کی جزا اپنے بندے کو کفایت کی شکل میں عطا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ﴾ [الطلاق: 3]

''اور جو کوئی اللہ پر بھروسا کرے تو وہ اسے کافی ہے۔''

یہ نہیں فرمایا کہ توکل کرنے والے کو اتنا اتنا اجر ملے گا جیسا کہ دیگر اعمال کی جزا کے متعلق اس نے اجر و ثواب بیان کیا ہے بلکہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا کہ وہ اپنے متوکل بندے کو خود ہی کافی ہے اور وہ اس کی حفاظت کرنے والا ہے۔ پس اگر بندہ اللہ پر ویسا توکل کرے جیسا اس پر توکل کرنے کا حق ہے، پھر آسمانوں و زمین اور ان میں موجود مخلوقات کوئی سازش کریں تو اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس سازش سے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا، وہ اسے کافی ہوگا اور اس کی مدد کرے گا۔[2]

---

[1] مجموع فتاویٰ و رسائل ابن عثیمین [674/10]

[2] بدائع الفوائد [ص: 318]

پس جس شخص نے اپنے آپ کو اللہ تعالیٰ سے وابستہ کیا اور اپنی ضرورتیں اللہ کے سامنے پیش کر کے اسی کی پناہ کا سہارا لیا تو اللہ تعالیٰ اس کو ہر مشقت سے کفایت کرے گا اور ہر بعید کو قریب اور ہر تنگ کو آسان کر دے گا۔[1]

توکل کے فوائد:

اللہ تعالیٰ کے سوا سب کو چھوڑ کر صرف اسی اکیلے پر توکل و بھروسا کرنے کے درج ذیل فوائد و ثمرات ہیں:

1. بلاشبہ اللہ پر سچا بھروسا کرنے والا اس کی معیت میں اسی طرح زندگی گزارتا ہے کہ اسے اللہ کے علاوہ کسی کا کوئی ڈر اور خوف نہیں ہوتا۔
2. جو اللہ پر توکل کرے گا اس کو دنیا اور آخرت میں اطمینان، سکونِ قلب اور سعادت و نیک بختی نصیب ہوگی، پس اللہ پر توکل و بھروسا کرنے کا سچے مومنوں کے دلوں میں سکون و آرام بھرنے میں گہرا اثر ہے، بلکہ وہ مومنوں کے دلوں سے خوف کو دور کر دیتا ہے اور ان کو روحانی قوت اور ابدی سعادت عطا کرتا ہے جن کے ساتھ وہ اپنے خوف اور مصائب و تکالیف کے ذریعہ پہنچنے والی بے چینی و بے قراری پر قابو پا لیتے ہیں۔
3. جو شخص اللہ پر بھروسا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں کی ضرورت و محتاجگی سے بے پرواہ کر دے گا۔
4. توکل کے ثمرات سے یہ بھی ہے کہ بلاشبہ وہ مومن کی غنیٰ و بے پرواہی اور عزت کا سبب بنتا ہے۔
5. بلاشبہ جو شخص بے پرواہی اختیار کرتے ہوئے صبر کرے گا اور اللہ پر بھروسا کرتے ہوئے سوال وغیرہ سے بچے گا تو وہ کامیاب ہو جائے گا اور اپنی

[1] دیکھیے: تیسیر العزیز الحمید [ص: 10]

زندگی اور دیگر تمام معاملات میں نفع مند ہوگا۔

فَقِيْرًا جِئْتُ بَابَكَ يَا إِلٰهِي
وَلَسْتُ إِلَى عِبَادِكَ بِالْفَقِيْرِ

''یا الٰہی! میں تیرے در پر فقیر بن کر آیا ہوں اور میں تیرے بندوں کے در کا فقیر اور مانگت نہیں ہوں۔''

غَنِيٌّ عَنْهُمْ بِيَقِيْنِ قَلْبِي
وَأَطْمَعُ مِنْكَ فِي الْفَضْلِ الْكَبِيْرِ

''مجھے یقین قلب ہے کہ تو ان سے بے پرواہ ہے اور میں تجھ سے بہتر بڑے فضل کا طمع اور لالچ رکھتا ہوں۔''

إِلٰهِي مَا سَأَلْتُ سِوَاكَ عَوْنًا
فَحَسْبُ الْعَوْنِ مِنْ رَبٍّ قَدِيْرٍ

''یا الٰہی! میں تیرے علاوہ کسی سے مدد کا سوال نہیں کرتا، پس میرے لیے قدرت والے رب کی ہی مدد کافی ہے۔''

إِلٰهِي مَا سَأَلْتُ سِوَاكَ عَفْوًا
فَحَسْبُ الْعَفْوِ مِنْ رَبٍّ غَفُوْرٍ

''یا الٰہی! میں تیرے علاوہ کسی سے عفو و درگزر کا سوال نہیں کرتا، پس میرے لیے بہت معاف کرنے والے رب کی بخشش کافی ہے۔''

إِلٰهِي مَا سَأَلْتُ سِوَاكَ هَدْيًا
فَحَسْبُ الْهُدٰى مِنْ رَبٍّ نَصِيْرٍ

''یا الٰہی! میں تیرے سوا کسی سے ہدایت نہیں مانگتا، پس مجھے خوب مدد کرنے والے رب کی ہدایت کافی ہے۔''

إِذَا لَمْ أَسْتَعِنْ بِكَ يَا إِلٰهِي
فَمَنْ عَوْنِي سِوَاكَ وَمَنْ مُجِيْرُ

''یا الٰہی جب میں تجھ سے مدد نہ مانگوں تو تیرے سوا میری مدد کرنے والا اور مجھے آغوش رحمت میں لینے والا کون ہے؟''

لیکن جو غیر اللہ سے، کسے باشد، مدد مانگے گا اور اس کے ساتھ اپنے آپ کو وابستہ کرے گا یا اس کے علم وعقل سے مانوس ہوگا اور اس کے علاج و تمائم وغیرہ سے راحت وسکون محسوس کرے گا اور اس کی قوت و طاقت پر اعتماد کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کو اسی کے سپرد کر دے گا اور اس کو بے یار و مددگار چھوڑ دے گا اور اس کو اس کی طرف سے اس کے ارادے کے بالکل الٹ اور برعکس دنیا و آخرت میں برائی کا سامنا کرنا پڑے گا۔

یہ اللہ کی ایسی سنت ہے جو بدلتی نہیں ہے اور اس کا ایسا طریقہ ہے جس میں تبدیلی نہیں ہوتی ہے کہ بلاشبہ جو شخص غیر اللہ سے مانوس ہوا اور اس پر اعتماد و بھروسا کیا یا مخلوق میں سے کسی ایسے کی طرف میلان اختیار کیا جو اس کے لیے تدبیر کرے تو اس کے سارے منصوبے خاک میں مل جائیں گے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی طرف سے بے یار و مددگار چھوڑ دے گا۔ یہ حقیقت نصوص اور تجربات سے ثابت ہے۔ جو بھی بصیرت کی گہری آنکھ سے مخلوقات کے احوال پر غور کرے گا تو اس کے سامنے یہ حقیقت عیاں ہوجائے گی۔[1]

[1] دیکھیے: ''تیسیر العزیز الحمید'' سلیمان بن عبداللہ بن محمد بن عبدالوھاب [ص: 110، 268]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
27
طریقہ
تمھیں اللہ پر کامل اعتماد اور
بھروسا ہو

27

مومن کو اللہ پر بھروسا ہوتا ہے، آزمائش کی موجیں اور فتنوں کی تیز آندھیاں اس کے اللہ پر اعتماد و بھروسے میں کوئی لغزش اور جنبش پیدا نہیں کرتیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَمَّا رَاَ الْمُؤْمِنُوْنَ الْاَحْزَابَ قَالُوْا هٰذَا مَا وَعَدَنَا اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ صَدَقَ اللّٰهُ وَ رَسُوْلُهٗ وَ مَا زَادَهُمْ اِلَّاۤ اِيْمَانًا وَّ تَسْلِيْمًا ﴾ [الأحزاب: 22]

''اور جب مومنوں نے لشکروں کو دیکھا تو انھوں نے کہا یہ وہی ہے جس کا اللہ اور اس کے رسول نے ہم سے وعدہ کیا تھا اور اللہ اور اس کے رسول نے سچ کہا، اور اس چیز نے ان کو ایمان اور فرمانبرداری ہی میں زیادہ کیا۔''

نیز اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا وَّ قَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ۝ فَانْقَلَبُوْا بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ فَضْلٍ لَّمْ يَمْسَسْهُمْ سُوْٓءٌ وَّ اتَّبَعُوْا رِضْوَانَ اللّٰهِ وَ اللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَظِيْمٍ ﴾

[آل عمران: 174,173]

''وہ لوگ کہ لوگوں نے ان سے کہا کہ بے شک لوگوں نے تمھارے لیے (فوج) جمع کر لی ہے، سو ان سے ڈرو تو اس (بات) نے انھیں ایمان میں زیادہ کر دیا اور انھوں نے کہا: ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ

اچھا کارساز ہے۔ تو وہ اللہ کی طرف سے عظیم نعمت اور فضل کے ساتھ لوٹے، انھیں کوئی برائی نہیں پہنچی اور انھوں نے اللہ کی رضا کی پیروی کی اور اللہ بہت بڑے فضل والا ہے۔''

اے آزمائش میں مبتلا مومن! اللہ پر بھروسا رکھ، کمزوری مت دکھا اور غم نہ کر، اور یہ نہ سمجھ کہ اللہ تعالیٰ آزمائش کی گھڑی میں تجھے اکیلا چھوڑ کر الگ ہو جائے گا، ہرگز نہیں، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ایسا ہرگز نہیں کرے گا، پس وہ اپنی توفیق و حفاظت کے ساتھ تیری مدد کرے گا، اپنی اس آنکھ کے ساتھ تیری حفاظت کرے گا جو سوتی نہیں ہے، مومنوں کے پاس یہی وہ عظیم اعتماد و بھروسا ہے جو ان کو آزمائش کے راستے میں مسلسل چلاتا ہے اور ان کو اپنے دین کی مدد کرنے پر ابھارتا ہے، علاوہ اس کے کہ وہ اس راستے میں پہنچنے والی آزمائشوں کی پرواہ کریں۔

يَا صَاحِبَ الْهَمِّ إِنَّ الْهَمَّ مُنْفَرِجٌ
أَبْشِرْ بِخَيْرٍ فَإِنَّ الْفَارِجَ اللّٰهُ

''اے غمگین! بلاشبہ غم دور ہونے والا ہے تو اس خوشخبری سے خوش ہو جا کہ اس غم کو دور کرنے والا اللہ ہے۔''

إِذَا بُلِيتَ فَثِقْ بِاللّٰهِ وَارْضَ بِهِ
إِنَّ الَّذِي يَكْشِفُ الْبَلْوَىٰ هُوَ اللّٰهُ

''جب تو آزمائش میں مبتلا کیا جائے تو اللہ پر بھروسا رکھ اور اس کی رضا پر راضی رہ کیونکہ جو آزمائش کو دور کرتا ہے وہ اللہ ہے۔''

اے مومن! انبیاء کے اپنے اللہ عزوجل پر اعتماد و بھروسا کو دیکھ کہ اپنے سامنے سمندر کی موجیں اور اپنے پیچھے فرعون کی فوجیں دیکھ کر بھی موسیٰ علیہ السلام کے پائے ثبات میں ذرا برابر بھی لغزش نہ آئی بلکہ وہ پکار اٹھے:

﴿ قَالَ كَلَّا إِنَّ مَعِيَ رَبِّي سَيَهْدِينِ ﴾ [الشعراء: 62]

''کہا ہرگز نہیں! بے شک میرے ساتھ میرا رب ہے، وہ مجھے ضرور راستہ بتائے گا۔''

اور جب مشرکین مکہ اس غار کے منہ تک پہنچ گئے جس میں نبی کریم ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ چھپے ہوئے تھے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اگر ان میں سے کسی ایک نے اپنے قدموں سے نیچے کی طرف دیکھا تو وہ ضرور ہمیں دیکھ لے گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا:

«ما ظنك باثنين الله ثالثهما؟ لا تحزن إن الله معنا» [1]

''(اے ابوبکر رضی اللہ عنہ!) تیرا ان دو آدمیوں کے (محفوظ ہونے کے) متعلق کیا خیال ہے جن کا تیسرا اللہ تعالیٰ ہے؟ غم نہ کر، کیونکہ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔''

بلکہ آپ ﷺ کے اپنے رب تعالیٰ پر اور اس کے اس وعدے پر اعتماد و بھروسے کا مشاہدہ کرو جس کی وہ خلاف ورزی نہیں کرتا۔ جب آپ ﷺ کو اپنے شہر مکہ سے نکلنے پر مجبور کیا گیا اور آپ ﷺ ہجرت کرنے کے لیے مدینہ کی طرف عازم سفر ہوئے تو سراقہ بن مالک تعاقب کرتا ہوا آپ ﷺ کو جا ملا تاکہ وہ آپ ﷺ کو گرفتار کر کے مشرکین مکہ کے سامنے پیش کرے اور انعام حاصل کرے، نبی ﷺ پورے اعتماد کے ساتھ اس کی طرف متوجہ ہوکر فرماتے ہیں:

«كيف بك إذا لبست سواري كسرىٰ؟»

''(اے سراقہ!) تیری کیا شان ہوگی جب تو کسری کے کنگن پہنے گا؟''

یہ ایک ایسا کلام ہے جو اس قسم کے موقع پر وہی شخص کرسکتا ہے جس کو

---

[1] مختصر سيرة الرسول ﷺ [ص: 94]

اللہ عزوجل پر کامل بھروسا اور اعتماد ہو۔ ذرا غور کرو کہ رسول اللہ ﷺ پر آپ کی قوم حملہ آور ہوتی ہے اور آپ ﷺ چھپتے ہوئے ان کے درمیان سے ایک دوسرے شہر کی طرف ہجرت کرنے کے لیے نکل کھڑے ہوتے ہیں، پھر آپ ﷺ سراقہ رضی اللہ عنہ کو اس بات کی پیشین گوئی کرتے ہیں کہ عنقریب وہ کسریٰ کے کنگن پہنیں گے۔ یہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ پر بہت بڑی امید اور اس کی واضح اور یقینی مدد پر کامل بھروسے کی علامت ہے۔[1]

اب ذرا شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے اللہ عزوجل پر کامل یقین اور اعتماد کو ملاحظہ کیجیے، جیسے کہ ہم ان کے متعلق یہ گمان کرتے ہیں اور اللہ ان کو کافی ہے۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ کے متعلق ان کے شاگردِ رشید ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اللہ جانتا ہے کہ میں نے کبھی ان سے زیادہ پاکیزہ زندگی اور پاکیزہ گزر اوقات والا شخص نہیں دیکھا۔ باوجود اس کے کہ وہ گزران کی تنگی، آسودگی، خوشحالی اور آرام وسکون کے خلاف بلکہ برعکس حالت میں مبتلا تھے، اور باوجود اس کے کہ ان کو قید و بند کی صعوبتوں اور دھمکیوں کا سامنا کرنا پڑا اور ان پر ناقابل برداشت بوجھ ڈالا گیا، مگر وہ اس کے باوجود لوگوں میں سب سے زیادہ خوش عیش، شرح صدر، مضبوط دل اور خوش باش تھے، خوشحالی و آسودگی کی تروتازگی ان کے چہرے پر نمایاں اور روشن تھی، جب کبھی ہم سخت خوف زدہ ہوتے، بدگمانیوں کا شکار ہوتے اور ہم پر زمین تنگ ہوجاتی تو ہم جناب شیخ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ان کو دیکھ کر اور ان کا نصیحت آموز

---

[1] تأملات في سيرة الرسول ﷺ، د. محمد السيد الوكيل [ص: 102]

کلام سنتے ہی ہماری تمام تکالیف اور پریشانیاں کافور ہوجاتیں اور ہمیں ان کی بجائے خوشی، قوت، یقین اور اطمینان و سکون حاصل ہوجاتا، پس پاک ہے وہ اللہ جس نے اپنے بندوں کو اپنی ملاقات سے پہلے ہی جنت میں داخل کر دیا اور دنیا کے اس دار العمل میں ہی ان کے لیے جنت کے دروازے کھول دیے اور ان کو جنت کی راحت، ہوا اور خوشبو عطا کر دی، جس نے ان کو جنت کی طلب اور اس کی طرف جلدی کرنے کے لیے اپنی پوری قوتیں صرف کرنے کے لیے تیار کر دیا۔"❶

وَإِذَا الْعِنَايَةُ لَاحَظَتْكَ عُيُوْنُهَا
نَمْ فَالْحَوَادِثُ كُلُّهُنَّ أَمَانٌ

"اور جب عنایتِ الٰہی کی آنکھیں تیری نگرانی کر رہی ہوں تو آرام سے سو جا، ہمہ قسم کے حادثات تیرے لیے امن و امان کا پیغام رکھتے ہیں۔"

---

❶ الوابل الصیب، ابن القیم [ص: 59]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
28
طریقہ
تم اللہ کے متعلق حسن ظن
اور یقین رکھو

28

وَإِنِّي لَأَرْجُو اللّٰهَ حَتّٰى كَأَنَّنِي
أَرٰى بِجَمِيْلِ الصَّبْرِ مَا لِلّٰهِ صَانِعٌ

''اور بلاشبہ میں اللہ سے امید باندھتا ہوں حتی کہ مجھے یقین ہو جاتا ہے کہ اللہ اچھے صبر پر کیا ہی (اچھا) سلوک کرنے والا ہے۔''

پس تم اللہ کے متعلق حسن ظن رکھو اور آگاہ رہو کہ بلاشبہ اس نے تمھیں عطا کرنے کے لیے تم سے روکا اور تمھیں شفا بخشنے کے لیے تمھیں بیمار کیا ہے اور تمھیں عافیت دینے کے لیے تمھیں آزمائش میں مبتلا کیا ہے، لہٰذا آزمائش کے ساتھ وہ تیری تربیت کرے گا اور تمھیں ہلاکتوں سے نجات دے گا۔

اللہ تعالیٰ تمھیں بھلائی پہنچائے گا، خواہ وہ تمھیں گراں گزرے اور تمھیں نقصان دہ چیز سے دور کرے گا، خواہ تمھارا نفس اس کی طرف کتنا ہی مشتاق ہو۔

وہ تمھیں آزمائش میں مبتلا کرتا ہے تاکہ تمھارے صبر اور بہادری کا امتحان لے اور تمھاری گریہ وزاری اور دعا سنے، وہ تمھیں عذاب دینے اور ہلاک کرنے کے لیے تمھیں آزمائش میں مبتلا نہیں کرتا، لہٰذا تم اللہ کے متعلق حسن ظن رکھو تم ضرور بالضرور بھلائی، فتح و نصرت اور فوز و فلاح سے ہمکنار ہو گے، جو شخص بھی اللہ سے حسن ظن رکھے گا وہ کبھی ذلیل اور نامراد نہیں ہوگا۔

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يقول الله تعالىٰ: أنا عند ظن عبدي بي، وأنا معه إذا ذكرني، فإن ذكرني في نفسه، ذكرته في نفسي، وإن ذكرني في ملاء ذكرته في ملاء خير منهم»

''اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میں اپنے بندے کے گمان کے مطابق اس سے سلوک کرتا ہوں، جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں پس اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرے تو میں بھی اسے اپنے دل میں یاد کرتا ہوں اور اگر وہ مجھے ایک جماعت میں یاد کرے تو میں اسے ایسی جماعت میں یاد کرتا ہوں جو ان (بندوں) سے بہتر جماعت ہے۔''[1]

مذکورہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کے اس قول «أنا عند ظن عبدي بي» ''میں اپنے بندے سے اس کے میرے متعلق کیے ہوئے گمان کے مطابق سلوک کرتا ہوں'' کے بارے میں قاضی شوکانی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

''اس میں اللہ عزوجل کی طرف سے اپنے بندوں کے لیے ایک ترغیب ہے کہ وہ اپنے گمانوں کو اچھا کریں کیونکہ اللہ تعالیٰ ان کے گمانوں کے مطابق ہی ان سے سلوک کرے گا، پس جو شخص اللہ کے متعلق اچھا گمان کرے گا اللہ تعالیٰ اس پر وافر مقدار میں بھلائیاں نچھاور کرے گا، اس پر اچھے احسانات کرے گا اور اس پر اپنی خوبصورت کرامات اور بھرپور عطیات کی بارش برسائے گا، اور جو اللہ کے ساتھ اس طرح کا اچھا گمان نہیں کرے گا تو اللہ بھی اس کے ساتھ اس طرح کا حسن سلوک نہیں کرے گا۔ تو یہ مطلب ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے بندے کے گمان کے مطابق سلوک کرنے کا، لہٰذا بندے پر لازم ہے کہ وہ تمام حالات میں اپنے رب تعالیٰ کے ساتھ حسن ظن رکھے۔''[2]

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [7405] صحيح مسلم، رقم الحديث [2675] سنن الترمذي، رقم الحديث [3612]

[2] تحفة الذاكرين [ص: 18,17]

بعض آثار میں مندرجہ ذیل باتیں موجود ہیں:

کیا میرے علاوہ کسی اور سے امید باندھی جاتی ہے اور ہمہ وقت اس کے دروازے کو کھٹکھٹایا جاتا ہے، حالانکہ خزانوں کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہیں اور میرا دروازہ ہر اس شخص کے لیے کھلا ہے جو مجھے پکارتا ہے؟ کون ہے جو کسی آفت و مصیبت پر مجھ سے (اس کے دور کرنے کی) امید رکھے تو میں اس کو ناامید کر دوں؟

یا کون ہے جس نے کسی بڑے حادثے میں مجھ سے امید وابستہ کی تو میں نے اس کو اس کی امید سے محروم کر دیا ہو؟

یا وہ کون ہے جس نے میرا دروازہ کھٹکھٹایا تو میں نے اس کے لیے دروازہ نہیں کھولا؟

میں امیدوں اور آرزؤوں کی انتہاء ہوں، میرے سامنے امیدیں کیسے منقطع ہوسکتی ہیں؟

کیا میں بخیل ہوں کہ میرا بندہ مجھ سے (مانگنے میں) بخل کرتا ہے؟ کیا دنیا اور آخرت، سخاوت اور فضل سب کا سب میرے ہاتھ میں نہیں ہے؟ پس آرزؤویں کرنے والوں کو کون سی چیز مجھ سے آرزؤویں کرنے سے روکتی ہے؟

پس جب تم پر کوئی آزمائش آئے تو اللہ اکرم الاکرمین کے ساتھ حسن ظن رکھو اور اپنے دل میں کہو: اللہ تعالیٰ مجھے میری غفلت سے خبردار کرنا چاہتا ہے۔

وہ تو صرف اس آزمائش کے ذریعہ میری تربیت کرنے اور میری حالت کو درست کرنے کا ارادہ رکھتا ہے یا وہ فلاں فلاں چیز سے میرا دل پاک کرنا چاہتا ہے یا وہ مجھ سے میرے گناہ، برائیاں اور خطائیں دور کرنا چاہتا ہے اور اسی طرح دوسری کوتاہیاں دور کرنا چاہتا ہے۔

پس اللہ حکیم وعلیم سبحانہ وتعالیٰ سے اس قسم کا گمان کرنا واجب ہے:

﴿ اِنَّ رَبِّیۡ لَطِیۡفٌ لِّمَا یَشَآءُ اِنَّهٗ هُوَ الۡعَلِیۡمُ الۡحَكِیۡمُ ﴾

[یوسف: 100]

''بے شک میرا رب جو چاہے اس کی باریک تدبیر کرنے والا ہے، بلاشبہ وہی سب کچھ جاننے والا، کمال حکمت والا ہے۔''

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
29
طریقہ
تم اپنا معاملہ اللہ کے
سپرد کرو

29

قَدْ قُلْتُ لِلرَّجُلِ الْمُقَسِّمِ أَمْرَهُ
فَوِّضْ إِلَيْهِ تَنَمْ قَرِيرَ الْعَيْنِ

''میں نے اپنا معاملہ تقسیم کرنے والے کو کہا: اپنا معاملہ اس (اللہ) کو سونپ دے تو آرام کی نیند سوئے گا۔''

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ﴾

[غافر: 44]

''اور اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں، بے شک اللہ بندوں کو خوب دیکھنے والا ہے۔''

یعنی میں اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کرتا ہوں اور اسی کے سامنے پیش کر کے اس پر توکل و بھروسا کرتا ہوں کیونکہ وہ اس شخص کو کافی ہے جس نے اس پر توکل کیا۔[1]

اللہ تعالیٰ کے فرمان:

﴿ وَعَسٰٓی اَنْ تَکْرَهُوْا شَیْئًا وَّهُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ ﴾ [البقرة: 216]

''اور ہوسکتا ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرو اور وہ تمھارے لیے بہتر ہو۔''

میں مندرجہ ذیل راز پوشیدہ ہیں:

(1) مذکورہ بالا فرمان باری تعالیٰ بندے سے اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ وہ اپنا معاملہ اس اللہ کے سپرد کر دے جو معاملات کے انجاموں سے آگاہ ہے، نیز وہ تقاضا کرتا ہے کہ بندہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے فیصلے پر راضی رہے کیونکہ

---

[1] تفسير الطبري [65/11]

ایسا کرنے میں ہی اچھے انجام کی امید کی جا سکتی ہے۔

② مذکورہ آیت کے اسرار میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بندہ اپنے رب تعالیٰ کو کسی چیز کی تجویز پیش نہ کرے، نہ اس کے لیے کسی چیز کو اختیار و منتخب کرے اور نہ ہی اس سے کسی ایسی چیز کا سوال کرے جس (کے نفع و نقصان) کا اس کو علم نہ ہو کیونکہ ہو سکتا ہے کہ وہ جو چیز مانگ رہا ہے اس میں اس کا نقصان ہو لہٰذا وہ اپنے رب تعالیٰ پر کسی چیز کو منتخب نہ کرے بلکہ تمام معاملات میں اس سے اچھے انجام کا سوال کرے اور جو چیز اس کا رب اس کے لیے منتخب کرے گا اس کے لیے اس سے زیادہ فائدہ مند کوئی چیز نہیں ہے۔

③ جب بندہ اپنا معاملہ اپنے رب تعالیٰ کے سپرد کر دے گا اور اللہ کے انتخاب پر راضی ہوگا تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنے انتخاب پر قوت، عزیمت اور صبر عطا کرے گا اور اس سے ان آفات کو دور کر دے گا جو بندے کے اپنے اختیار کے نتیجہ میں پیش آنے والی ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنے اختیار کے اچھے انجام دکھا دیتا ہے جن تک وہ اپنے اختیار کی بنیاد پر نہیں پہنچ سکتا تھا۔

④ بندے کی اپنے رب تعالیٰ کو یہ سپردگی اس کو مختلف قسم کے اختیارات میں پیش آمدہ مشقت میں ڈالنے والے تفکرات سے آرام پہنچاتی ہے اور اس کے دل کو ان تقدیروں اور تدبیروں سے فارغ کر دیتی ہے جن کے پیچھے سے وہ چڑھتا ہے اور دوسری جانب سے نیچے اتر جاتا ہے، مگر اس کے باوجود اس کو اپنے مقدر میں کی ہوئی چیز سے چھٹکارا نہیں ملتا۔ اگر وہ اللہ کے اختیار و انتخاب پر راضی ہو جائے تو اس پر اللہ کی تقدیر یوں چلتی ہے کہ وہ قابل ستائش ہوتا ہے، اس کی قدر کی جاتی ہے اور اس کے ساتھ اس تقدیر میں نرمی کی جاتی ہے۔ اگر وہ اللہ کے انتخاب پر راضی نہیں ہوتا تو اس

کی مذمت کی جاتی ہے اور اس کی تقدیر کے معاملے میں اس سے رعایت و نرمی نہیں برتی جاتی اس لیے کہ اس نے اپنے لیے خود انتخاب کیا ہے اور جب اس کی سپردگی اور اس پر رضا صحیح ہوگی تو اس کو مقدر میں کی ہوئی چیز میں مہربانی اور نرمی گھیرے میں لے لے گی، اس طرح وہ اس کی مہربانی اور نرمی کے درمیان آجائے گا، پس اس کی مہربانی اس کو اس چیز سے بچائے گی جس سے وہ ڈرتا ہوگا اور اس کی نرمی اس چیز کو اس پر آسان بنا دے گی جو اس نے اس کے مقدر میں کر رکھی ہوگی۔[1]

پس جس نے اپنے معاملات کو اللہ کے سپرد کر دیا اور زیادتی کی امید یا نقصان کے خوف یا طلبِ صحت یا بیماری سے فرار کے لیے اپنے اختیار و تدبیر کو ترک کر دیا اور یہ جان لیا کہ بلاشبہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے، اور بلاشبہ وہی اختیار و تدبیر میں یک و تنہا ہے اور بلاشبہ بندے کے حق میں اس کی تدبیر بندے کی اپنے لیے کی ہوئی تدبیر سے بہتر ہے اور بلاشبہ وہ بندے سے زیادہ اس کی مصلحت کو جانتا ہے اور اس مصلحت کے حصول پر بندے سے زیادہ قادر ہے اور وہ بندے کے لیے خود اس کے نفس سے بھی زیادہ خیر خواہ ہے اور اس کے اپنے نفس سے زیادہ اس پر رحم کرنے والا ہے اور خود اس کے نفس سے زیادہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا ہے۔ نیز بندے نے اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی جان لیا کہ وہ اللہ کی تدبیر کے سامنے ایک قدم بھی نہیں چل سکتا، پس وہ اللہ کی قضا و تقدیر سے آگے پیچھے نہیں ہوسکتا، یہ سمجھ کر اس نے اپنا نفس اللہ کے سامنے پھینک دیا اور تمام تر معاملہ اسی کے سپرد کر دیا، وہ اللہ کے سامنے یوں پیش ہوگیا جس طرح ایک کمزور اور مملوک غلام طاقتور آقا کے سامنے اپنے آپ کو پیش کر دیتا ہے، اس

---

[1] الفوائد [ص: 154]

طرح کہ اللہ کو اپنے بندے میں ہر قسم کا تصرف کرنے کا حق ہو اور بندے کو اپنی ذات پر کسی قسم کا تصرف کرنے کا حق نہ ہو تو تب وہ غموں، مشکلوں اور حسرتوں سے آرام پا جائے گا اور وہ اپنا بوجھ، حاجات اور مصلحتیں اس ذات کو اٹھوا دے گا جس کو ان کے اٹھانے کی پرواہ نہیں ہے اور انہ وہ اس پر بوجھ ہے اور نہ اس کو کوئی فکر اور پرواہ ہے۔

پس وہ بندے کی طرف سے ان کی ذمہ داری اٹھا لیتا ہے اور بندے کو اپنا لطف و کرم، حسن سلوک اور احسان و رحمت دکھاتا ہے، علاوہ اس کے کہ بندے کو ان کا کوئی اہتمام کرنا پڑے اور کسی قسم کی تھکاوٹ و مشقت کا سامنا کرنا پڑے، کیونکہ وہ اکیلا اس کا سارا اہتمام اور فکر اپنے ذمہ لے لیتا ہے اور اس کی طرف سے اپنی حاجات اور دنیا کی مصلحتوں کے اہتمام کو پھیر دیتا ہے اور ان کی طرف سے اس کا دل فارغ کر دیتا ہے جس کی بنا پر اس کی زندگی کتنی عمدہ، دل کتنا تروتازہ ہو جاتا ہے اور اس کی خوشی اور مسرت کی کوئی انتہاء نہیں رہتی۔[1]

پس جو شخص اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دے گا تو اس نے اپنا معاملہ اللہ کو سونپا اور اس کی حفاظت میں دیا اور اس کی پناہ میں رکھا جہاں اس کو کسی سرکش دشمن کا ہاتھ نہیں چھو سکتا اور نہ کوئی باغی متکبر ہی اس کے خلاف کوئی کارروائی کر سکتا ہے۔[2]

---

1. الفوائد للإمام ابن القیم [ص: 129,128]
2. المدارج [32/2]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں؟
30
طریقہ
تم اللہ کی طرف سے عوض
اور بدلے کی امید رکھو

30

جس شخص نے اللہ کی تقدیر پر اعتراض چھوڑ دیا اور اپنا تمام تر معاملہ اپنے رب تعالیٰ کے سپرد کر دیا تو اللہ تعالیٰ اس کو رضا و خوشنودی اور یقین عطا فرمائے گا اور اس کو اپنے معاملے کا ایسا اچھا انجام دکھائے گا جس کا خیال بھی کبھی اس کے دل میں نہ گزرا ہوگا۔[1]

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«ما من مسلم تصيبه مصيبة فيقول ما أمره الله: إنا لله وإنا إليه راجعون، اَللّٰهُمَّ أْجُرْنِي فِيْ مُصِيْبَتِي وَاخْلُفْ لِي خَيْرًا مِنْهَا، إلا أخلف الله له خيرا منها»

”کسی مسلمان کو کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو اگر وہ یہ کہے کہ ہم سب اللہ کے لیے ہیں اور ہم سب اسی کی طرف جانے والے ہیں، اے اللہ! مجھے میری مصیبت کے بدلے اچھا اجر دے اور مجھے اس کا نعم البدل عطا کر، تو اللہ اس کو پہلے سے بہتر بدل عطا فرمائے گا۔“

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ جب ابو سلمہ رضی اللہ عنہ وفات پا گئے تو میں نے کہا: مسلمانوں میں سے ابو سلمہ رضی اللہ عنہ سے بہتر کون ہوسکتا ہے؟ (ابو سلمہ رضی اللہ عنہ کا گھرانہ وہ) پہلا گھرانہ ہے جنھوں نے اللہ کے رسول کی طرف ہجرت کی لیکن جب میں نے سلمہ رضی اللہ عنہ کی وفات پر مذکورہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے بدلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عطا کر دیے۔[2]

---

[1] التوبة وظيفة العمر [ص: 267] للشيخ محمد إبراهيم الحمد

[2] صحيح مسلم، رقم الحديث [918]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿ وَ بَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَ اِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَ رَحْمَةٌ وَ اُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ﴾ [البقرة: 155تا 157]

''اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دے۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں بے شک ہم اللہ کے لیے ہیں اور بے شک ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں۔ یہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے کئی مہربانیاں اور بڑی رحمت ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

پس دنیا اور آخرت میں اللہ سے بدلے کی امید رکھو، اللہ سے اجر وثواب کی امید رکھو، اور اس سے امید رکھو کہ وہ تم کو رضا و یقین کی مٹھاس عطا کرے۔ نیز اس سے عافیت کی امید رکھو جیسے تم نے اس آزمائش پر اجر وثواب کی امید رکھی، جب تم صبر کرو گے اور ثواب کی امید رکھو گے تو عنقریب اللہ تعالیٰ تمھیں بہتر بدلہ عطا کرے گا۔

انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

《 إن الله قال: إذا ابتليت عبدي بحبيبتيه فصبر، عوضته منهما الجنة》[1]

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں (آنکھوں) کے متعلق آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [5653] سنن الترمذي، رقم الحديث [2405]

وہ اس پر صبر کرتا ہے تو میں اس کو ان چیزوں کے بدلے جنت عطا کروں گا۔"

ان دو چیزوں سے مراد اس کی دو آنکھیں ہیں۔

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

«إذا مات ولد العبد، قال الله لملائكته: قبضتم ولد عبدي فيقولون: نعم، فيقول: قبضتم ثمرة فؤاده، فيقولون: نعم، فيقول: ماذا قال عبدي؟ فيقولون: حمدك واسترجع، فيقول الله: ابنوا لعبدي بيتا في الجنة وسموه بيت الحمد» [1]

"جب کسی شخص کا بیٹا فوت ہوجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے پوچھتے ہیں: تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو فرشتے جواب دیتے ہیں: ہاں، اللہ تعالیٰ پھر پوچھتے ہیں: تم نے اس کے دل کا پھل توڑ لیا، فرشتے جواب دیتے ہیں: ہاں، اللہ تعالیٰ پھر سوال کرتے ہیں: پھر میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں: تیرے اس بندے نے تیری تعریف کی اور "إنا لله وإنا إليه راجعون" پڑھا، تو اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بنا دو اور اسی کا نام "بیت الحمد" رکھو۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«يقول الله تعالىٰ: ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا ثم احتسبه، إلا الجنة» [2]

"اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: جب میں اپنے مومن بندے کی دنیا والوں

---

1. سنن الترمذي، رقم الحديث [1022]
2. صحيح البخاري، رقم الحديث [6424]

سے کوئی منتخب اور پیاری چیز چھین لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے (اور صبر کرتا ہے) تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے علاوہ کوئی جزا و بدلہ نہیں ہے۔"

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لا يموت لأحد من المسلمين ثلاثة من الولد تمسه النار إلا تحلة القسم» [1]

"مسلمانوں میں سے جس کسی کے تین بچے فوت ہو جاتے ہیں تو اس کو صرف قسم حلال کرنے کے لیے ہی آگ چھوئے گی، (پھر اس کو آگ سے آزاد کر دیا جائے گا)۔"

اوپر ہم نے جو دلائل ذکر کیے ہیں وہ اس حقیقت کو واضح کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ اپنے مومن بندے کو، جب وہ صبر کرتا ہے اور جو اس کو آزمائش پہنچی اس پر ثواب کی امید رکھتا ہے، بہتر عوض اور اچھا بدلہ عطا کرتا ہے۔

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6656] صحيح مسلم، رقم الحديث [2632]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
31
طریقہ
اے مومن! آگاہ رہو کہ
بے شک بہترین انجام
تمھارا ہی ہے

31

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاصۡبِرۡ اِنَّ الۡعَاقِبَةَ لِلۡمُتَّقِيۡنَ﴾ [هود: 49]

''پس صبر کر، بے شک اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔''

پس تم گالی گلوچ سے تکلیف محسوس نہ کرو اور تمھیں طنز و تشنیع اور مذاق غمگین نہ کرے اور ظالموں، فاجروں اور منافقوں سے مت ڈرو، بلاشبہ قابل تعریف انجام تمھارا ہی ہوگا، عنقریب ان کے اسباب منقطع ہوجائیں گے اور عنقریب اللہ کے حکم سے تیری ذلت عزت سے اور تیری کمزوری قوت سے بدل جائے گی۔ تم پر فقط یہ لازم ہے کہ تم یقین رکھو کہ قابل تعریف انجام اس کا ہوگا جو اللہ سے ڈرتا ہے، پس یہ ایک ایسی جاری سنت ہے جو تبدیل نہیں ہوتی، مومنوں کے جیسے بھی حالات ہوجائیں انجام کار انھی کی مدد کی جائے گی، وہی کامیاب و کامران ہوں گے اور انھی کو حکومت اور اقتدار ملے گا۔

کیونکہ اعتبار تو انتہاؤں کے کمال کا ہوتا ہے نہ کہ ابتداؤں کے نقص اور کمزوری کا۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ مُوۡسٰى لِقَوۡمِهِ اسۡتَعِيۡنُوۡا بِاللّٰهِ وَ اصۡبِرُوۡا اِنَّ الۡاَرۡضَ لِلّٰهِ يُوۡرِثُهَا مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖ وَ الۡعَاقِبَةُ لِلۡمُتَّقِيۡنَ ۞ قَالُوۡۤا اُوۡذِيۡنَا مِنۡ قَبۡلِ اَنۡ تَاۡتِيَنَا وَ مِنۡۢ بَعۡدِ مَا جِئۡتَنَا قَالَ عَسٰى رَبُّكُمۡ اَنۡ يُّهۡلِكَ عَدُوَّكُمۡ وَ

يَسْتَخْلِفَكُمْ فِي الْأَرْضِ فَيَنْظُرَ كَيْفَ تَعْمَلُونَ﴾
[الأعراف: 129,128]

''موسیٰ نے اپنی قوم سے کہا: اللہ سے مدد مانگو اور صبر کرو، بے شک زمین اللہ کی ہے، وہ اس کا وارث اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے بناتا ہے اور اچھا انجام متقی لوگوں کے لیے ہے۔ انھوں نے کہا ہمیں اس سے پہلے ایذا دی گئی کہ تو ہمارے پاس آئے اور اس کے بعد کہ تو ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا: تمھارا رب قریب ہے کہ تمھارے دشمن کو ہلاک کر دے اور تمھیں زمین میں جانشین بنا دے، پھر دیکھے کہ تم کیسے عمل کرتے ہو۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ نُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِي الْاَرْضِ وَ نَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّ نَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ۝ وَ نُمَكِّنَ لَهُمْ فِي الْاَرْضِ وَ نُرِيَ فِرْعَوْنَ وَ هَامٰنَ وَ جُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ﴾ [القصص: 6,5]

''اور ہم چاہتے تھے کہ ہم ان لوگوں پر احسان کریں جنھیں زمین میں نہایت کمزور کر دیا گیا اور انھیں پیشوا بنائیں اور انھی کو وارث بنائیں۔ اور انھیں زمین میں اقتدار دیں اور فرعون اور ہامان اور ان کے لشکروں کو ان سے وہ چیز دکھلائیں جس سے وہ ڈرتے تھے۔''

مزید فرمایا:

﴿وَ اَوْرَثْنَا الْقَوْمَ الَّذِيْنَ كَانُوْا يُسْتَضْعَفُوْنَ مَشَارِقَ الْاَرْضِ وَ مَغَارِبَهَا الَّتِيْ بٰرَكْنَا فِيْهَا﴾ [الأعراف: 137]

"اور ہم نے ان لوگوں کو جو کمزور سمجھے جاتے تھے، اس سرزمین کے مشرقوں اور اس کے مغربوں کا وارث بنا دیا، جس میں ہم نے برکت رکھی ہے۔"

اے مومن! بلاشبہ باطل کا بھی ایک غلبہ اور ابھار ہے لیکن باطل کا غلبہ گھڑی بھر کے لیے ہے جبکہ حق کا غلبہ قیامت تک ہے۔ باطل طاقتور ہوتا ہے اور پھیلتا ہے لیکن کس قدر جلدی وہ کمزور ہوتا ہے اور سکڑ جاتا ہے، لیکن حق وہ کبھی کمزور ہوتا ہے لیکن ختم نہیں ہوتا اور اس کی روشنی کبھی دھیمی ہو جاتی ہے لیکن بجھتی نہیں۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے فرمایا:

"بلاشبہ کافر، فاجر اور منافق کو جو (بظاہر) عزت، نصرت اور اقتدار حاصل ہوتا ہے وہ اکثر مومنوں کی عزت، نصرت اور اقتدار سے مختلف ہوتا ہے بلکہ ان کی عزت، نصرت اور اقتدار کے باطن میں ذلت ورسوائی اور توڑ پھوڑ ہوتی ہے اگرچہ ظاہری حالت اس کے برخلاف ہو۔"

امام حسن بصری رحمہ اللہ نے فرمایا:

"اگرچہ ان (کافروں، فاجروں اور منافقوں) کو لے کر غیر عربی گھوڑے تیزی سے بھاگتے ہوں اور خچر آواز نکالتے ہوئے دوڑتے ہوں پھر بھی یقیناً معصیت و نافرمانی کی ذلت ان کے دلوں میں موجود ہوتی ہے، لہٰذا اللہ تعالیٰ اپنی نافرمانی کرنے والوں کو ذلیل کرنے کے سوا کسی چیز کو نہیں مانتے۔"[1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

---

[1] إغاثة اللهفان [201/2]

لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُمْ مِنْ بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [النور: 55]

''اللہ نے ان لوگوں سے جو تم میں سے ایمان لائے اور انھوں نے نیک اعمال کیے، وعدہ کیا ہے کہ وہ انھیں زمین میں ضرور ہی جانشین بنائے گا، جس طرح ان لوگوں کو جانشین بنایا جو ان سے پہلے تھے اور ان کے لیے ان کے اس دین کو ضرور ہی اقتدار دے گا، جسے اس نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ہر صورت انھیں ان کے خوف کے بعد بدل کر امن دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرائیں گے اور جس نے اس کے بعد کفر کیا تو یہی لوگ نافرمان ہیں۔''

غور کرو کہ مندرجہ ذیل افراد میں سے قابل تعریف انجام کس کا ہوا:

☆ نوح علیہ السلام اور ان کی قوم۔

☆ موسیٰ علیہ السلام اور فرعون۔

☆ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور کفار قریش۔

☆ امام احمد رحمہ اللہ اور ابن ابی دواد۔

☆ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ اور ان کے مد مقابل۔

یہ چند مثالیں ہیں وگرنہ وہ تاریخی شواہد جو اللہ کی مذکورہ سنت پر دلالت کرتے ہیں بہت زیادہ ہیں۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ....؟
32
طریقہ
جان لو! اللہ تعالیٰ کی عظیم
حکمتیں ہیں جن کی حقیقت
کا ادراک تمھاری کمزور
بشری عقل نہیں کرسکتی

32

پس اللہ عزوجل کمال حکمت والا ہے اس کی قضا و قدر کے متعلق بدگمانی نہیں کی جاسکتی، وہ کسی چیز کو بیکار پیدا نہیں کرتا اور نظر انداز کی ہوئی چیز کو مشروع قرار نہیں دیتا۔

اس کی تدبیر اور تقدیر میں کوئی خلل اور خرابی نہیں ہے، اس کے کام میں کوئی نقص یا کمی نہیں ہے اور اس کے افعال میں لغزش اور غلطی واقع نہیں ہوتی۔ [1]

وہ جو فیصلہ بھی کرتا ہے اس میں کمال حکمت ہوتی ہے، وہ کسی کو دیتا ہے تو حکمت کے ساتھ اور کسی سے روکتا ہے تو حکمت کے ساتھ، وہ حکمت کے ساتھ ہی عزت و ذلت دیتا ہے، اس کے کسی کو اٹھانے اور گرانے میں بھی اس کی کمال حکمت ہی کارفرما ہوتی ہے۔ اسی طرح اس کے ہر فعل میں حکمت پنہاں ہے۔

کسی حکم اور فیصلے میں وہ کبھی ظلم نہیں کرتا اور وہ کسی پر بھی کبھی ظلم نہیں کرتا بلکہ وہ ظلم کرنے سے بلند و بالا ہے، پس اس کے اسماء حسنیٰ اور اس کے افعال اس کی طرف ظلم کی نسبت کو روکتے ہیں اور وہ اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ وہ صرف وہی کچھ کرے جو اس کی حکمت کے مطابق اور موافق ہو۔ [2]

پس تمھیں جو بھی آزمائش پہنچی اس میں تمھاری عین مصلحت ہے۔

اے آزمائش میں مبتلا مؤمن! اللہ کی آزمائش میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جو تیرے لیے بہتر ہیں لیکن تیری عقل اس کو نہیں سمجھتی اور وہ ہر اس آزمائش کا ادراک کرنے کی طاقت نہیں رکھتی جس آزمائش میں مبتلا کرنے کا وہ ارادہ کرتا ہے۔

---

[1] أسماء الله الحسنى [ص: 128] ، أ.د. عمر الأشقر.

[2] الدعاء، محمد الحمد [ص: 96,95]

پس تم تو صرف اس آزمائش کی بڑائی کو دیکھتے ہو جو تم پر اتری ہے اور تمھیں صرف اس کی درد اور تکلیف کا احساس ہوتا ہے لیکن تم اس آزمائش کے بعد آنے والی بھلائیوں اور منافع کو نہیں جانتے، کیونکہ تمھاری کمزور عقل اس کا ادراک ہی نہیں کر سکتی لیکن اللہ کی مشیت کے مطابق کچھ وقت کے بعد تم دیکھو گے کہ بلاشبہ یہ آزمائش تمھارے حق میں درست اور بہتر ہے، اللہ کے حکم سے کچھ ہی وقت کے بعد حقائق کھل کر تمھارے سامنے آ جائیں گے تاکہ تمھیں یہ ادراک ہو جائے کہ بلاشبہ تمھاری عقل کمزور ہے ہر چیز کا احاطہ نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فیصلے اور تقدیر میں کمال حکمت والا ہے۔ یقیناً تمھیں جو آزمائش پہنچی ہے وہ تمھارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم پر اللہ کا لطف و کرم نہ ہوتا تو تمھیں یہ منافع کبھی نہ حاصل ہو پاتے جو اللہ نے تمھیں آزمائش سے گزار کر عطا کیے ہیں۔

پس مؤمن پر کتنی ہی آزمائشیں آتی ہیں اور وہ ان کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتا ہے، دنوں پر دن گزرتے ہیں تو واضح ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ آزمائشیں اس کے حق میں بہتر ہیں، پس وہ اللہ کا شکر ادا کرتا ہے کہ اس نے اس کو اس آزمائش میں مبتلا کیا، کیونکہ وہ اس آزمائش کے نتیجہ میں وہ فوائد اور اچھے انجام دیکھتا ہے جن کا اس کے دل میں کبھی خیال بھی نہیں گزرا تھا اور وہ اس کے وہم و گمان میں بھی نہیں تھے، پس پاک ہے وہ ذات جس نے اپنی حکمت کے ساتھ عقلوں کو حیران اور مدہوش کر دیا۔

اے مومن! تم پر جو آزمائش آئی ہے اس پر خوش ہو جاؤ بشرطیکہ تم دین کو تھامے رکھو۔ اللہ کے حکم کے ساتھ عنقریب تم خیر کثیر اور اچھے انجام دیکھو گے چاہے کچھ وقت کے بعد ہی سہی!

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
33
طریقہ
دعا کے ساتھ آزمائش کا
مقابلہ کرو

33

تم جس آزمائش میں مبتلا ہو بہت سی عاجزی و انکساری، گریہ وزاری اور کثرتِ دعا کے ساتھ اور زمین و آسمان کے رب پر اصرار و مواظبت کے ساتھ اس کا مقابلہ کرو۔

ثوبان رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لا يزيد في العمر إلا البر، ولا يرد القدر إلا الدعاء»[1]

”نیکی کے علاوہ کوئی چیز عمر میں اضافہ نہیں کر سکتی اور دعا کے علاوہ کوئی چیز تقدیر کو نہیں بدل سکتی۔“

پس دعا مکروہ و ناپسند چیز کو دور کرنے اور مطلوب کو حاصل کرنے کے طاقتور اسباب میں سے ہے لیکن کبھی دعا اپنا اثر نہیں دکھاتی یا تو اس وجہ سے کہ اس دعا میں ہی کوئی کمزوری ہوتی ہے جیسے کہ وہ ایسی دعا ہو جس کو اللہ تعالیٰ پسند ہی نہیں کرتا کیونکہ اس میں زیادتی اور ناپسندیدہ مبالغہ پایا جاتا ہے، یا دعا کرنے والے کے دل میں کمزوری ہونے کی وجہ سے، وہ اس طرح کہ دل اللہ کی طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا اور بوقت دعا اس میں مخصوص جمعیت ہی نہیں ہوتی، پس ایسا دل اس کمان کی طرح ہے جس میں بہت زیادہ خستگی اور نرمی ہو تو ایسی کمان سے کمزوری کے ساتھ تیر نکلتا ہے، یا دعا اس وجہ سے غیر مؤثر ہوتی ہے کہ اس کی قبولیت میں کوئی مانع اور رکاوٹ پائی جاتی ہے، مثلاً حرام کھانا، دلوں پر گناہوں کے زنگ کا چڑھ جانا، نیز دلوں پر غفلت، شہوت اور لہو ولعب کا غلبہ ہونا۔[2]

---

[1] سنن ابن ماجه، رقم الحديث [90]

[2] الداء والدواء [ص: 18]

اور دعا آزمائش کی دشمن ہے جو اس کو دور کرتی ہے، اس کا مقابلہ کرتی ہے اور اس کو غالب آنے سے روکتی ہے، وہ آزمائش کا دفاع کرتی ہے یا اگر وہ اتر ہی پڑے تو اس کو ہلکا کرتی ہے، لہٰذا دعا مومن کا اسلحہ اور ہتھیار ہے۔[1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«إن الدعا ينفع مما نزل ومما لم ينزل، فعليكم عباد الله بالدعاء»[2]

''بلاشبہ دعا نازل شدہ (آزمائش و آفات) اور جو ابھی نازل نہیں ہوئیں، سب کے لیے مفید ثابت ہوتی ہے۔ لہٰذا اے اللہ کے بندو! دعا ضرور کیا کرو۔''

دعا کے آزمائش کے ساتھ تین مقام ہیں:

1. پہلا یہ کہ دعا آزمائش سے طاقتور ہو پس وہ آزمائش کو ٹال دے۔
2. دوسرا یہ کہ دعا آزمائش سے کمزور ہو پس آزمائش دعا پر زور پکڑ کر بندے پر نازل ہو جائے لیکن دعا کمزور ہونے کے باوجود آزمائش کو ہلکا کر دیتی ہے۔
3. تیسرا یہ کہ دعا و آزمائش ایک دوسرے کا مقابلہ کریں اور ہر ایک اپنے صاحب کو بچائے۔[3]

پس اے مومن! دعا کے ساتھ آزمائش کا مقابلہ کر اور دعا کرنے میں اللہ پر اصرار کر، اور ہر اس چیز سے دور رہ جو تیرے اور دعا کی قبولیت کے درمیان رکاوٹ بنے مثلاً دعا میں جلدی مچانا، دعا کرنے سے رک جانا، دعا میں زیادتی

---

[1] الداء والدواء [ص: 20]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [3557]

[3] الداء والدواء [ص: 21,20]

اور مبالغے سے کام لینا اور بوقتِ دعا غفلت کا شکار ہونا وغیرہ۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا:

''جب دعا میں مندرجہ ذیل چیزیں جمع ہو جائیں: حضورِ قلب پہنچی اپنے مطلوب پر کلی طور پر جمعیتِ خاطر۔ دعا قبولیتِ دعا کے اوقات میں سے کسی وقت میں ہو، اس میں دل کا خشوع، اللہ کے سامنے انکساری، عاجزی، گریہ وزاری اور رقتِ قلت بھی شامل ہو اور دعا کرنے والا قبلہ رو ہو، وہ باوضو ہو، اس نے اللہ کی طرف اپنے ہاتھ اٹھائے ہوئے ہوں، دعا کی ابتداء اللہ کی حمد و ثناء سے کرے، پھر اللہ کے بندے اور رسول محمد ﷺ پر درود پڑھے، پھر اللہ سے اپنی حاجت طلب کرنے سے پہلے توبہ و استغفار کرے، پھر اللہ کے حضور پیش ہو کر جو مانگنا ہو اصرار اور چاپلوسی سے مانگے اور رغبت اور ڈر کے ساتھ اس سے دعا کرے، اللہ کے اسماء و صفات اور توحید کو اس کی طرف وسیلہ بنائے اور اپنی دعا سے پہلے صدقہ کرے، تو ایسی دعا کبھی رد نہیں ہو سکتی، خاص طور پر جب دعا میں ان دعاؤں کو اختیار کیا جائے جن کے متعلق نبی ﷺ نے بتایا ہے کہ وہ قبولیت کے قریب ہیں یا دعاؤں میں اللہ کے اسم اعظم کا سہارا لیا جائے اور اس کو دعا میں شامل کیا جائے۔''[1]

ذیل میں کچھ ان لوگوں کی مثالیں ہیں جو مشکلات میں گھر گئے پھر ان کی دعا اور اللہ کی پناہ اور سہارا لینے کی وجہ سے ان کی مشکلات دور ہو گئیں۔

☆ یہ نوح علیہ السلام ہیں جو اپنے معاملے کی اللہ کو شکایت کرتے ہیں اور اپنے مولیٰ کا

---

[1] الداء والدواء [ص: 24,23] قدرے تبدیلی کے ساتھ

سہارا لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوْحٌ فَلَنِعْمَ الْمُجِيْبُوْنَ ۝ وَنَجَّيْنٰهُ وَاَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴾ [الصافات: 76,75]

''اور بلاشبہ یقیناً نوح نے ہمیں پکارا تو یقیناً ہم اچھے قبول کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بہت بڑی مصیبت سے نجات دی۔''

پکار اور سرگوشی نوح علیہ السلام کی طرف سے ہوئی اور اس کی قبولیت رحمٰن رحیم اللہ کی طرف سے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ نُوْحًا اِذْ نَادٰى مِنْ قَبْلُ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَنَجَّيْنٰهُ وَ اَهْلَهٗ مِنَ الْكَرْبِ الْعَظِيْمِ ﴾ [الأنبياء: 76]

''اور نوح کو بھی جب اس نے اس سے پہلے پکارا تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی، پھر اسے اور اس کے گھر والوں کو بہت بڑی گھبراہٹ سے بچا لیا۔''

نیز فرمایا:

﴿ فَدَعَا رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۝ فَفَتَحْنَآ اَبْوَابَ السَّمَآءِ بِمَآءٍ مُّنْهَمِرٍ ﴾ [القمر: 11,10]

''تو اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک میں مغلوب ہوں، سو تو بدلہ لے۔ تو ہم نے آسمان کے دروازے کھول دیے، ایسے پانی کے ساتھ جو زور سے برسنے والا تھا۔''

☆ یہ رہے ایوب علیہ السلام، اللہ تعالیٰ نے ان کو طویل عرصہ بیماری میں مبتلا کیا لیکن وہ مایوس نہیں ہوئے بلکہ اس پر صبر کیا اور اپنے اللہ سے اجر و ثواب

کے امیدوار رہے۔

انھوں نے اپنے رب تعالیٰ کی طرف شکوہ کرتے ہوئے توجہ کی تاکہ اللہ تعالیٰ ان کی تکلیف اور آزمائش کو ٹال دے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اَيُّوْبَ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗٓ اَنِّيْ مَسَّنِيَ الضُّرُّ وَ اَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ﴾ [الأنبياء: 83]

''اور ایوب، جب اس نے اپنے رب کو پکارا کہ بے شک میں، مجھے تکلیف پہنچی ہے اور تو رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم والا ہے۔''

پس نتیجہ کیا نکلا؟ یہی کہ حق تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ فَكَشَفْنَا مَا بِهٖ مِنْ ضُرٍّ وَّ اٰتَيْنٰهُ اَهْلَهٗ وَ مِثْلَهُمْ مَّعَهُمْ رَحْمَةً مِّنْ عِنْدِنَا وَ ذِكْرٰى لِلْعٰبِدِيْنَ﴾

[الأنبياء: 84]

''تو ہم نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اسے جو بھی تکلیف تھی دور کر دی اور اسے اس کے گھر والے اور ان کے ساتھ ان کی مثل (اور) عطا کر دیے، اپنے پاس سے رحمت کے لیے اور ان لوگوں کی یاد دہانی کے لیے جو عبادت کرنے والے ہیں۔''

☆ یہ یونس علیہ السلام ہیں جنھوں نے اپنی شکایت اللہ کے سامنے پیش کی، پس انھوں نے صرف اللہ کو پکارا اور اس سے سرگوشی کی۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَذَا النُّوْنِ اِذْ ذَّهَبَ مُغَاضِبًا فَظَنَّ اَنْ لَّنْ نَّقْدِرَ عَلَيْهِ فَنَادٰى فِي الظُّلُمٰتِ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ﴾ [الأنبياء: 87]

''اور مچھلی والے کو، جب وہ غصے سے بھرا ہوا چلا گیا، پس اس نے

سمجھا کہ ہم اس پر گرفت تنگ نہ کریں گے تو اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، یقیناً میں ظلم کرنے والوں سے ہو گیا ہوں۔"

پھر نتیجتاً اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ نَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ وَ كَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ [الأنبياء: 88]

"تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور اسی طرح ہم ایمان والوں کو نجات دیتے ہیں۔"

☆ زکریا علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ زَكَرِيَّاۤ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ ۞ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَ وَهَبْنَا لَهٗ يَحْيٰى وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ﴾ [الأنبياء: 90,89]

"اور زکریا کو جب اس نے اپنے رب کو پکارا، اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔ تو ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے یحییٰ عطا کیا اور اس کی بیوی کو اس کے لیے درست کر دیا۔"

☆ ادھر یعقوب علیہ السلام کے بارے میں فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ قَالَ اِنَّمَاۤ اَشْكُوْا بَثِّيْ وَ حُزْنِيْۤ اِلَى اللّٰهِ وَ اَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ [يوسف: 86]

"اس نے کہا میں تو اپنی ظاہر ہو جانے والی بے قراری اور اپنے غم کی

شکایت صرف اللہ کی جناب میں کرتا ہوں اور میں اللہ کی طرف سے جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔‘‘

پس اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا اور شکایت قبول کی اور یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائی کو واپس لوٹا دیا۔

☆ یوسف علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے عورتوں کے مکر و فریب کی آزمائش میں مبتلا کیا تو انھوں نے اللہ کی پناہ کا سہارا لیا اور اس سے شکایت کرتے ہوئے دعا کی۔ فرمایا:

﴿ وَ اِلَّا تَصْرِفْ عَنِّيْ كَيْدَهُنَّ اَصْبُ اِلَيْهِنَّ وَ اَكُنْ مِّنَ الْجٰهِلِيْنَ ۝ فَاسْتَجَابَ لَهٗ رَبُّهٗ فَصَرَفَ عَنْهُ كَيْدَهُنَّ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴾ [يوسف: 34,33]

’’اور اگر تو مجھ سے ان کے فریب کو نہ ہٹائے گا تو میں ان کی طرف مائل ہو جاؤں گا اور جاہلوں سے ہو جاؤں گا۔ تو اس کے رب نے اس کی دعا قبول کر لی، پس اس سے ان (عورتوں) کا فریب ہٹا دیا، بے شک وہی سب کچھ سننے والا، سب کچھ جاننے والا ہے۔‘‘

☆ اللہ نے ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق خبر دیتے ہوئے فرمایا:

﴿ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴾ [الأنفال: 9]

’’جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے تو اس نے تمھاری دعا قبول کر لی کہ بے شک میں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ تمھاری مدد کرنے والا ہوں جو ایک دوسرے کے پیچھے آنے والے ہیں۔‘‘

☆ اور جب خندق والے دن مشرکین مکہ اور یہودی جمع ہو کر مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کے خلاف بددعا کرتے ہوئے کہا:

«اَللّٰهُمَّ مُنْزِلَ الْكِتَابِ، سَرِيْعَ الْحِسَابِ اِهْزِمِ الْأَحْزَابَ، اَللّٰهُمَّ اهْزِمْهُمْ وَزَلْزِلْهُمْ»[1]

"اے کتاب کے نازل کرنے والے اور جلد حساب لینے والے اللہ! ان لشکروں کو شکست دے۔ اے اللہ! ان کو شکست دے اور ان کے قدم اکھاڑ دے۔"

پس اللہ تعالیٰ نے ان کو شکست دے دی اور ان پر تیز ہوا مسلط کر دی جس نے ان کو ذلیل رسوا کر کے پلٹا دیا۔

☆ اس مشکل کو دیکھو جس میں مندرجہ ذیل افراد مبتلا ہوئے لیکن ان کے دعا کرنے اور اللہ کی پناہ کا سہارا لینے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کی مشکل دور کر دی ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

"تم سے پہلے دور کی بات ہے کہ تین آدمی سفر پر روانہ ہوئے، اچانک چلتے چلتے ان کو بارش نے آلیا جس کی وجہ سے وہ ایک غار میں پناہ لینے پر مجبور ہوئے، وہ غار میں داخل ہوئے تو (ایک بھاری پتھر کے ذریعہ) غار کا منہ بند ہو گیا۔ وہ ایک دوسرے کو کہنے لگے: اللہ کی قسم تمھیں اس مصیبت سے تمھارا وہ عمل ہی نجات دلا سکتا ہے جو تم نے صدق دل سے کیا ہو، لہٰذا تم میں سے ہر شخص اپنے اس عمل کو سامنے رکھ کر دعا کرے جو اس نے صدق دل سے کیا ہو۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا: اے اللہ! بلاشبہ تو جانتا ہے کہ میرے پاس

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [4115]

ایک مزدور تھا جس نے میرے ہاں کام کیا (کسی وجہ سے ناراض ہو کر) وہ اپنی مزدوری چھوڑ کر چلا گیا اور میں نے وہ اجرت کے پیسے کاشت کر دیے جس کی آمدنی سے میں نے ایک گائے خرید لی اور پھر وہ ایک دفعہ مجھ سے اپنی مزدوری مانگنے کے لیے آیا تو میں نے کہا: اس گائے کی طرف جاؤ اور اسے کھول کر لے جاؤ، اس نے مجھے کہا: تمھارے پاس میرے صرف چاول ہیں، پھر میں نے کہا: اس گائے کو پکڑ کر لے جاؤ یہ میں نے اسی سے کمائی ہے لہٰذا وہ گائے لے کر چلتا بنا، پس اے اللہ! اگر میں نے تیرے ڈر سے یہ کام کیا تھا تو تو ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے۔ چنانچہ پتھر تھوڑا سا سرک گیا۔ پھر دوسرے نے کہا: اے اللہ! بے شک تو جانتا ہی ہے کہ میرے والدین انتہائی بوڑھے تھے، پس میں ہر رات ان کو اپنی بکری کا دودھ دھو کر پلاتا تھا، ایک رات مجھے ان کو دودھ پیش کرنے میں دیر ہوگئی، جب میں ان کے پاس دودھ لے کر آیا تو وہ سو چکے تھے جبکہ میرے اہل وعیال بھوک سے بلکتے رہے لیکن میں ان کو دودھ نہیں پلاتا تھا جب تک کہ میرے والدین نہ پی لیتے اور میں نے ان کو بیدار کرنا بھی پسند نہ کیا اور میں نے یہ بھی پسند نہ کیا کہ ان کو اس طرح چھوڑ دوں کہ کہیں وہ دودھ نہ پینے کی وجہ سے کمزور نہ ہوجائیں، لہٰذا میں طلوع فجر تک ان کے بیدار ہونے کا انتظار کرتا رہا، پس اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر سے کیا تھا تو تو ہم سے اس پتھر کو دور کر دے، لہٰذا وہ پتھر ان سے اتنا دور ہوگیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا، پھر تیسرے نے کہا: اے اللہ!

تو تو جانتا ہی ہے میری ایک چچا کی بیٹی تھی جو مجھے تمام لوگوں سے بڑھ کر پیاری لگتی تھی، میں نے اس کو پھسلا کر برائی پر آمادہ کرنے کی کوشش کی مگر اس نے انکار کیا، الا یہ کہ میں اس کو ایک سو دینار عطا کروں، پس میں نے وہ مطلوبہ دینار جمع کیے اور اس کے پاس لے کر آ گیا اور اس کو پیش کر دیے، پس اس نے مجھے اپنے جسم پر قدرت دے دی، جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھا تو اس نے کہا: اللہ سے ڈر اور ناحق مہر کو مت توڑ، پس میں کھڑا ہوا اور سو دینار چھوڑ دیا (اور اس کو بھی زنا کیے بغیر چھوڑ دیا) پس اے اللہ! اگر تو جانتا ہے کہ میں نے یہ کام تیرے ڈر سے کیا تھا تو ہم سے اس پتھر کو دور کر دے، چنانچہ اللہ نے ان سے وہ پتھر ہٹا دیا اور وہ غار سے باہر نکل آئے۔"[1]

اے حاجتمندو! اے بیمارو! اے مقروضو! اے پریشان اور مظلوم! اے تنگ دست اور غمگین! اور اے فقیر اور محروم!

اے ازدواجی زندگی میں سعادت و راحت کے متلاشی! اے بے اولادی کی شکایت کرنے اور اولاد ڈھونڈنے والے! اے پڑھائی اور ڈیوٹی میں توفیق طلب کرنے والے! اے مسلمانوں کے معاملے کی فکر کرنے والے! اے ہر قسم کے ضرورت مند! اے وہ شخص جس پر زمین کشادہ ہونے کے باوجود تنگ ہوگئی! ہم اپنے معاملے کی شکایت اللہ کی جناب میں پیش کیوں نہیں کرتے جبکہ وہ کہتا ہے:

﴿ ادْعُونِي أَسْتَجِبْ لَكُمْ ﴾ [المؤمن: 60]

"مجھے پکارو، میں تمھاری دعا قبول کروں گا۔"

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [3465]

ہم اپنے امر کی شکایت اللہ کے حضور کیوں پیش نہیں کرتے حالانکہ اس کا کہنا ہے:

﴿ وَإِذَا سَأَلَكَ عِبَادِي عَنِّي فَإِنِّي قَرِيبٌ أُجِيبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ إِذَا دَعَانِ ﴾ [البقرة: 186]

''اور جب میرے بندے تجھ سے میرے بارے میں سوال کریں تو بے شک میں قریب ہوں، میں پکارنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔''

نیز اس کا کہنا ہے:

﴿ قُلْ مَا يَعْبَؤُا بِكُمْ رَبِّي لَوْلَا دُعَاؤُكُمْ ﴾ [الفرقان: 77]

''کہہ میرا رب تمھاری پروا نہ کرتا اگر تمھارا پکارنا نہ ہو۔''

اے وہ شخص کہ جب تم پر آزمائش آئی تو تمھارے پیارے بھول گئے اور تمھارے ساتھی اور ہمراہی تمھیں چھوڑ گئے۔ اے وہ شخص! جس پر کوئی آفت نازل ہوئی ہے یا تم پر سخت مصیبت اتری ہے اور اے وہ شخص! کہ تم مصیبت اور آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو!

اپنے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھاؤ، کثرت سے آنسو بہاؤ اور گریہ وزاری کرو اور دعا میں اللہ سے اصرار کرو:

''پس بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ بڑا حیا کرنے والا سخی ہے جب بندہ اس کے حضور ہاتھ اٹھاتا ہے تو انھیں خالی اور نامراد لوٹاتے ہوئے اسے شرم آتی ہے۔''[1]

جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3565]

«ما من أحد يدعو بدعاء إلا آتاه الله ما سأل، أو كف عنه من السوء مثله، ما لم يدع بإثم أو قطيعة رحم»[1]

"جب کوئی شخص دعا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو وہی چیز عطا کر دیتا ہے جو اس نے مانگی ہوتی ہے یا اس دعا کے برابر اس سے کوئی مصیبت ٹال دیتا ہے بشرطیکہ وہ گناہ یا قطع رحمی کی دعا نہ مانگے۔"

کیا ایک عقلمند مومن دعا کی فضیلت اور اہمیت کو جان جانے کے بعد بھی دعا مانگنا چھوڑے گا؟ بلاشبہ دعا ایک ایسا ہتھیار اور اسلحہ ہے جس کے ساتھ آزمائش کا دفاع و مقابلہ کیا جاتا ہے اور اس کے ذریعہ برے فیصلے کو رد کیا جاتا ہے۔

اے مومن! ہوشیار باش! لازمی اور ضروری ہے کہ تکلیف اور مصیبت کے وقت اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی و انکساری کا اظہار کیا جائے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ یَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْ لَاۤ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَیَّنَ لَهُمُ الشَّیْطٰنُ مَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ﴾ [الأنعام: 43,42]

"پھر ہم نے انھیں تنگ دستی اور تکلیف کے ساتھ پکڑا، تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، جب ان پر ہمارا عذاب آیا اور لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے لیے خوشنما بنا دیا جو کچھ وہ کرتے تھے۔"

پس اس آیت میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اپنے بندوں کو ابھارا ہے اور ترغیب دلائی ہے کہ جب ان پر بیماریوں، زخموں، جنگ، دشمنوں کے تسلط کی

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3390]

شکل میں یا ان کے علاوہ دیگر مصائب ٹوٹ پڑیں تو وہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کی طرف عاجزی و انکساری کریں اور اسی کی طرف اپنی محتاجگی کو ظاہر کرتے ہوئے مدد کے طلبگار بنیں۔ اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس فرمان کا یہی مطلب ہے:

﴿فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا﴾ [الأنعام: 43]

''پھر انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، جب ان پر ہمارا عذاب آیا۔''

مطلب یہ کہ جب ان کے پاس ہمارا عذاب آیا تو انھوں نے کیوں عاجزی نہ کی، اللہ سے دعا نہ کی اور اس کی پناہ کا سہارا نہ لیا۔

پھر اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے اس بات کی صراحت کی کہ بلاشبہ ان کے دلوں کی سختی اور شیطان کے ان کے برے اعمال کو ان کے لیے مزین کرنے نے ان کو اللہ تعالیٰ کے سامنے عاجزی کرنے، دعا کرنے اور اس کی پناہ کا سہارا لینے سے روک دیا۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَ لٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ﴾ [الأنعام: 43]

''اور لیکن ان کے دل سخت ہوگئے اور شیطان نے ان کے لیے خوشنما بنا دیا جو کچھ وہ کرتے تھے۔''[1]

يَا خَالِقَ الْأَكْوَانِ أَنْتَ الْمُرْتَجٰى

وَإِلَيْكَ وَحْدَكَ تَرْتَقِي صَلَوَاتِي

''اے خالق کائنات! تجھ سے امید کی جاتی ہے اور صرف تجھ اکیلے کی طرف میری نمازیں اور دعائیں چڑھتی ہیں۔''

---

[1] دیکھیے: فتاوی ابن باز رحمہ اللہ [129/2]

يَا خَالِقِي مَا ذَا اَقُوْلُ وَأَنْتَ
تَعْلَمُنِي وَتَعْلَمُ حَاجَتِي وَشَكَاتِي

''اے میرے خالق! میں کیا عرض کروں جبکہ تو مجھے جانتا ہی ہے بلکہ تو تو میری حاجات اور شکایت سے آگاہ ہی ہے۔''

يَا خَالِقِي مَا ذَا اَقُوْلُ وَأَنْتَ
مُطَّلِعٌ عَلٰى شَكْوَايَ وَالأَنَاتِ

''اے میرے خالق! میں کیا بتاؤں جبکہ تو میرے دکھ درد سے خوب آگاہ ہے۔''

جب تم پر مصیبت نازل ہو اور آفت ٹوٹ پڑے تو کہو: یا اللہ!
جب آرزوؤں کی انتہاء ہو جائے اور راہیں مسدود ہو جائیں تو کہو: یا اللہ!
جب تم پر زمین باوجود کشادہ و فراخ ہونے کے تنگ ہو جائے اور مصائب و آفات کی وجہ سے تمھارا اپنا نفس تم پر تنگ پڑ جائے تو پکار اٹھو: یا اللہ!

أَنْتَ الْمُلَاذُ إِذَا مَا أَزِمَّةٌ شَمِلَتْ
وَأَنْتَ مَلْجَاءُ مَنْ ضَاقَتْ بِهِ الْحِيَلُ

''جب قحط سالی کا دور دورہ ہو تو پھر تو ہی ٹھکانہ ہوتا ہے اور جب حیلے وسیلے ختم ہو جائیں تو تو ہی پناہ گاہ ہوتا ہے۔''

أَنْتَ الْمُنَادِيْ بِهِ فِيْ كُلِّ حَادِثَةٍ
أَنْتَ الْإِلٰهُ وَأَنْتَ الذُّخْرُ وَالْأَمَلُ

''ہر حادثے میں تجھے ہی پکارا جاتا ہے تو ہی معبود ہے اور تیرے پاس ہی ہر چیز کا ذخیرہ ہے اور تجھ سے ہی امید باندھی جاتی ہے۔''

وَأَنْتَ الرَّجَاءُ لِمَنْ سُدَّتْ مَذَاهِبُهُ

أَنْتَ الدَّلِيلُ لِمَنْ ضَلَّتْ بِهِ السُّبُلُ

''جس کے لیے تمام راستے بند ہوجائیں تو ہی اس کے لیے امید کی کرن ہے اور جو راستے گم کر بیٹھے تو ہی اس کی راہ نمائی کرنے والا ہے۔''

إِنَّا قَصَدْنَاكَ وَالْأَمَالُ وَاقِعَةٌ
عَلَيْكَ وَالْكُلُّ مَلْهُوفٌ وَمُبْتَهِلُ

''ہم نے تیرا ہی قصد کیا ہے اور تجھ سے امیدیں وابستہ کی ہیں اور باقی سب غمگین اور پریشان ہیں اور تجھ سے ہی دعائیں مانگنے والے ہیں۔''

جب غم اتر پڑے اور خیمہ زن ہوجائے، پریشانیاں بڑی ہوجائیں، راستے تنگ پڑجائیں اور حیلے کارگر نہ ہوں تو پکارنے والا پکار اٹھے: یا اللہ ... یا اللہ، پس غم چھٹ جائے گا، تکلیف دور کردی جائے گی اور مشکل آسان کردی جائے گی۔

جب زمین قحط زدہ ہوجائے، کھیتی تباہ ہوجائے، جانوروں کے تھن خشک ہوجائیں، پھول مرجھا جائیں، درخت سوکھ جائیں، پانی زمین میں گہرا ہوکر دھنس جائے، غذا کی قلت ہوجائے اور آزمائش سخت ہوجائے تو مسلمان پکار اٹھیں: یااللہ! اور وہ مدد طلب کرتے ہوئے فریاد کریں: یا اللہ! تب موسلا دھار بارش نازل ہوگی، پیاس دور ہوجائے گی اور زمین سیراب ہوجائے گی۔

جب بیمار کی بیماری شدت پکڑ جائے، اس کا جسم لاغر اور کمزور ہوجائے، اس کا رنگ پھیکا پڑ جائے، اس کا حیلہ وسیلہ کم اور کمزور ہوجائے، طبیب اور ڈاکٹر اس کی بیماری کے علاج سے عاجز آجائے، علاج مشکل ہوجائے، نفس بے صبرا ہوجائے، ہاتھ لرزنے لگے، دل دھڑکنے لگے اور مریض بے بس ہوجائے تو وہ اللہ بزرگ و برتر کی طرف متوجہ ہوکر پکار اٹھے: یا اللہ... یا اللہ، پس بیماری دور ہوجائے گی، شفا مل جائے گی اور دعا سنی جائے گی۔

جب کشتی ساحل سے دور گھرے اور تلاطم خیز سمندر میں چلی جائے، سمندری طوفان کھڑا ہو جائے، ہوائیں ایک دوسری سے آگے بڑھنے لگیں، جب فضا میں بادل گتھم گتھا ہو جائیں، آسمان کا چہرہ تیوڑی چڑھا لے، بجلی چمکنے لگے، بادل گرجنے لگیں، اندھیرے چھا جائیں، سمندری موجیں کشتی سے اٹکیلیاں کرنے لگیں، دل حلقوں کو پہنچ جائیں، کشتی غرق ہونے کے قریب پہنچ جائے اور موت کشتی کے سواروں کو لقمہ بنانے کے لیے انتظار کرنے لگے تو دل متوجہ ہو جائیں اور آوازیں بلند ہو کر پکار اٹھیں: یا اللہ ... یا اللہ۔ تو اس کی مہربانی اتر پڑے گی اور گھٹا ٹوپ اندھیروں میں اس کا نور جگمگانے لگے گا، پس ہلاکت کے اسباب زائل ہو جائیں گے۔

جب ہوائی جہاز دور افق میں کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر آسمان اور زمین کے درمیان معلق ہو کر رہ جائے، پس اس میں کوئی سخت خرابی اور خلل پیدا ہو جائے اور اس کے گرنے کے آثار ظاہر ہو جائیں، جہاز کا کپتان گھبرا جائے اور اس کو اس مشکل سے نکلنے کی کوئی راہ نہ مل رہی ہو، شور وغل مچ جائے، مرد رونے لگیں، عورتیں چیخنے لگیں، بچے گھبرا جائیں، سب پر رعب طاری ہو جائے گھبراہٹ چھا جائے، سب حواس باختہ ہو جائیں تو وہ باصرار ندائیں کریں اور کثرت سے دعائیں مانگیں: یا اللہ... یا اللہ۔ اس کی مہربانی کا نزول ہوگا، اس کی رحمت اترنے لگے گی، اللہ عظیم کا عظیم احسان ہوگا، دل مطمئن ہو جائیں گے، جانوں کو سکون وقرار مل جائے گا اور جہاز صحیح سلامت لینڈ کر جائے گا۔

جب بچہ اپنی ماں کے پیٹ میں پھنس کے رہ جائے، اس کی ولادت دشوار ہو جائے، اس کی پیدائش مشکل ہو جائے، بچے کی ماں ہلاکت کے قریب چلی جائے اور اس کی موت کا یقین ہو جائے، تو وہ غموں اور تکلیفوں کو دور کرنے

والے اور حاجتیں پوری کرنے والے کا سہارا لے اور اس کی پناہ مانگ کر پکار اٹھے: یااللہ... یااللہ۔ پس اس کا رونا دھونا اور کراہنا ختم ہوجائے گا اور اس کے بچے کی آسانی سے ولادت ہوجائے گی۔

پس وہی سختی میں پناہ گاہ ہے، وحشت میں اس سے مانوس ہوا جاتا ہے اور قلت میں معاون و مددگار ہوتا ہے، اسی کی طرف رجوع کرتا ہے وہ مریض جس کی بیماری پر ڈاکٹر کنٹرول نہ کر پا رہے ہوں اور شفا سے ناامید ہوکر اس کو جواب دے دیں۔

غم اور مصیبت میں مبتلا شخص اس کی طرف متوجہ ہوکر اس سے صبر و رضا، ہر ضائع ہونے والی چیز کے نعم البدل اور ہر گمشدہ چیز کے عوض کا سوال کرتا ہے۔

مظلوم ایک قریب دن کی آرزو کرتے ہوئے اسی کی طرف رجوع کرتا ہے، جس دن وہ اپنے اوپر ظلم کرنے والے سے بدلا لے، پس مظلوم کی دعا اور اللہ تعالیٰ کے درمیان پردہ حائل نہیں ہے۔

اولاد سے محروم شخص بھی سوال کرتے ہوئے اسی کی طرف رجوع کرتا ہے تاکہ وہ اس کو پاکیزہ اولاد سے نوازے۔

ہر مصیبت زدہ زخمی دل، کشادگی کا جلدی سوال کرتے ہوئے اسی کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔

پس وہ سبحانہ وتعالیٰ ڈر سے بھاگنے والوں کی پناہ گاہ ہے، خوف زدہ لوگوں کا ملجأ و ماویٰ، کمزوروں کا معاون و مددگار اور دل شکستہ لوگوں کے دل جوڑنے والا ہے۔

پس اے اللہ! دل کی جلن وسوزش کی جگہ سکون، غم کے بدلے خوشی اور خوف کے وقت امن عطا فرما۔

اے اللہ! دل کی سوزش کو یقین کی برف سے ٹھنڈا کر دے اور مصیبت کی آگ کو ایمان کے پانی سے بجھا دے۔

اے رب! بے خوابی کی شکار آنکھوں پر اپنی طرف سے امن والی اونگھ ڈال اور بے چین و بے قرار نفسوں پر سکون نازل کر اور ان کو فوری فتح عطا فرما۔

اے اللہ! فجر صادق کے نور کے ساتھ وسوسوں کو دور کر دے اور پوشیدہ باطل کو حق کے ایک حملے سے نیست و نابود کر دے، شیطان اور اس کے معاونین کی تدبیر کو اپنی مدد کے لشکروں کی مدد سے رد کر دے۔

اے اللہ! ہم سے غم دور کر دے، ہماری تکلیف کو زائل کر دے اور ہمارے نفسوں سے قلق اور بے چینی کو دور کر دے۔ [1]

[1] الله أهل الثناء و المجد، ناصر الزهراني [ص: 29 تا 31] لا تحزن [ص: 14,13]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
34
طریقہ
تم دل میں اللہ کا خوف رکھو
نہ کہ کمزور مخلوقات کا ڈر!
www.KitaboSunnat.com

34

مخلوقات کمزور اور مسکین ہیں، وہ نفع ونقصان کی مالک نہیں ہیں، نہ کسی موت کے مالک ہیں اور نہ زندگی کے اور نہ اٹھائے جانے کے اور نہ اجر وثواب دینے اور نہ ہی سزا و عذاب دینے کے وہ مالک ہیں۔

مَنْ رَاقَبَ النَّاسَ مَاتَ هَمًّا
وَفَازَ بِاللَّذَّةِ الْجَسُوْرُ

"جس نے دل میں لوگوں کا خوف رکھا وہ غم سے مرگیا اور بہادر شخص لذت کے ساتھ کامیاب ہوگیا۔"

ایک اور شاعر نے کہا ہے:

مَنْ رَاقَبَ النَّاسَ لَمْ يَظْفَرْ بِحَاجَتِهِ
وَفَازَ بِالطَّيِّبَاتِ الْفَاتِكُ اللَّهِجُ

"جس نے لوگوں کا خوف دل میں رکھا وہ اپنے کام میں کامیاب نہ ہوا اور شوق و جرأت کے ساتھ کام کرنے والا طیبات کے ساتھ کامیاب ہوگیا۔"

دل میں لوگوں کا خوف رکھنا ان کی پرواہ کرنے، ان کی خوشنودی چاہنے اور ان کی ناراضگی سے ڈرنے کی دلیل ہے۔

ایک حدیث میں ہے جو ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« إن من ضعف اليقين أن ترضي الناس بسخط الله وأن تذمهم على ما لم يؤتك الله إن رزق الله لا يجره حرص

حريص، ولا يرده كره كاره»[1]

''بلاشبہ یہ ایمان و یقین کی کمزوری کی دلیل و علامت ہے کہ تم اللہ کو ناراض کر کے لوگوں کو راضی کرو اور اللہ کے دیے ہوئے رزق پر لوگوں کی تعریف کرو اور جو چیز اللہ نے تمھیں نہیں دی تم ان کی مذمت کرو۔ بلاشبہ اللہ کے رزق کو کسی حریص کی حرص جاری نہیں کر سکتی اور نہ کسی ناپسند کرنے والے کی ناپسندیدگی اس کو روک سکتی ہے۔''

عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«من التمس رضا الله بسخط الناس رضي الله عنه وأرضى عنه الناس، ومن التمس رضا الناس بسخط الله سخط الله عليه وأسخط عليه الناس»[2]

''جس شخص نے لوگوں کی ناراضگی کے بدلے اللہ کی خوشنودی تلاش کی تو اللہ تعالیٰ اس سے خوش ہو جائے گا اور لوگوں کو بھی اس کی طرف سے خوش کر دے گا اور جس شخص نے اللہ کی ناراضگی کے عوض لوگوں کی رضا طلب کی تو اللہ اس پر ناراض ہوگا اور لوگوں کو بھی اس پر ناراض کر دے گا۔''

اس بات کو خوب سمجھ لیجیے کہ بلاشبہ یہ اللہ تعالیٰ کی نہ بدلنے والی سنت جاریہ ہے۔ جس نے مخلوق کی رضا کو اللہ کی رضا و خوشنودی پر ترجیح دی تو اللہ تعالیٰ اس پر اس شخص کو ناراض کر دیتا ہے جس کی رضا کو اس نے اللہ کی رضا پر ترجیح دی ہوتی ہے اور وہ اس کو اس کی طرف سے بے یار و مددگار کر دیتا ہے اور

---

[1] بيهقي، شعب الإيمان، رقم الحديث [203]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2419]

اس کی کوشش و کاوش کو اس کے خلاف پلٹ دیتا ہے، پس اس کی تعریف کرنے والے کو اس کی مذمت کرنے والا بنا دیتا ہے، اور جس کی رضا کو اس نے ترجیح دی ہوتی ہے اس کو اس پر ناراض کر دیتا ہے تو نہ اس کو مخلوق کی طرف سے اپنا مقصود حاصل ہوتا ہے اور نہ اپنے رب کی رضا کو ہی یہ حاصل کر پاتا ہے۔[1]

پس ظاہر اور پوشیدہ ہر حال میں اللہ اکیلے کا ڈر اپنے دل میں رکھو تو وہ تمھارے دل کو غنی و بے پرواہ کر دے گا اور تمھیں تمھارے غم میں کفایت کرے گا، تم اپنے اور اللہ کے درمیان معاملہ درست کر لو تو اللہ تمھارے اور لوگوں کے درمیان تمھارا معاملہ درست کر دے گا، یہ مت سمجھو کہ لوگ تمھارے ساتھ مشغول ہیں اور تمھاری طرف متوجہ ہیں، بلکہ ان میں سے ہر ایک کی اپنی فکر اور مصروفیت ہے ؎

فَلَيْتَكَ تَحْلُوْ وَالْحَيَاةُ مَرِيْرَةٌ
وَلَيْتَكَ تَرْضٰى وَالْأَنَامُ غِضَابٌ

”پس کاش تو میٹھا ہو اور زندگی کڑوی ہو اور کاش تو راضی ہو اور لوگ ناراض اور غضبناک ہوں۔“

وَلَيْسَتِ الَّذِيْ بَيْنِيْ وَبَيْنَكَ عَامِرٌ
وَبَيْنِيْ وَبَيْنَ الْعَالَمِيْنَ خَرَابٌ

”کاش جو میرے اور تیرے درمیان ہے آباد ہو اور جو میرے اور جہان والوں کے درمیان ہے ویران ہو۔“

إِذَا صَحَّ مِنْكَ الْوُدُّ فَالْكُلُّ هَيِّنٌ
وَكُلُّ الَّذِيْ فَوْقَ التُّرَابِ تُرَابٌ

”جب تمھاری طرف سے محبت صحیح ہوگی تو سب کچھ آسان ہے اور ہر وہ چیز جو مٹی کے اوپر ہے وہ مٹی ہونے والی ہے۔“

[1] المدارج [286/2]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
35
طریقہ
تم خوشحالی میں اللہ سے
جان پہنچان رکھو تا کہ وہ سختی
میں تمہاری حفاظت کرے

35

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

《تعرف على الله في الرخاء يعرفك في الشدة》[1]

”تم خوشحالی میں اللہ سے جان پہچان پیدا کرو اللہ تعالیٰ سختی کے وقت تم سے جان پہچان رکھتے ہوئے تمھاری حفاظت کرے گا۔“

امام ابن رجب رحمہ اللہ نے فرمایا:

”یعنی جب بندہ اللہ سے ڈرتا ہے، اس کی حدوں کی حفاظت کرتا اور اپنی خوشحالی میں اس کے حقوق ادا کرتا ہے تو یقیناً اس کی اللہ سے واقفیت ہوجاتی ہے اور اس کے اور اس کے رب تعالیٰ کے درمیان ایک خاص معرفت پیدا ہوجاتی ہے، پس اس کا رب سختی میں اس کو یاد رکھتا ہے اور بندے کے خوشحالی میں اس کو یاد رکھنے کی قدر کرتا ہے، اور اللہ اس کی یادگیری کی وجہ سے اس کو سختیوں سے نجات دے دیتا ہے۔ یہ ایک خاص قسم کی معرفت ہے جس کا تقاضا یہ ہے کہ بندہ اپنے رب تعالیٰ کا قرب اور محبت حاصل کر لیتا ہے جس کے نتیجہ میں اللہ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔“

پس بندے کی اپنے رب تعالیٰ کی معرفت کی دو قسمیں ہیں:

”ان میں سے ایک ہے معرفت عامہ: اس معرفت سے مراد بندے کا اللہ پر ایمان کا اقرار کرتے ہوئے (اپنے اعمال سے) تصدیق کرنا، اور یہ معرفت مومنوں کے لیے عام ہے۔

---

[1] مسند أحمد [308/1]

"دوسری ہے: معرفت خاصہ: یہ معرفت تقاضا کرتی ہے کہ بندے کا دل کلی طور پر اللہ کی طرف مائل ہو کر اس کا ہو کر رہے، اسی سے انس پکڑے، اس کے ذکر سے مطمئن ہو، اسی سے حیا کرے اور اسی کی ہیبت اور رعب اس پر طاری ہو، یہ معرفت خاصہ جو صرف عارف باللہ لوگوں کو ہی حاصل ہو پاتی ہے، جیسے کہ ان میں سے کسی نے کہا: اہل دنیا کے مسکین دنیا سے رخصت ہو گئے اور انھوں نے دنیا کی پاکیزہ اور مزے دار چیز کو نہیں چکھا، اسے کہا گیا: وہ مزے دار چیز کونسی ہے؟ اس نے کہا: اللہ عزوجل کی معرفت!"[1]

اللہ تعالیٰ کی اپنے بندے کے متعلق معرفت کی بھی دو ہی قسمیں ہیں:

پہلی معرفت عامہ: اور وہ ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا اپنے بندوں کے متعلق علم رکھنا اور اس کا اپنے بندوں کے ان تمام اعمال و اقوال سے آگاہ ہونا جو وہ مخفی یا ظاہر کرتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنْسَانَ وَنَعْلَمُ مَا تُوَسْوِسُ بِهٖ نَفْسُهٗ ﴾
[ق: 16]

"اور بلاشبہ یقیناً ہم نے انسان کو پیدا کیا اور ہم ان چیزوں کو جانتے ہیں جن کا وسوسہ اس کا نفس ڈالتا ہے۔"

نیز فرمایا:

﴿ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ﴾ [النجم: 32]

"وہ تمھیں زیادہ جاننے والا ہے جب اس نے تمھیں زمین سے پیدا

---

[1] جامع العلوم والحکم [473,472/1]

کیا اور جب تم اپنی ماؤں کے پیٹوں میں بچے تھے۔"

دوسری معرفت خاصہ: اس معرفت کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنے بندے سے محبت کرتا ہوا اس کو اپنے قریب کر لے، اس کی دعا قبول کرے اور اس کو سختیوں سے نجات دے۔ اللہ تعالیٰ کی اس معرفت کے متعلق نبی ﷺ نے اس فرمان میں اشارہ موجود ہے جو آپ ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے بیان کرتے ہیں:

«لا يزال عبدي يتقرب إلي بالنوافل حتى أحبه، فإذا أحببته، كنت سمعه الذي يسمع به، وبصره الذي يبصر به، ويده التي يبطش بها، ورجله التي يمشي بها، فلئن سألني لأعطينه، ولئن استعاذني لأعيذنه»[1]

"میرا بندہ نفل عبادت کرتے کرتے میرے اتنا قریب ہو جاتا ہے کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں، پس جب میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا وہ کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، اور میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے، اور جب وہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں اسے ضرور دوں گا اور جب وہ مجھ سے پناہ مانگتا ہے تو میں اسے ضرور پناہ دیتا ہوں۔"

اور ایک روایت میں ہے:

«ولئن دعاني لأجيبنه»

"اور اگر وہ مجھ سے دعا کرتا ہے تو میں ضرور اس کی دعا قبول کرتا ہوں۔"

---

[1] صحيح البخاري، رقم الحديث [6502] جامع العلوم والحكم [474,473/1]

ضحاک بن قیس نے کہا: تم خوشحالی میں اللہ کو یاد کرو تو وہ تمھیں سختیوں میں یاد رکھے گا کیونکہ یونس علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے تو جب وہ مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہو گئے تو اللہ عزوجل نے فرمایا:

﴿ فَلَوْلَآ اَنَّهٗ كَانَ مِنَ الْمُسَبِّحِيْنَ ۝ لَلَبِثَ فِيْ بَطْنِهٖٓ اِلٰى يَوْمِ يُبْعَثُوْنَ﴾ [الصافات: 144,143]

''پھر اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بے شک وہ تسبیح کرنے والوں سے تھا۔ تو یقیناً اس کے پیٹ میں اس دن تک رہتا جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے۔''

فرعون سرکش بن کر اللہ کے ذکر کو بھولا رہا لیکن جب وہ غرق ہونے لگا تو اس نے کہا: ﴿آمَنْتُ﴾ ''میں ایمان لایا'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ آٰلْـٰٔنَ وَ قَدْ عَصَيْتَ قَبْلُ وَ كُنْتَ مِنَ الْمُفْسِدِيْنَ﴾

[یونس: 91]

''کیا اب؟ حالانکہ بے شک تو نے اس سے پہلے نافرمانی کی اور تو فساد کرنے والوں سے تھا۔''

سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے کہا:

جب انسان خوشحالی میں اللہ سے دعا کرنے والا ہوتا ہے جب اس پر کوئی تنگی آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہے، فرشتے کہتے ہیں: یہ تو معروف اور مانوس آواز ہے لہٰذا وہ اس کی سفارش کرتے ہیں اور جب آدمی خوشحالی میں اللہ سے دعائیں نہیں کرتا تو جب اس پر کوئی مصیبت آتی ہے اور وہ دعا کرتا ہے تو فرشتے کہتے ہیں: یہ کوئی مانوس آواز نہیں ہے تو وہ اس کی سفارش نہیں کرتے۔

ایک آدمی نے ابو درداء رضی اللہ عنہ سے کہا: مجھے کوئی نصیحت کیجیے تو انھوں نے کہا: تم

خوشحالی میں اللہ کا ذکر کرو اور اس کو یاد رکھو تو اللہ تعالیٰ تمھیں تنگی میں یاد رکھیں گے۔

نیز ابو درداء رضی اللہ عنہ سے ہی مروی ہے کہ انھوں نے کہا:

اپنی خوشحالی والے دن تم اللہ سے دعا کرو تا کہ تیری بدحالی اور تنگی والے دن اللہ تعالیٰ تیری دعا قبول کرے۔ (1)

وَإِذَا افْتَقَرْتَ إِلَى الذَّخَائِرِ
لَمْ تَجِدْ ذُخْرًا يَكُوْنُ كَصَالِحِ الْأَعْمَالِ

''اور جب تمھیں ذخیروں کی ضرورت ہو تو یاد رکھو کہ تم صالح اعمال جیسا ذخیرہ نہیں پاؤ گے۔''

(1) جامع العلوم والحکم [476,475/1]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
36
طریقہ
تم انبیاء ورسل کے واقعات
اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ان
کے بعد کے علماء واولیاء کی
سیرت کا مطالعہ کیا کرو

36

اس میں کوئی شک نہیں کہ تاریخ، واقعات اور سیرت کے مطالعہ میں بہت سے فوائد اور عبرتیں ہیں جو آزمائش میں مبتلا مومن کی ثابت قدمی اور تسلی کا باعث بنتی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ كُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ أَنۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ﴾ [هود: 120]

''اور ہم رسولوں کی خبروں میں سے ہر وہ چیز تجھ سے بیان کرتے ہیں جس کے ساتھ ہم تیرے دل کو ثابت رکھتے ہیں۔''

پس واقعات میں عبرت پکڑنے والے کے لیے عبرت ہے۔ جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سورۃ الشعراء میں واقعات بیان کیے تو ہر واقعہ کے خاتمہ پر فرمایا:

﴿ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ﴾ [الشعراء: 8]

''بے شک اس میں یقیناً ایک نشانی ہے اور ان کے اکثر ایمان لانے والے نہیں تھے۔''

پس اللہ تعالیٰ نے جو قصص و واقعات بیان کیے ہیں وہ ہماری ہی نصیحت کے لیے بیان کیے ہیں، جیسا کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

﴿ لَقَدْ كَانَ فِيْ قَصَصِهِمْ عِبْرَةٌ لِّاُولِي الْاَلْبَابِ مَا كَانَ حَدِيْثًا يُّفْتَرٰى﴾ [يوسف: 111]

''بلاشبہ یقیناً ان کے بیان میں عقلوں والوں کے لیے ہمیشہ سے ایک عبرت ہے یہ ہرگز ایسی بات نہیں جو گھڑ لی جائے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو حکم دیا کہ آپ ﷺ لوگوں کو وہ واقعات سنائیں جو آپ ﷺ کے علم میں ہیں تا کہ لوگ اپنے سے پہلے گزرنے والوں کے حالات پر غور و فکر کریں اور اپنے آپ کو ان پر قیاس کرتے ہوئے اپنے لیے عبرت کا سامان بنائیں۔ اگر گزشتہ لوگ ظالم تھے تو یہ ان کی روش سے دور رہیں، اور اگر وہ نیک تھے تو یہ ان کے کردار و عمل کو بنیاد بنائیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ﴾ [الأعراف: 176]

''یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا۔ سو تو یہ بیان سنا دے تا کہ وہ غور و فکر کریں۔''

رسول اللہ ﷺ اور دین کی طرف دعوت دینے والے سابقہ لوگوں کے قصوں سے عبرت و نصیحت پکڑا کرتے تھے، اور یقیناً قرآنی واقعات اور حدیث نبوی میں مذکورہ قصے زادِ راہ ہیں جو نفسوں کو سیراب اور دلوں کو مضبوط کرتے ہیں۔ [1]

بعض سلف نے کہا: ''قصص و واقعات اللہ کے لشکر ہیں۔''

پس نوح علیہ السلام اور ان کی قوم، ھود علیہ السلام اور ان کی قوم، صالح علیہ السلام اور ان کی قوم، ابراہیم علیہ السلام اور ان کی قوم، لوط علیہ السلام اور ان کی قوم، موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم، عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم اور محمد ﷺ اور ان کی قوم کو جن حالات کا سامنا کرنا پڑا ان کو جاننے کی حرص اور کوشش کرو۔

اہل علم نے نبی ﷺ اور ان کی قوم کے جو حالات بیان کیے ہیں ان کو پڑھو، اور مکہ اور مدینہ میں ان کو جن حالات سے پالا پڑا ان کا مطالعہ کرو۔ علماء

[1] صحيح القصص النبوي، عمر الأشقر [ص: 15] قدرے تصرف کے ساتھ

نے آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے احوال و اعمال کے متعلق جو کچھ بیان کیا ہے ان کو بھی پڑھو۔[1]

اسی طرح ہر علاقے اور ہر دور کے علماء ربانیین اور نیک لوگوں کی سیرت پر غور وفکر کرو کیونکہ تمھیں اس سے حکمت وسبق حاصل ہوگا اور تمھیں اپنے پر آنے والی ہر آزمائش کے لیے کوئی نمونہ مل جائے گا دیکھو! تاریخ میں کتنے زیادہ سبق اور عبرتیں ہیں؟ ؎

إِقْرَأ التَّارِيخَ إِذْ فِيهِ الْعِبَرُ
ضَاعَ قَوْمٌ لَيْسَ يَدْرُونَ الْخَبَرَ

''تاریخ کا مطالعہ کر کیونکہ اس میں عبرتیں ہیں وہ قوم ضائع ہوگئی جو ماضی کی خبریں نہیں جانتی تھی۔''

اور ایک دوسرے شاعر نے کہا: ؎

وَمَنْ حَوٰى التَّارِيخَ فِي صَدرِهِ
أَضَافَ أَعْمَاراً إِلٰى عُمْرِهِ

''اور جس نے اپنے سینے میں تاریخ کو محفوظ کیا اس نے اپنی عمر کے ساتھ کئی عمروں کا اضافہ کرلیا۔''

---

[1] مختصر سيرت النبي ﷺ [ص: 8]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
37
طریقہ
نفع مند امور کو اپنا نصب العین بناؤ اور اس چیز کی طرف توجہ نہ کرو جو تمھارے لیے ضرر رساں ہے

37

جو چیز تمھارے دین اور دنیا کے لیے نفع بخش ہے اس میں مشغول رہو اور اس چیز کی حرص کرو جو تمھارے لیے مفید ہے، کسی صورت میں بھی کمزوری نہ دکھاؤ اور نہ ہی سستی کا مظاہرہ کرو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«المؤمن القوي خير وأحب إلى الله من المؤمن الضعيف، وفي كل خير، احرص على ما ينفعك واستعن بالله ولا تعجز، وإن أصابك شيء فلا تقل: لو أني فعلت كان كذا وكذا، ولكن قل: قدر الله وما شاء فعل، فإن لو تفتح عمل الشيطان» [1]

''پس طاقت ور مومن کمزور مومن سے بہتر اور اللہ کو زیادہ پسند ہے، ویسے ہر ایک مومن میں بھلائی ہے، اس چیز کی حرص کر جو تمھیں نفع پہنچائے اور اللہ سے مدد طلب کر اور عاجز نہ آ، اور اگر تمھیں کوئی مصیبت پہنچے تو مت کہہ اگر میں ایسا کرتا تو ایسے ہو جاتا بلکہ کہہ: اللہ نے مقدر کیا اور اس نے جو چاہا کیا، پس بے شک کلمہ ''لو'' (کاش) شیطان کے عمل کو کھول دیتا ہے۔''

اور ضرر رساں امور کی طرف توجہ نہ کرو اور ان کے متعلق فکر مند ہونے کی کوئی گنجائش نہ چھوڑو، لوگوں نے جو تمھیں اذیت پہنچائی ہے اس کی پرواہ نہ کرو، بلکہ اللہ نے جو تمھیں حکم دیا ہے اس کو اپنی فکر اور سوچ بناؤ اور اس کو مضبوطی سے پکڑتے ہوئے اس میں مشغول و مصروف ہو جاؤ۔ اللہ کا وہ حکم نماز کی شکل میں ہو یا صدقہ کی صورت میں ہو، وہ حکم روزہ ہو یا نیکی کا کوئی بھی کام، وہ کسی سے احسان کرنا ہو یا نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا، وہ وقت کی قدر کرنا ہو یا

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2663] سنن ابن ماجه، رقم الحدیث [79]

لوگوں کے ساتھ احسان کرنا پس جس شخص نے بھی اللہ کے حکم کی اہمیت کو پہچانتے ہوئے اس کا اہتمام کیا تو اللہ تعالیٰ اس کے غم وفکر میں اس سے کفایت کرے گا اور اس کے معاملات میں آسانی پیدا کر دے گا۔

سبقت کرو، فوقیت لے جاؤ، ممتاز ہو جاؤ، عمل میں لگ جاؤ اور حرکت کرتے رہو اور جان رکھو کہ کامیابی اور سبقت نفس کو ضرر رساں امور کی طرف متوجہ ہونے سے مشغول کر دیتی ہے بلکہ وہ نفس کو راحت، سعادت اور وسعت بخشتی ہے جو بہت سے غموں اور دکھوں کا مداوا بن جاتی ہیں۔

علامہ ابن سعدی رحمہ اللہ نے کہا ہے:

"مندرجہ ذیل چیزیں اعصابی تناؤ سے پیدا ہونے والی بے چینی اور دل کا بعض پریشانیوں میں مبتلا ہونے سے بچاؤ کے اسباب میں سے ہیں: اعمال میں سے کسی عمل میں مشغول ہو جانا یا نفع مند علوم میں سے کسی علم میں مصروف ہو جانا جو دل کو اس امر کے ساتھ مشغول ہونے سے روکے جس نے اس کو بے چین کیا ہے اور کسی وقت ایسا کرنے سے انسان ان مصائب کو بھول جاتا ہے جو اس کے غم وفکر کا سبب بنے ہیں، پس کتنے ہی لوگ ہیں جو بے چینی اور دائمی پریشانیوں میں مبتلا ہوئے جن کی وجہ سے وہ کئی ایک بیماریوں کا بھی شکار ہو گئے تو ان کا اس سبب کو بھلا دینا اور کسی عمل میں مشغول ہو جانا ایک مفید و نفع بخش دوائی ثابت ہوا، جس سبب نے ان کو پریشان اور بے چین کیا تھا۔ اور زیادہ مناسب یہ ہے کہ وہ جس شغل میں مصروف ہو وہ ایسا ہونا چاہیے جس کے ساتھ نفس مانوس ہو اور اس کا مشتاق ہو کیونکہ اس مفید مقصد کے حصول کے لیے یہ ایک مؤثر علاج ہے۔"[1]

[1] الوسائل المفیدۃ للحیاۃ السعیدۃ [ص: 7] قدرے تصرف کے ساتھ

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
38
طریقہ
وسوسے اور خوف سے
جنگ کرو

38

ممکن ہے کہ ہم وسوسوں کی نسبت مومنوں کو دو قسموں میں تقسیم کریں۔

ایک تو وہ قسم جس کو وسوسے لاحق ہوتے ہیں لیکن وہ اللہ کے حکم سے ان سے لڑنے، ان کو دور کرنے اور ان سے بچ جانے کی طاقت رکھتا ہے، پس اس قسم کے مومنوں کا فرض یہ ہے کہ وہ ان وسوسوں سے جنگ کریں اور ان سے بچ جائیں اور ان میں مبتلا نہ ہوں۔

اور دوسری قسم ان مومنوں کی ہے جو وسوسوں میں مبتلا ہوتے ہیں لیکن وہ ان کو دور کرنے کی تمام تر کوشش کے باوجود ان سے بچاؤ کی طاقت نہیں رکھتے، مومنوں کی یہ قسم علاج کی محتاج ہے اور نفسیاتی طب میں اس طرح کے مسلط وسوسوں کا نام وسواس قہری (مالیخولیا) رکھا جاتا ہے۔

مالیخولیا کی بے چینی میں مشکل یہ ہے کہ مریض اکثر اوقات اس کو ایسا پوشیدہ مرض سمجھتا ہے جس کو وہ اپنے اور اپنے نفس کے درمیان مخفی رکھتا ہے کیونکہ وہ اس کے عوارض سے شرمندہ ہوتا ہے اور اس بات سے ڈرتا ہے کہ لوگ اس کے پاگل پن یا اس کی اپنے نفس پر کم اعتمادی یا اس کی ناقص دینداری یا اس کے شیطان کے ہتھے چڑھ جانے کی علامت سمجھیں گے، اس سے بڑھ کر یہ کہ مالیخولیا کے اکثر مریض یہ جانتے ہی نہیں ہوتے کہ یقیناً وہ مریض ہیں کیونکہ وہ اپنی تکالیف اور مشقتوں کے، جو اکثر کئی سالوں کی مدت پر محیط اور طویل ہوتی ہیں، برعکس یہ گمان کرتے ہیں کہ بلاشبہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے ان کو پیدا ہی اس شکل پر کیا ہے، ان کی یہ عجیب وغریب صفات ان کے سوا کسی میں بھی نہیں پائی جاتیں، خاص طور پر ہمارے ملکوں میں پائے جانے والے تسلطی افکار اکثر دینی یا

جنسی نوعیت کے ہیں اور یہ بات انتہائی قابل افسوس ہے کہ اس نوعیت کے افکار انھی لوگوں کو لاحق ہوتے ہیں جو دیندار اور پابند شرع ہیں یعنی اس کے برعکس جو اکثر لوگ اعتقاد رکھتے ہیں (کہ اس قسم کے افکار فاسق و فاجر لوگوں کو لاحق ہوتے ہیں) اور وہ اس ڈر سے کہ لوگ ان پر کفر یا شیطان کے مسلط ہونے کے فتوے لگائیں گے، انھی تکالیف اور مشقتوں میں مبتلا رہنے کو ترجیح دیتے ہیں۔

رہے جنسی نوعیت کے تفکرات اور اوہام تو یقیناً انھوں نے ہمارے معاشرے کے بہت سے لوگوں کو عذاب میں مبتلا کر رکھا ہے اور ان میں بھی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ یہ انھی افکار کو متاثر کرتے ہیں جن کے ساتھ وہ حلال وحرام کا التزام کرتے ہیں اور اکثر لوگوں کو اس تکلیف و مشقت پر چپ سادھ لینے پر مجبور کرتے ہیں، کیونکہ ان کو یہ خدشہ ہوتا ہے کہ لوگ ان کو حقیر سمجھیں گے یا ان پر پیدائشی کمزوری یا قلتِ دین کا الزام جڑ دیں گے، جبکہ وہ جس تکلیف میں مبتلا ہوتے ہیں وہ ایک ایسا مرض ہے جس کے متعلق یہ عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نفسیاتی ڈاکٹر کو اس کا علاج کرنے کی توفیق دے۔

ذیل میں ایسے مریضوں کو لاحق کچھ وسوسوں کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان کی بعض شکایات کو بیان کیا جاتا ہے، جن کا اظہار انھوں نے نفسیاتی ڈاکٹروں سے کیا۔[1]

(1) ان میں سے ایک مریض بیان کرتا ہے:

”میں نے یونیورسٹی میں اپنا مقالہ پیش کرنا ہے لیکن اس بیماری کے سبب میں لکھ نہیں پا رہا، میں جس کام کو بھی شروع کرتا ہوں اس میں زیادہ دیر تک استقامت نہیں اختیار کر پاتا اور طے شدہ وقت سے لیٹ ہونے کی وجہ سے اس کو ترک کر دیتا ہوں۔ یا اس وجہ سے اس

---

[1] الوسواس القهري، أ.د. وائل أبو هندي.

کو چھوڑ دیتا ہوں کہ اس کام کے ہونے کی جگہ پر لڑکیاں ہوتی ہیں اور میری حالت یہ ہے کہ جب میں ان ملازم لڑکیوں میں سے کسی لڑکی سے بات کر بیٹھتا ہوں تو میری مذی نکلنے لگتی ہے اور اس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ میں نماز نہیں پڑھ پاتا، میں اس مسئلہ کو بھی جانتا ہوں کہ بلاشبہ مذی کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا، بلکہ ہم عضو تناسل اور جس جگہ مذی لگی ہو اس کو دھو کر وضو کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں لیکن میں ایسا نہیں کر پاتا۔ کثرتِ مذی کی وجہ سے میں محسوس کرتا ہوں کہ میں اپنے آپ کو پانی میں ڈبو دوں گا، آخر کار ہوتا یہ ہے کہ میں بغیر لباس تبدیل کیے نماز ادا نہیں کر پاتا۔

اے میرے بھائی! میری زندگی میرے لیے ایک عذاب بن چکی ہے اور میں ہر کام میں وسوسوں کا شکار رہتا ہوں، حتی کہ پیشاب میں، غسل میں، وضو اور نماز میں اور دورانِ نماز حروفِ قرآن کے مخارج میں وسوسوں میں مبتلا رہتا ہوں۔ آخر پر ایک بڑی مصیبت یہ ہے کہ کھانے کے متعلق بھی وسوسوں نے مجھے آ گھیرا ہے۔ ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ یقیناً جب المونیم کے برتنوں کو زنگ لگ جاتا ہے تو ان برتنوں میں کھانے پینے سے کینسر جیسا موذی مرض لاحق ہو جاتا ہے، میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ میں ہر المونیم کے برتن کو بڑے غور سے دیکھتا ہوں حتی کہ ایک برتن بالکل نیا ہو اور مجھے اس میں زنگ کا ایک نقطہ بھی نظر آ جائے تو میں اس برتن میں کھانا نہیں کھاتا ہوں اور میں ایسا صرف کینسر کے ڈر کی وجہ سے ہی نہیں کرتا ہوں بلکہ میں اس خوف سے ان برتنوں سے بچتا ہوں کہ ان میں کھانا کھانا اپنے نفس کو

ہلاکت میں ڈالنے کے مترادف ہے اور اس سے اللہ نے ہمیں منع کیا ہے:

﴿وَ لَا تُلْقُوْا بِاَیْدِیْكُمْ اِلَى التَّهْلُكَةِ﴾ [البقرۃ: 195]

''اور اپنے ہاتھوں کو ہلاکت کی طرف مت ڈالو۔''[1]

② اس مرض کا شکار ایک عورت بیان کرتی ہے:

میں کئی سالوں سے شدید مالیخولیا میں مبتلا ہوں، میں کئی مرتبہ وضو کو دہرایا کرتی ہوں اور اسی طرح کئی مرتبہ لباس تبدیل کرتی ہوں کیونکہ اس کو پیشاب لگ جاتا ہے اور یہ چیز میرے لیے سخت پریشانی کا باعث بنتی ہے، میں تو ضروری کاموں کے لیے بھی حرکت نہیں کر پاتی اور میں کھل کر ہنس بھی نہیں سکتی کیونکہ اس سے میرا پیشاب نکل جاتا ہے، اگر میں کسی جگہ بیٹھوں تو لاکھوں مرتبہ مجھے یہ فکر لاحق ہوتی ہے کہ اس جگہ پیشاب لگ جائے گا اور کوئی اس پر بیٹھ جائے گا اور انجانے میں اس کے کپڑے پلید ہو جائیں گے تو اس کا گناہ مجھ پر ہوگا۔[2]

③ ایک اور نفسیاتی مریض کہتا ہے:

''اب تو میری یہ حالت ہوگئی ہے کہ میں لوگوں سے خوفزدہ ہوں اور میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ جیسے سارے لوگ میری ہی طرف دیکھ رہے ہیں کیونکہ میں وسوسوں کا مریض ہوں اور صورت حال یہ ہے کہ میں کھانا بھی نہیں کھا پاتا اور میرا سر مجھے تکلیف دینے لگتا ہے، پس میں کہتا ہوں کہ یہ تکلیف اس وسوسے کی وجہ سے ہے اور میں نے یہ جانتے ہوئے کہ وللہ الحمد میری حالت کافی بہتر ہے میں نے یہ بھی فیصلہ کر لیا ہے کہ میں پڑھائی چھوڑ دوں، اس سبب سے کہ میں لوگوں سے شرمندہ ہوتا ہوں اور اس ڈر سے کہ طالب علم کہیں گے یہ مریض

---

[1] [ص: 106,105]

[2] [ص: 63]

ہے۔ مجھے اپنے آپ پر اعتماد بھی نہیں رہا ہے، میں مشت زنی کی عادت بد کا بھی شکار ہوں جسے میں چھوڑ نہیں پاتا اور میرا اکثر نیند کی طرف میلان رہتا ہے۔ سر میں درد رہتا ہے، مستقبل کے متعلق فکر مند رہتا ہوں۔

میں اس بات پر بھی فکر مند ہوں کہ میں اپنے بھائی کی شادی پر کیا کروں گا؟ میں شرکائے شادی کا سامنا کیسے کروں گے؟ معلوم رہے کہ میرا باپ فوت ہو چکا ہے اور میں چھوٹا ہوں اور میں باپ کی شفقت سے محروم رہا۔ میں غمگین اور تنگ دل ہوں اور رات کو میں بدحال ہو جاتا ہوں۔ مجھے جمائیاں آتی رہتی ہیں، جدائی کا مارا ہوا ہوں، تنہائی میری پسند ہے، سست پڑا ہوا گمنامی کی زندگی بسر کر رہا ہوں یعنی مجھے عجیب وغریب وسوسے چمٹے ہوئے ہیں، پس جب میں مردوں کی مجلس میں جاتا ہوں تو میں کہتا ہوں: میں مردوں کو سلام کیسے کہوں گا؟ پھر میں لوگوں سے خوفزدہ ہو جاتا ہوں۔"❶

④ ایک عورت کا بیان ہے:

حالت یہ ہوگئی ہے کہ میں چھری لگنے کے خوف سے باورچی خانے میں جانے سے گھبراتی ہوں کہ یہ میری اور میرے گھر والوں کی اذیت کا باعث بنے گی۔ میں راستہ عبور کرنے سے گھبراتی ہوں اس خوف سے کہ میں کہیں کسی تیز رفتار کار سے نہ ٹکرا جاؤں۔ میں کار میں سوار ہوتی ہوں تو میں ڈرتی ہوں کہ میں اس میں درست طریقے سے نہ بیٹھ سکوں گی سو میں اس کا دروازہ کھول کر باہر نکل آتی ہوں۔ جب میں گھریلو برتن خریدنے کے لیے برتن بازار میں جاتی ہوں تو میں اس بات سے خوفزدہ رہتی ہوں کہ اپنے سامنے پڑے ہوئے برتنوں سے ٹکرا کر ان کو توڑ ڈالوں گی۔ بعض اوقات میں زور زور سے چیخنے کی رغبت محسوس

---

❶ [ص: 156]

کرتی ہوں اور مجھے ڈر رہتا ہے کہ میں عوامی اجتماعات میں اپنے آپ کو بھول کر لوگوں کے سامنے چیخنا شروع کر دوں گی۔ جب میں کسی شخص سے بالمشافہ گفتگو کرتی ہوں تو مجھے ڈر لگتا ہے کہ میں بے قابو ہو کر اس کو مارنے نہ لگ جاؤں۔[1]

⑤ ایک اور عورت کہتی ہے:

کچھ افکار مجھ کو اللہ سے پھسلاتے ہیں جو میری استطاعت سے باہر ہیں۔ میں حیران ہوں کہ یہ افکار میرے ذہن میں کیسے پیدا ہو گئے؟ میں نے شادی کر رکھی ہے اور ایک خوبصورت بچی کو جنم دیا ہے جو میرا کل سرمایۂ حیات ہے۔ علاوہ ازیں اللہ اور اس کے رسولوں کو گالیاں دینے کے جو افکار میرے ذہن میں آتے ہیں وہ اس پر مزید ہیں۔[2]

⑥ نفسیاتی مریضوں کو لاحق ہونے والے وسوسوں کی چند قسمیں:

☆ نفسیاتی مریض پر یہ وسوسہ سوار رہتا ہے کہ وہ ایک خطرناک مرض میں مبتلا ہے، عین ممکن ہے کہ وہ وسوسہ اس کے دل میں یا گردوں میں مرض کی شکل اختیار کر لے یا اس کو کینسر یا ایڈز یا اس کے علاوہ کوئی بیماری لگ جائے، وہ ڈاکٹروں کے پاس جاتا ہے اور مسلسل مختلف نوعیت کے میڈیکل ٹیسٹ اور معائنے کرواتا ہے، یہ ٹیسٹ اور معائنے ثابت کرتے ہیں کہ اس کو مذکورہ امراض لاحق نہیں ہیں لیکن وہ مطمئن نہیں ہوتا۔ ہاں اگر مطمئن ہوتا ہے تو ہر ٹیسٹ اور معائنے کے بعد تھوڑی دیر کے لیے مطمئن ہوتا ہے جو ٹیسٹ یہ ثابت کرتا ہے کہ جس بیماری کا اسے خوف ہے فی الحال وہ اس میں مبتلا نہیں ہے۔

---

❶ [ص: 130,129]

❷ [ص: 59]

☆ یا اس کو بیماری کا وہم ہوتا ہے جیسا کہ پہلے وضاحت کی گئی ہے لیکن وہ ڈاکٹروں کے پاس جانے سے اجتناب کرتا ہے اور اس کے برعکس مسلسل تکلیف اور سختی میں ہی زندگی بسر کرتا رہتا ہے کیونکہ وہ اس وہم سے جان نہیں چھڑا پاتا کہ اس کو ایک خطرناک مرض لاحق ہے لیکن وہ فی الوقت اس بات سے بھی خوفزدہ ہوتا ہے کہ یہ وہم پختہ ہو جائے گا اور میرے جسم میں کوئی اور بیماری لاحق کر دے گا جس کے لیے مسلسل علاج کی ضرورت ہوگی، جیسے بلڈ پریشر یا شوگر لیکن وہ ڈاکٹروں سے خائف ہوتا ہے اور ان کے پاس جانے سے گریز کرتا ہے۔[1]

(7) ایک نفسیاتی مریض کا کہنا ہے:

میری تکالیف اور سختیوں کا آغاز دین کے متعلق غلط قسم کے وسوسوں اور شکوک وشبہات سے ہوا۔ میری صورت حال یہ ہے کہ میں اپنے آپ کو کسی لمبے خواب میں محسوس کرتا ہوں یا میں اپنے ہوش وحواس میں نہیں ہوتا، میں یہ سمجھ نہیں پاتا کہ کیا یہ حقیقی زندگی ہے یا محض ایک خیال؟ یہ وسوسہ بھی میں محسوس کرتا ہوں کہ میرے دل میں خیال آتا رہتا ہے کہ دین کیا چیز ہے؟ میری یہ حالت ہے کہ میں اپنے آپ کو اس کائنات میں موجود نہیں پاتا بلکہ میں محسوس کرتا ہوں کہ میں کسی غیبی طاقت کے نیچے پھنسا ہوا ہوں، میں ان وسوسوں سے خوب رویا کرتا تھا اور اتنی چیخ و پکار کرتا تھا، حتی کہ قریب تھا کہ میں اپنے امتحانات میں بھی شرکت نہ کر پاتا۔ شروع میں جب میری یہ حالت ہوئی تو لوگوں نے مجھے کہا کہ یہ امتحانات کا پریشر ہے، امتحانات کے بعد زائل ہو جائے گا، مگر جب امتحانات ختم ہوئے تو نتیجتاً وہی بے ڈھنگی چال جو پہلے تھی سو اب بھی ہے۔

---

[1] مذکورہ مصدر [ص: 160]

تب لوگوں نے کہا: میرا دینی علم ناقص ہے کیونکہ میں نے کئی شعبوں کے متعلق تعلیم حاصل کر رکھی ہے لیکن میری دینی معلومات نہ ہونے کے برابر ہیں، پس میں نے کچھ کتابوں کا مطالعہ کیا جو میرے لیے مزید پریشانی کا باعث بنا، پھر میں نے ڈش پر اور مساجد میں جا کر دروس سننے شروع کیے، لیکن فائدہ ندارد۔ پھر مختلف قسم کے اوراد و وظائف کرنے کا بھی کوئی پائیدار فائدہ نہ ہوا بلکہ روز بروز میرے ذہن پر پہلے سے بھی زیادہ برے اور پراگندہ وسوسوں نے ڈیرے ڈال دیے۔ میں نہیں جانتا کہ میں ان وسوسوں سے دل کو کیسے پاک کروں؟ کبھی کبھار چند لمحوں کے لیے یہ وسوسے مجھ سے دور ہوتے ہیں، پھر دوبارہ مجھے آ گھیرتے ہیں۔ اب میری زندگی انتہائی غمناک اور پریشان کن ہو چکی ہے۔[1]

⑧ ایک اور مریض کہتا ہے:

مجھے اس بیماری کا آغاز وضو کے متعلق وسوسوں سے ہوا۔ سورۃ الفاتحہ کی قراءت میں تقریباً اکیس منٹ صرف ہوتے ہیں جن میں سے گیارہ منٹ آخری آیت کو پڑھنے میں صرف ہوتے ہیں۔ اللہ ہی میرا معاون و مددگار ہے۔ اب وسواس کا یہ سلسلہ عقیدے تک پہنچ چکا ہے، پس مجھے ایمانیات اور عقیدے کی اصولی باتوں میں بھی شک کی بیماری لاحق ہو چکی ہے، میں اسلام، قرآن اور نبوت و رسالت تک میں شک کرنے لگا ہوں۔[2]

⑨ ایک مریضہ کہتی ہے:

وسواس کی اس بیماری کے متعلق میری مشکل کا آغاز گرمیوں میں ہوا، وہ

---

[1] سابقہ مصدر [ص: 160] قدرے تصرف کے ساتھ

[2] [ص: 196]

یوں کہ میری بے چینی، اضطراب اور خوف میں اضافہ ہوگیا، میں نہ وضو کر پاتی اور نہ ہی نماز ادا کر پاتی، میں کئی کئی بار وضو کرتی، نماز ادا کرتی اور سورۃ فاتحہ خاص طور پر اس کی ابتدائی آیات پڑھتی، اپنی بگھڑتی ہوئی صحت پر اکثر رونے لگتی، میرا وزن کم ہوگیا اور میرے چہرے کا رنگ پھیکا پڑ گیا۔

حتی کہ مذکورہ مریضہ نے بیان کیا: پھر معاملہ یہاں تک پہنچ گیا کہ میں اکیلی وضو بھی نہ کر پاتی، ہمیشہ مجھے کسی نگران کی ضرورت ہوتی جو یہ ملاحظہ کرے کہ میں نے وضو صحیح کیا ہے یا نہیں؟ حتی کہ میری والدہ اور میری بہن باری باری میرے ساتھ حمام میں جاتیں؟ رہی نماز تو میرا ہاتھ شل ہوگیا حتی کہ میں تکبیر تحریمہ بھی نہ کہہ پاتی۔ اگر میں تکبیر تحریمہ کہہ ہی لیتی تو سورت فاتحہ کو کئی مرتبہ پڑھتی حتی کہ میرے والد محترم نے مسجد میں جا کر نماز پڑھنا چھوڑ دیا اور گھر میں میرے ساتھ نماز پڑھنے لگے، مگر انفرادی نمازوں میں میں گھر والوں سے مطالبہ کرتی کہ وہ میری نگرانی کریں لیکن میری حالت بگھڑتی ہی گئی، میری زندگی میں کوئی خوشی باقی نہ رہی اور میں صرف کسی کونے میں بیٹھی روتی رہتی اور مجھے یوں محسوس ہوتا کہ میری عقل مکمل طور پر ماؤف ہوچکی ہے۔ میں یوں بیٹھی ہوئی گھر والوں سے صرف یہی پوچھتی رہتی: کیا نماز کا وقت ہوگیا ہے؟[1]

(10) ایک اور مریض بیان کرتا ہے:

میں جن مشکلات کا سامنا کر رہا ہوں ان میں سے بڑی اور اہم مشکل یہ ہے کہ مجھے اپنے نفس اور دوسرے لوگوں پر اعتماد نہیں رہا۔ ان مشکلات میں سے آخری مصیبت یہ ہے کہ میں نے آپ لوگوں کو اپنی اس مشکل کی تفصیلات لکھ کر ارسال کی ہیں انھوں نے اس کے کافی زیادہ مراحل ذکر کر کے مطالبہ کیا ہے کہ

[1] [ص: 28]

ان کو ضائع کر دو اور اس تفصیلی مشکل اور اس کے حل کو نشر نہ کرنا کیونکہ میں نے اس تحریر میں اپنا نام اور اپنے نفس کے متعلق کئی تفصیلات بیان کی ہیں، سچ پوچھو تو میں رات کو کم ہی سو پاتا ہوں، خاص طور پر جب مجھے یہ یاد آتا ہے کہ میرے علاوہ بھی کوئی میری زندگی کی تفصیلات جانتا ہے۔

احتراماً عرض کرتا ہوں کہ وہ جاننے والے آپ ہی تو ہو۔ میں رات کوئی مرتبہ اپنی نیند سے بیدار ہو جاتا ہوں اور جب میں سوتا ہوں تو میں اپنے چہرے پر تھپڑ مارتا ہوں اس وجہ سے کہ میں نے آپ کو اپنی زندگی کی تفصیلات لکھ کر بھیجی ہیں۔ اس وقت میں اپنی اس فکر کو برداشت نہیں کر پاتا، میں اپنی مشکلات کا حل چاہتا ہوں مگر میں ان میں اضافہ کر بیٹھتا ہوں جس کا انجام قابل تعریف نہیں ہوتا، حتی کہ میری برداشت سے باہر ہو جاتا ہے۔

بعض اوقات ان مشکلات کو بھلانے کے لیے میں رونے کی ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ اگر میں ان کو بھول بھی جاؤں تو جیسے ہی بھولتا ہوں مجھے یہ دوبارہ یاد آ جاتی ہیں۔ میں اپنے نفس کو آپ لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں، میں آپ کو قسم اٹھا کر کہہ سکتا ہوں کہ بلاشبہ اگر تم مجھے بلاؤ اور مجھ سے میری سابقہ مشکل اور اس کی تفصیلات مٹانے کا کہو تو میں یہی گمان کروں گا کہ آپ کے پاس اس کی نقل موجود ہے اور میں اس پر کیسے اعتماد کر لوں؟ میں اپنی زندگی کو طبعی حالت پر کیسے لا سکتا ہوں؟ خاص طور پر میں کسی چیز میں تبدیلی کی طاقت نہیں رکھتا اور یقیناً میرے تفکرات صرف چند لمحوں کے لیے میرا پیچھا چھوڑتے ہیں اور میں صرف چند لمحے فکر سلیم کے ساتھ کچھ سوچ پاتا ہوں۔[1]

(11) ایک اور نفسیاتی مریضہ بیان کرتی ہے:

---

[1] [ص: 120,119]

میری مشکل جس نے میری زندگی اجیرن کر دی ہے، زندگی کے آخری حصے میں مجھے آ چمٹی ہے وہ ہے کثرتِ وسواس کا لاحق ہونا جس کا ایک مظہر یہ ہے کہ میں ہر پندرہ منٹ بعد اپنے ہاتھ دھوتی ہوں، مثلاً اگر میں اپنے ہاتھ میں ایک سکہ بھی پکڑ لوں تو اس سے مجھے فوراً اپنے ہاتھ دھونا پڑ جاتے ہیں، اگر میں ایک پیالہ اور کپ بھی پکڑ کر باورچی خانہ کے سنک میں رکھ دوں تو میں فوراً جا کر اپنے ہاتھ دھوتی ہوں یا میں حمام میں اپنے کپڑے بھی رکھ آؤں تو مجھے یہ احساس ہونے لگتا ہے کہ میں کوئی چیز رکھنے حمام میں گئی تھی تو یہ چیز مجھے اپنے ہاتھ دھونے پر مجبور کر دیتی ہے۔ وسوسے کے مظاہر میں سے یہ بھی ہے کہ میں اپنے یومیہ خرچ والے پرس کے متعلق پریشان ہوتی ہوں اور اس کو ہر روز (گم ہو جانے کے ڈر سے) تین یا چار مرتبہ محفوظ کرتی ہوں تاکہ میں اس میں موجود سم کارڈ یا اپنی چابیوں کے رنگ محفوظ کر سکوں۔ [1]

⑫ ایک مریضہ کا کہنا ہے:

پندرہ سال سے میں اس پریشانی میں مبتلا ہوں کہ میں لاشعوری طور پر اپنے سامنے کسی بھی شخص، چاہے وہ مذکر ہو یا مؤنث قریبی ہو یا دور کا، کے ستر کو دیکھتی رہتی ہوں، حالانکہ میں ایک باشرع دیندار خاتون ہوں۔ اور وقت گزرنے کے ساتھ میری یہ حالت بتدریج ابتر ہوتی جا رہی ہے، اب حالت یہ ہے کہ میرے آس پاس کے تمام لوگ مجھے گھورتے ہیں اور میں ان کی سرگوشیوں، ان کے شکوک وشبہات اور ان کی نظروں کی آماجگاہ بن کے رہ گئی ہوں جو مجھے بے چین کرتی ہیں۔ میں ان کے سامنے تو ضبط کر لیتی ہوں پھر میں تنہائی میں جا کر خوب روتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتی ہوں کہ وہ مجھے اس طرح کی نظروں سے

---

[1] [ص: 143,142]

محفوظ رکھے۔ اب تک میں مذکورہ تمام معاملات کو اللہ کی طرف سے آزمائش سمجھ کر، جن پر صبر کرنا ضروری ہے، زندگی گزار رہی تھی کہ اچانک مجھ کو آپ کی کتاب مل گئی جو مالیخولیا کے موضوع پر ایک مناسب اور مضبوط کتاب ہے، چنانچہ جس دن میں نے یہ کتاب پڑھی میں اس دن خوشی سے سو نہیں سکی کیونکہ مجھے اس کتاب میں اپنی حالت کی تشخیص مل گئی تھی۔[1]

⑬ ایک اور مریض کہتا ہے:

میری مشکل یہ ہے کہ میں بیماری سے خوفزدہ رہتا ہوں۔ حقیقت کچھ یوں ہے کہ میں نے رگوں میں جمع ہونے والی رطوبتوں کا آپریشن کروایا تو میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ میں ہر چیز کے متعلق سوچتا ہوں اور فکر مند ہوتا ہوں جو بیماری پیدا کرتی ہے، شروع میں میں اعصابی تناؤ کا شکار ہوا جو مسلسل میرے نفس پر بے چینی اور خوف ناک ڈر طاری رکھتا تھا۔ میرے زیادہ فکر مند رہنے سے میرے سر کے اطراف میں سکیٹر پیدا ہوجاتا ہے اور سر کا سکیٹر وہ شکل اختیار کر لیتا ہے جیسے کوئی شخص اپنے سر پر ٹوپی پہنے ہوئے ہو۔ پھر اس سے دل کی دھڑکن تیز ہوجاتی ہے اور بلڈ پریشر بڑھ جاتا ہے۔ یہ سب کچھ نتیجہ ہے میرے ڈر اور خوف کا۔ یقیناً میں اپنے متعلق بہت حیران اور پریشان ہوں اور کچھ سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟؟[2]

⑭ ایک اور نفسیاتی مریض اپنی حالت بیان کرتا ہے:

فی الواقع میں اب غموں کی وجہ سے مضطرب اور پریشان نہیں ہوں، لیکن میں فکر مند رہتا ہوں اور اپنی طبیعت کے مخالف بری جگہ میں انا للہ وانا الیہ

---

[1] [ص: 97,96]

[2] [ص: 158,159]

راجعون پڑھتا رہتا ہوں، یعنی میرے افکار وسواس سے لبریز ہیں۔ بیماری کے آخری وقفے میں عجیب طریقے سے تصرف اور تحرک شروع ہوگیا حتی کہ میں کافی دیر تک ان چیزوں کے متعلق سوچتا ہوں جو وہاں پر موجود ہوتی ہیں اور بعض اوقات وہ لوگ جو ان جگہوں پر کھڑے ہوتے ہیں، وہ ان جگہوں میں سے کسی کے بارے میں متفکر نہیں ہوتے۔

مثال کے طور پر: کسی شخص نے غیر ارادی طور پر مجھے لمس کیا تو میں اس بارے میں سوچنے لگا کہ اس نے مجھے اذیت پہنچائی ہے۔ میری مراد یہ ہے کہ اس نے جنسی طور پر میرے ساتھ غلط حرکت کی ہے۔ اس نے میرے ساتھ یہ حرکت کیسے کی ہے اور میں اخروی زندگی کی اہم چیزوں سے کیسے نمٹ سکوں گا؟ پھر میں وہ جگہ چھوڑ دیتا ہوں اور مزید گہرائی میں جا کر سوچتا چلا جاتا ہوں، بعض اوقات تین یا چار گھنٹے سوچ و بچار کرنے کے بعد مجھے کوئی حل ملتا ہے۔

ایک اور مثال: اور وہ یہ کہ بعض اوقات مجھے کسی نے چھوا بھی نہیں ہوتا لیکن مجھے یہ خیال گزرتا ہے کہ یقیناً اس نے مجھے چھوا ہے... پس اس وقت میں دوسرے شخص پر چلانا شروع کر دیتا ہوں اور وہ میرے چہرے کے انتہائی قریب کر کے اپنے ہاتھوں کو حرکت دیتا ہے... اس حالت میں مَیں سمجھتا ہوں کہ اس نے مجھے میرے چہرے یا میرے جسم پر مارا ہے... پھر مجھے سوچ آتی ہے اور میں ارادہ کرتا ہوں کہ میں مر جاؤں اور دنیا کی ہر چیز کو چھوڑ جاؤں۔ پھر سوچنے لگ جاتا ہوں... پس سوچتا چلا جاتا ہوں... اس سوچ میں مَیں اپنی زندگی میں شامل کئی چیزوں کے متعلق سوچتا ہوں۔ ان وسواس والی مشکلات میں رہ رہ کر سخت تھکان محسوس کرتا ہوں... اب میں اپنی اعلیٰ تعلیم مکمل کرنے کے سلسلہ میں انگلینڈ میں مقیم ہوں، لیکن میں اپنی تعلیم کے متعلق کچھ بھی تو نہیں کر پاتا، بلکہ اپنے

کمرے میں بیٹھا تفکرات میں الجھا رہتا ہوں... بعض اوقات مجھے یہ یقین ہوتا ہے کہ بلاشبہ ایک آدمی نے میرے چہرے یا میرے جسم کے قریب اپنے ہاتھوں کو حرکت دی ہے... اس کے بعد میں اپنے آپ سے سوال کرتا ہوں کہ تو میرے ساتھ اس طرح کی حرکتیں کیسے کرتا ہے تو اس طرح میں ایک دفعہ پھر سوچوں میں کھو جاتا ہوں اور پھر سارا دن ایسے ہی گزار دیتا ہوں... بعض اوقات میں ایک دفعہ پھر اپنی زندگی میں آنے والی پرانی جگہوں کی طرف لوٹتا ہوں اور ان جگہوں میں بالفعل انتہائی زیادہ گہرائی کی سوچوں میں اتر جاتا ہوں۔[1]

چند وہ اسباب جو اس مشکل میں مزید شدت اور پیچیدگی پیدا کرتے ہیں:

① بلاشبہ وسوسہ کے یہ متأثرین اپنی مصیبت اور تکلیف کو چھپاتے ہیں کیونکہ ان کو اس بات کا ادراک اور شعور نہیں ہوتا کہ یقیناً یہ وسوسہ کوئی بیماری ہے جس کا علاج ممکن ہے۔

② بلاشبہ ان میں سے اکثر مریض دوائیوں کے عطیے پر یقین نہیں رکھتے، پس کس قدر جلدی وہ دوائیوں کا استعمال ترک کر دیتے ہیں اور بعض اوقات ان کے پاس نفسیاتی دوائیوں کے متعلق غلط معلومات ہوتی ہیں جن کے منفی اور ضرر رساں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

اس سلسلہ کے مریضوں کے لیے ڈاکٹروں کی طرف سے جاری کردہ ہدایات اور توجیہات کو خلاصتاً مندرجہ ذیل انداز میں بیان کیا جا سکتا ہے:

① اپنے قریبی نفسیاتی ڈاکٹر سے مراجعہ کرتے رہو۔

② ڈاکٹر کی ہدایات کے مطابق علاج کو مسلسل جاری رکھو۔

کتنے ہی وہ لوگ ہیں جن پر تفکرات اور وساوس کا تسلط ہے جس کے دور

---

[1] [ص: 194,193]

کرنے کے لیے وہ مناسب حالات نہیں پاتے، وہ طہارت، نماز، اکثر شک میں مبتلا رہنا، تردد اور بیماریوں سے خوف میں ان وسواس کا مقابلہ اور ان کا دفاع کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اور اللہ کی ذات کے متعلق وسوسہ، جنس کے متعلقہ وسوسے، خوف، شرمندگی، شک وشبہہ اور اس کے علاوہ کئی وسوسے، اور کبھی وہ ان مسلط تفکیرات کے متعلق غافل ہوجاتے ہیں کہ ان کا کوئی حل یا علاج بھی ہوسکتا ہے۔ وسواس کوئی جادو نہیں ہے اور نہ ہی کوئی ایسا معمہ ہے جس کا حل مشکل ہو، بلکہ وہ تو صرف ایک مرض ہے جس کا اللہ کی مشیت سے حل بھی موجود ہے۔ ❶

مالیخولیا ایک مشہور نفسیاتی مرض ہے جس کے سر کے عصبی مادے میں حیاتیاتی اسباب ہوتے ہیں جس کے موروثی اثرات بھی ہوتے ہیں اور کچھ گھریلو عوامل بھی ہوتے ہیں، جن کی تفصیلات بیان کرنے کی گنجائش نہیں ہے۔ ❷

اور یہ مالیخولیا ایک ایسا مرض ہے جس کا علاج بھی ہے لیکن اس کا علاج وقت اور کوشش مانگتا ہے، خاص طور پر اس علاج کے بڑے حالات و مسائل کئی سال بعد تک نفسیاتی ڈاکٹر کے ساتھ وابستہ رہنے کا تقاضا کرتے ہیں اور اس میں لمبا عرصہ درکار ہوتا ہے، مگر اس کے باوجود اس مرض کا علاج ممکن ہے، اس کے علاج کے کئی وسائل و ذرائع ہیں، معالج ان میں سے آسان علاج کو منتخب کرتا ہے، پھر اس کی مقدار میں بتدریج اضافہ کرتا رہتا ہے، حتی کہ اس مرض میں بہتری پیدا ہوجاتی ہے۔ ❸

---

❶ [ص: 126]

❷ [ص: 61]

❸ [ص: 62,61]

پس اے وہ شخص جو وسوسہ کی بیماری میں مبتلا ہو! شیطان مردود سے اللہ کی پناہ مانگ اور اللہ رحمٰن و رحیم کے ساتھ پختہ تعلق استوار کر اور نفسیاتی ڈاکٹر سے رجوع کر:

«فإن الله لم يضع داء إلا وضع له دواء»[1]

''یقیناً اللہ تعالیٰ نے (دنیا میں) جو بیماری بھی رکھی ہے اس نے اس کی دوائی بھی پیدا کی ہے۔''

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [3855]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
39
طریقہ
جان لو! تمھارے لیے
عفو اور درگزر کرنا انتقام
لینے سے بہتر ہے

39

جس شخص نے تمھیں اذیت پہنچائی ہے اس سے انتقام لینے کا ارادہ نہ کرو

اگر چہ اس نے تمھیں اذیت دینے میں کتنا ہی مبالغہ کیوں نہ کیا ہو، پھر بھی اسے معاف کر دو اور اس کی لغزشوں اور غلطیوں سے چشم پوشی کرو۔

﴿ فَاصْفَحِ الصَّفْحَ الْجَمِيْلَ﴾ [الحجر : 85]

''پس درگزر کر، خوبصورت طریقے سے درگزر کرنا۔''

پس معاف کر دینا تمھارے فائدے میں ہے اور تمھارے لیے بہتر ہے، چاہے ایسا کرنا تمھیں گراں ہی کیوں نہ گزرے۔

بندے کو مخلوق کی طرف سے جس اذیت کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مخلوق اس پر جو زیادتیاں کرتی ہے اس کے متعلق یہاں چند ایک قابل توجہ نصیحتیں بیان کی جاتی ہیں۔[1]

ان میں سے ایک قابل توجہ بات یہ ہے کہ وہ ''عفو، درگزر اور حلم و بردباری'' کی طرف توجہ کرے کیونکہ جب وہ ان کی طرف اور ان کی فضیلت، مٹھاس اور عزت افزائی کی طرف توجہ کرے گا تو وہ ان سے صرفِ نظر نہیں کرے گا، جیسا کہ صحیح سند کے ساتھ نبی ﷺ سے مروی ہے:

《ما زاد اللّٰه عبدا بعفو إلا عزا》[2]

''بندے کے کسی کو معاف کرنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس کی عزت میں ہی اضافہ کرتا ہے۔''

---

[1] دیکھیے: مدارج السالکین [2/303-307]

[2] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2588] سنن الترمذي، رقم الحدیث [2034]

اور یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ جو شخص بھی انتقام لیتا ہے وہ رسوا ہو جاتا ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ درگزر، معافی اور حلم و بردباری میں وہ شیرینی، اطمینان، سکون، نفس کا شرف اور عزت ہے جو مقابلہ کرتے ہوئے انتقام لینے میں نہیں ہے۔

لَمَّا عَفَوْتُ وَلَمْ أَحْقِدْ عَلَى أَحَدٍ

أَرَحْتُ نَفْسِيْ مِنْ غَمِّ الْعَدَوَاتِ

''جب میں نے معاف کر دیا اور کسی کے خلاف دل میں کینہ نہ رکھا

تو میں نے عداوتوں کے غم سے اپنے نفس کو سکون بخش دیا۔''

پس نبی ﷺ کو جس انداز میں بھی تنگ کیا گیا اور ستایا گیا آپ ﷺ نے کبھی تنگ کرنے والے سے انتقام نہیں لیا، الا یہ کہ اللہ کی حدوں کو پامال کیا گیا ہوتا تو آپ ﷺ اللہ تعالیٰ کے لیے انتقام لیتے تھے۔[1]

اور ایک قابل توجہ چیز ''احسان'' ہے جو پہلے کی نسبت زیادہ اہم اور افضل ہے، اور وہ ہے بندے کا اپنے سے برائی کرنے والے کے ساتھ احسان کرنا، پس وہ اس کے ساتھ حسن سلوک کرتا ہے، جیسے اس نے اس کے ساتھ برا سلوک کیا ہوتا ہے۔ ایسا کرنے کی طاقت تو صرف عظیم لوگ اور بڑے مشن رکھنے والے مضبوط نفسوں کے مالک ہی رکھتے ہیں۔

اور ان میں سے ایک لائق توجہ چیز ''سلامتی اور دل کو ٹھنڈا رکھنا'' ہے۔ یہ چیز اس شخص کے لیے انتہائی باشرف ہے جس نے اس کو پہچان لیا اور اس کی مٹھاس اور شیرینی کو چکھ لیا۔ اس کے عملی مظاہرہ کی صورت یہ ہے کہ بندہ اپنے دل و دماغ کو اس اذیت کے ساتھ مشغول نہ کر لے جو اس کو لوگوں کی طرف

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2328]

سے پہنچی ہے اور نہ ہی وہ اس کا انتقام لے کر اپنے دل کو ٹھنڈا کرنے کے ذرائع تلاش کرتا رہے، بلکہ وہ اپنے دل کو اس سے فارغ رکھے اور اس بات کا یقین کر لے کہ بلاشبہ اس کی سلامتی، اس کا ٹھنڈا رہنا اور انتقامی سوچ سے بچنا اس کے لیے فائدہ مند، لذیذ، پاکیزہ اور اس کے مصالح کے لیے مدد و معاون ہے۔

اور ان میں سے ایک قابل توجہ چیز ''امن'' ہے، چنانچہ جب وہ مقابلہ بازی اور انتقام کو ترک کر دے گا تو وہ اس پہلے سے پہنچنے والی تکلیف کی نسبت ایک بڑے شر سے بچ جائے گا، جب وہ انتقام لے گا تو لازمی طور پر ایک انجانے خوف میں مبتلا ہو جائے گا، کیونکہ اس نے اپنے نفس پر اعتماد کرتے ہوئے اپنے آپ کو اس کے سپرد کر دیا، اور اس میں ایک خرابی یہ بھی ہے کہ بلاشبہ انتقام، عداوت، دشمنی کے بیج بوئے گا اور کینہ پرور دشمن کے سینے میں بہت زیادہ غصے کی آگ بھڑکائے گا، جبکہ عفو اور درگزر دشمنی کے کانٹوں کو توڑتا اور دشمن کے سینے میں جوش مارنے والے کینے اور دشمنی کو ٹھنڈا کرتا ہے۔

اور ان میں سے ایک لائق توجہ چیز ''اسوہ اور نمونہ'' ہے اور وہ بہت باشرف اور لطیف چیز ہے کیونکہ عقلمند اور سمجھدار شخص اللہ کے رسولوں، اس کے انبیاء، اولیاء اور اس کی مخلوق میں سے خاص بندوں کو اپنے لیے نمونہ بنا کر خوشی محسوس کرتا ہے، کیونکہ لوگوں میں سے سب سے زیادہ سخت امتحان اور آزمائش انھی لوگوں کی ہوتی ہے۔

اور ان لائق توجہ چیزوں میں سے ایک چیز ''توحید'' ہے، یہ تمام قابل توجہ چیزوں میں سے اعلیٰ اور ارفع چیز ہے۔ جب بندے کا دل اللہ کی محبت اور خلوص سے لبریز ہو جاتا ہے تو وہ اس کا قرب حاصل کرنے کے لیے اس کی رضا و خوشنودی کو مدنظر رکھتا ہے، اس کی آنکھیں اللہ کے تعلق سے ٹھنڈی ہوتی ہیں، وہ اسی کے ساتھ

انس پکڑتا اور سکون حاصل کرتا ہے، وہ اللہ کی ملاقات کا مشتاق رہتا ہے، ہر ایک سے کٹ کر اسی کو اپنا دوست و ولی بنا لیتا ہے، اس کی محبت، اس کے خوف، امید اور ذکر میں فنا ہو جاتا ہے، اور دوسروں سے بے نیاز ہو کر اسی پر توکل و بھروسا کرتا ہے تو اس کے دل میں تو لوگوں کی دی ہوئی اذیت کے لیے کوئی جگہ باقی نہیں رہتی، چہ جائیکہ اس کا دل اور اس کی فکر و سوچ انتقام لینے اور مقابلہ کرنے کا سوچے۔

لوگوں کے تمھیں اذیت دینے میں کئی حکمتیں پوشیدہ ہیں جس کے کئی ایک فائدے ہیں:

☆ ان میں سے ایک فائدہ یہ ہے کہ تم صبر کرنا، غصے کو پی جانا، نفس سے مجاہدہ کرنا اور اس کا مقابلہ کرنا سیکھ جاؤ گے۔

☆ ایک فائدہ یہ ہے کہ تمھیں کسی کے برائی کرنے پر حلم و بردباری کا مظاہرہ کرنا آ جائے گا۔

☆ ایک فائدہ یہ ہے کہ تمھیں عفو و درگزر کرنا، اچھے انداز میں دفاع کرنا اور برا سلوک کرنے والے سے حسن سلوک کرنے کی تربیت حاصل ہوگی۔ پس اگر تم تکلیف اور اذیت کا سامنا نہ کرو تو تم ان خصال حمیدہ کو نہ جان سکو، اور یہ بڑی مشکل بات ہے کہ تم اذیت کا سامنا کیے بغیر حلیم بن سکو۔

☆ ایک فائدہ یہ ہے کہ بلاشبہ تمھیں اس حقیقت کا ادراک ہوگا کہ مخلوق جس قدر بھی تمھاری اذیت اور مضرت کا ارادہ کرے بہر حال ہے وہ کمزور ہی۔

لوگوں کی ایذا رسانی کے مذکورہ بالا منافع کے علاوہ بھی بہت سے فوائد اور حکمتیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے مومن بندوں پر کی جانے والی نعمتوں میں سے ایک نعمت یہ بھی ہے کہ وہ ان پر اذیت مسلط کرتا ہے تاکہ ان کی صبر، تحمل اور اس طرح کی دیگر خصال حمیدہ پر تربیت کرے۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
40
طریقہ
اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں اور
روشن پہلوؤں کے درمیان اور
آنے والی آفت و آزمائش
کے درمیان تقابل کرو

40

اے مومن! اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں کو دیکھو اور ان کا اپنے اوپر آنے والی آفت و مصیبت سے موازنہ کرو۔

کیا اللہ نے تمھیں دو آنکھیں، ایک زبان اور دو ہونٹ نہیں عطا کر رکھے، جبکہ تمھارے علاوہ کئی لوگ ان تمام نعمتوں یا ان میں سے بعض نعمتوں سے محروم ہیں؟

کیا ایسا نہیں ہے کہ تم امن وسکون کے ساتھ سوتے ہو اور تمھارے علاوہ کئی لوگوں کی آنکھوں سے خوف وفکر نے نیند اڑا رکھی ہے؟

کیا اللہ نے تم کو عقل جیسی نعمت سے نہیں نوازا ہے، جبکہ تمارے علاوہ کئی لوگ دیوانے اور مجنون کہلاتے ہیں؟

کیا اس طرح نہیں کہ اللہ نے تمھیں مال کی فراوانی عطا کر رکھی ہے جبکہ تمھارے علاوہ کتنے ہی لوگ ہیں جو اس مال سے محروم ہیں؟

تمھارے پاس بیوی، بچے، پُر آسائش گھر اور خوبصورت گاڑی ہے جبکہ تمھارے علاوہ دوسرے کئی لوگ ان سہولتوں سے یا ان میں سے بعض سہولتوں سے محروم ہیں؟

ان کے علاوہ کتنی نعمتیں تمھیں حاصل ہیں، صدق دل سے اپنی طرف نگاہ دوڑاؤ اور تعصب کی عینک اتار کر دیکھو تو تمھیں اپنے اوپر اللہ کی بے شمار نعمتیں دکھائی دیں گی۔

علامہ ابن سعدی رحمہ اللہ نے کہا:

''نیز مومن کو لائق ہے کہ جب اس کو کوئی آفت و مصیبت پہنچے یا وہ

اس سے خوف زدہ ہو تو وہ اپنے اوپر دینی اور دنیاوی نعمتوں اور اس آفت و مصیبت کے درمیان موازنہ کرے، پس موازنے کے بعد اس کو معلوم ہوگا کہ اس پر نعمتیں بہت زیادہ ہیں اور اس کو جو مصیبت پہنچی ہے وہ ان نعمتوں کے مقابلے میں بہت کمزور اور ہلکی ہے۔ [1]

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ اٰتٰكُمْ مِّنْ كُلِّ مَا سَاَلْتُمُوْهُ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ﴾ [إبراهيم: 34]

''اور تمھیں ہر اس چیز میں سے دیا جو تم نے اس سے مانگی اور اگر تم اللہ کی نعمت شمار کرو تو اسے شمار نہ کر پاؤ گے۔''

پس اس آزمائش اور تکالیف سے بھری ہوئی دنیا میں لذت، سرور، بھلائی، نعمتیں، عافیت، مصلحت اور رحمت اپنے مقابل آفات سے کہیں زیادہ ہیں، لہٰذا مومن کی لذت اور اس کی تکالیف کا کیا مقابلہ؟ اس کی صحت کی اس کی بیماری سے کیا نسبت؟ کہاں اس کا سیر اور سیراب ہونا اور کہاں اس کی بھوک و پیاس؟ کہاں اس کی تھکاوٹ اور کہاں اس کی راحت و آرام؟ اس کے غم و فکر کی اس کے سرور، عافیت اور راحت سے کیا نسبت؟

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ۝ اِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ﴾ [الانشراح: 6,5]

''پس بے شک ہر مشکل کے ساتھ ایک آسانی ہے۔ بے شک اسی مشکل کے ساتھ ایک اور آسانی ہے۔''

---

[1] الوسائل المفيده [ص: 14]

"لن یغلب عسر یسرین"[1]

"ایک تنگی دو آسانیوں پر غالب و بھاری نہیں ہے۔"

لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ ہم اپنی زندگی میں برے پہلو سے متاثر ہوتے ہیں جو دوسرے (روشن) پہلوؤں پر غالب آ جاتا ہے، حالانکہ وہ (روشن پہلو) اس مصیبت سے کہیں زیادہ ہوتے ہیں جو مصیبت ہمیں پہنچی ہوتی ہے۔ اگر ہم اپنی زندگی میں اپنے اوپر اللہ کی نعمتوں اور روشن پہلوؤں کو دیکھیں تو ہمیں معلوم ہوگا کہ وہ کہیں بہتر اور زیادہ ہیں۔ ہمیں اس حقیقت کا بھی ادراک ہوگا کہ بلاشبہ جو چیزیں ہماری خوشی کا باعث بنتی ہیں وہ ان چیزوں سے کہیں زیادہ بڑھی ہوتی ہیں جو ہمیں بری لگتی ہیں اور ہمیں غمگین کرتی ہیں۔

اور سچ ہی تو کہا جس نے کہا:

"ہم انسان ان چیزوں کے متعلق فکر مند رہتے ہیں جو ہمیں ملی نہیں ہوتیں اور جو چیزیں ہمیں عطا ہوئیں ہیں ان پر اللہ کا شکر ادا نہیں کرتے، ہم اپنی زندگی کے برے اور تاریک پہلو کو ہی دیکھے جاتے ہیں اور روشن پہلو کو آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھتے ہمیں جس چیز کی کمی ہوتی ہے ہم اس پر حسرت کے ہاتھ ملتے رہتے ہیں اور جو کچھ ہمارے پاس ہوتا ہے اس پر اپنی سعادت مندی کو نہیں دیکھتے۔"[2]

---

1. شفاء الغلیل، ابن القیم رحمہ اللہ [685/2]
2. لا تحزن [ص: 189]

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں....؟
41
طریقہ
اے مومن! آگاہ رہو کہ
اللہ تمھارے ساتھ ہے

41

اللہ جل و علا اپنے متقی اولیاء کے ساتھ ہے، وہ ان کی حفاظت کرتا ہے اور اپنی اس آنکھ کے ساتھ ان کی نگرانی کرتا ہے جو سوتی نہیں ہے اور وہ اپنی نگرانی کے ساتھ ان کی حفاظت کرتا ہے، کبھی ان سے جدا نہیں ہوتا اور ان کو ان کے کمزور نفسوں کے سپرد نہیں کرتا بلکہ وہ ان کا دفاع کرتا ہے اور روح القدس کے ذریعہ ان کی تائید کرتا ہے اور ان کے دلوں میں ایمان و یقین پیدا کر کے ان سے تکلیف کو ہلکا کرتا ہے۔ فرمایا:

﴿ إِنَّ اللّٰهَ مَعَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِيْنَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ [النحل: 128]

”بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔“

نیز فرمایا:

﴿ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا ﴾ [التوبة: 40]

”(جب وہ اپنے ساتھی سے کہہ رہا تھا) غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے۔“

بلاشبہ مومن کا اللہ کی معیت اور ساتھ کو محسوس کرنا غم اور خوف کو دور کرنے اور مایوسی کی جڑوں کو اکھاڑنے کا کفیل اور ذمہ دار ہے۔

اور مومن کو غم اور خوف کیسے ہو جبکہ وہ جانتا ہے کہ بلاشبہ اللہ اس کے ساتھ ہے جو اس کو دیکھ رہا ہے اور اس کی نگرانی کر رہا ہے، اللہ سبحانہ وتعالیٰ ہر آنے جانے والی چیز کو دیکھتا ہے، اس پر گواہ ہے، اس کو جھانکتا ہے اور اس پر

کائنات کی کوئی چیز مخفی نہیں۔ سبحانہ وتعالیٰ

پس جب مومن کو اللہ کی معیت اور ساتھ کا شعور و یقین ہو تو اس کے بعد اس کو کونسی چیز خوف زدہ کر سکتی ہے؟ لہٰذا اے مومن! اللہ تمھارے ساتھ ہے، وہ تمھاری مصیبت سے آگاہ ہے اور وہی اس کو تمھارے مقدر میں کرتا ہے، وہ تمھاری حالت اور تمھارے مصائب سے آگاہ ہے، لہٰذا تم خوف نہ کھاؤ، نہ غم کرو اور نہ ہی کسی قسم کی بے چینی اور بے قراری کا شکار بنو۔

﴿قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِيْ مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَ اَرٰى﴾ [طٰهٰ: 46]

''فرمایا ڈرو نہیں، بے شک میں تم دونوں کے ساتھ ہوں، میں سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔''

پس جب بھی تیرے حیلے وسیلے تنگ پڑ جائیں اور تیری امیدیں منقطع ہو جائیں تو جان رکھو، اے مومن! اللہ تمھارے ساتھ ہے۔

اور دنیا جتنے بھی ظلم کرے، اللہ مومن کے ساتھ ہوتا ہے وہ اس کو ہرگز تنہا نہیں چھوڑے گا اور اللہ جس کے ساتھ ہو پس نصرت و تائید اس کی معاون ہوگی، کامیابی اس کے قدم چومے گی اور توفیق اس کی ساتھی ہوگی۔ اور جب بھی معاملات الجھ جائیں اور مشکلات سے دوچار ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ عنقریب مومن کو ان کے درمیان میں سے صحیح سلامت اور مالا مال کر کے نکال دے گا۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں...؟
42
طریقہ
اپنے اوپر آنے والی
آزمائش کا مقابلہ کرو اور
تمام ممکنہ اسباب کو
بروئے کار لاؤ

42

آزمائش کے سامنے دست بستہ کھڑے نہ ہو جاؤ بلکہ تم پر لازم ہے کہ تم اچھے انجاموں کو یاد کر کے، اجر وثواب کو یاد رکھ کر، جلد کشادگی کی امید اور اس جیسی دیگر چیزوں کو یاد کر کے اپنے نفس پر سے آزمائش کے اثر اور اس کے بوجھ کو دور کرو اور ہر ممکن اسباب کو اختیار کرو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«واحرص علی ما ینفعك ولا تعجز» ❶

''اور اس چیز کی حرص کرو جو تمھیں فائدہ دے اور عاجز ہو کر مت بیٹھ جاؤ۔''

اسباب کو بروئے کار لانا (کشادگیوں کے) دروازے کھول دیتا ہے اور اسباب کو اختیار کرنے میں کوتاہی کرنا ان چیزوں سے ہے جو انسان کو کمزور اور عاجز کر دیتی ہیں:

☆ لہٰذا جب آپ بیمار ہوں تو (۱) اللہ کے متعلق حسن ظن رکھو۔ (۲) تلاوتِ قرآن اور مسنون دعاؤں کے ساتھ اپنے دل کو نرم کرو۔

☆ سورۃ الفاتحہ میں شفا ہے:

«عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه: أن رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم رقى لديغا بفاتحة الكتاب: فجعل يتفل عليه ويقرأ: ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ فكأنما نشط من عقال فانطلق يمشي وما به قلبة» ❷

---

❶ صحیح مسلم، رقم الحدیث [2664] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث [79]

❷ صحیح البخاري، رقم الحدیث [5749]

”ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رضی اللہ عنہم میں سے ایک صحابی نے ایک (بچھو کے) ڈسے ہوئے کو سورۃ الفاتحہ پڑھ کر دم کیا۔ وہ اس طرح کہ وہ اس پر ﴿اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ﴾ پڑھ کر تھوک آمیز پھونک مارتے تھے تو وہ شخص یوں صحت مند ہوا گویا کہ وہ بندی ہوئی رسی سے آزاد ہوگیا ہے پھر وہ اس طرح چلنے لگا جیسے اس کو کوئی تکلیف نہیں ہے۔“

☆ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی شخص (کسی تکلیف کی) شکایت کرتا یا اس کو کوئی پھوڑا یا زخم ہوتا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح اپنی انگلی کو رکھتے (راوی حدیث) سفیان بن عیینہ نے اپنی سبابہ انگلی زمین پر رکھی، پھر اس کو اٹھایا اور پڑھا: ”بِسْمِ اللّٰهِ، تُرْبَةُ أَرْضِنَا، بِرِيْقَةِ بَعْضِنَا، يَشْفِيْ بِهِ سَقِيْمُنَا، بِإِذْنِ رَبِّنَا“ (اللہ کے نام کے ساتھ، یہ ہماری زمین کی مٹی ہے ہمارے بعض کی تھوک کے ساتھ، ہمارے رب کے حکم سے اس کے ساتھ ہمارا بیمار شفایاب ہوجائے گا۔)

① آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کسی فرد کو یوں دم کرتے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا دایاں ہاتھ اس پر رکھتے اور پڑھتے:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ النَّاسِ أَذْهِبِ الْبَأْسَ وَاشْفِ أَنْتَ الشَّافِيْ لَا شِفَاءَ إِلَّا شِفَاءُكَ شِفَاءً لَّا يُغَادِرُ سَقَمًا»

”اے لوگوں کے پروردگار اللہ! تکلیف دور کر دے اور شفا عطا فرما کیونکہ تو ہی تو ہے شفاء عطا فرمانے والا، تیری شفاء ہی تو اصل شفاء ہے، ایسی شفاء عطا فرما جو کوئی بیماری باقی نہ چھوڑے۔“

☆ عثمان بن ابی العاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ بلاشبہ انھوں نے رسول

اللہ ﷺ کو شکایت کی کہ جب سے انھوں نے اسلام قبول کیا ہے ان کو جسم میں درد محسوس ہوتا ہے تو نبی ﷺ نے فرمایا:

«ضع يدك على الذي تألم من جسدك وقل: بسم الله ـثَلَاثاًـ وقل سبع مرات: أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ» ❶

''اپنا ہاتھ جسم کے اس حصے پر رکھو جہاں تم درد محسوس کرتے ہو، پھر تین مرتبہ ''بسم اللہ'' (اللہ کے نام کی برکت سے) پڑھو، اور پھر سات مرتبہ پڑھو: ''أَعُوذُ بِعِزَّةِ اللّٰهِ وَقُدْرَتِهِ مِنْ شَرِّ مَا أَجِدُ وَأُحَاذِرُ'' میں اللہ تعالیٰ کی عزت اور قدرت کی پناہ پکڑتا ہوں اس چیز کے شر سے جو میں پاتا ہوں اور جس سے ڈرتا ہوں۔''

② ابودرداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

«من اشتكى منكم أو اشتكى أخ له فليقل: ربنا الذي في السماء تقدس اسمك، أمرك في السماء والأرض كما رحمتك في السماء، فاجعل رحمتك في الأرض، اغفرلنا حوبنا وخطايانا، أنت رب الطيبين أنزل رحمة من رحمتك وشفاءا من شفاءك على هذا الوجع فيبرأ» ❷

''تم میں سے جس کسی کو یا اس کے کسی بھائی کو کوئی تکلیف ہو تو وہ یہ پڑھے: ''رَبُّنَا الَّذِي فِي السَّمَاءِ تَقَدَّسَ اسْمُكَ، أَمْرُكَ فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ كَمَا رَحْمَتُكَ فِي السَّمَاءِ، فَاجْعَلْ رَحْمَتَكَ

❶ صحیح مسلم، رقم الحديث [2202]

❷ سنن أبي داود، رقم الحديث [3892]

فِي الْأَرْضِ، اغْفِرْلَنَا حوبَنَا وَخَطَايَانَا، أَنتَ رَبُّ الطَّيِّبِيْنَ أَنْزَلْ رَحْمَةً مِنْ رَحْمَتِكَ وَشِفَاءا مِنْ شِفَائِكَ عَلٰى هٰذَا الْوَجْعِ." (ہمارا رب وہ ہے جو آسمان (عرش) میں ہے (اے اللہ) تیرا نام پاک ہے، آسمان و زمین میں تیری ہی فرمانروائی ہے، جس طرح تیری رحمت آسمان میں ہے، پس زمین میں بھی اپنی رحمت نازل فرما اور اس درد اور تکلیف پر اپنی شفا میں سے شفا عطا فرما) تو اس کو اس تکلیف سے شفا مل جائے گی۔"

3. ہسپتالوں میں جاؤ اور طبیبوں اور ڈاکٹروں سے مل کر علاج کراؤ اور دوائی حاصل کرو۔

4. «عليكم بقيام الليل، فإنه دأب الصالحين قبلكم، وإن قيام الليل قربة إلى الله ومنهاة عن الأثم وتكفير للسيئآت ومطردة للداء عن الجسد» "قیام اللیل کا اہتمام کرو، کیونکہ وہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کی عادت ہے اور یقیناً رات کا قیام اللہ کے قرب کا ذریعہ ہے اور گناہ سے روکتا ہے اور گناہوں کا کفارہ بن جاتا ہے اور جسم سے بیماری کو دور کرنے والا ہے۔"[1]

5. تمھارے پاس شہد موجود رہے:

﴿فِيهِ شِفَآءٌ لِّلنَّاسِ﴾ [النحل: 69]

"اس میں لوگوں کے لیے ایک قسم کی شفا ہے۔"

6. اور حبۃ السوداء (کلونجی) میں اللہ کے حکم سے شفاء ہے:

«فإن فيها شفاء من كل داء إلا السام»[2]

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3558]

[2] سنن الترمذي، رقم الحديث [2406]

"پس بلاشبہ اس (کلونجی) میں ہر بیماری سے شفا ہے، سوائے موت کے۔"

⑦ زمزم کا پانی استعمال کرو:

«إنها مباركة، إنها طعام طعم»[1]

"بلاشبہ وہ (ماء زمزم) بابرکت ہے، یقیناً وہ کھانے کا کھانا (اور پینے کا پینا) ہے۔"

☆ جب تم فقیر ہو اور تمھیں کوئی وظیفہ اور کام نہ مل رہا ہو تو:

① گناہوں سے بچو، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ ان گناہوں نے ہی تم کو رزق سے محروم کر رکھا ہو:

«وإن الرجل ليحرم الرزق بخطيئة يعملها»[2]

"بلاشبہ آدمی اس گناہ کی وجہ سے، جس کا وہ مرتکب ہو رہا ہوتا ہے، رزق سے محروم کر دیا جاتا ہے۔"

② اللہ سے ڈرو:

﴿وَمَنْ يَتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ﴾ [الطلاق: 3,2]

"اور جو اللہ سے ڈرے گا وہ اس کے لیے نکلنے کا کوئی راستہ بنا دے گا۔ اور اسے رزق دے گا جہاں سے وہ گمان نہیں کرتا۔"

③ آگاہ رہو تمھارے مقدر کا رزق تمھیں مل کر رہے گا اور کوئی شخص اس وقت تک ہرگز نہ مرے گا جب تک وہ اپنا رزق مکمل نہیں کر لیتا:

«فإن نفسا لن تموت حتى تستوفي رزقها وإن أبطأ عنها»[3]

---

[1] صحیح مسلم، رقم الحدیث [2473]

[2] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث [90]

[3] سنن ابن ماجہ، رقم الحدیث [2144]

"بے شک کوئی شخص اپنا رزق پورا کرنے سے پہلے ہرگز فوت نہ ہوگا اگرچہ اس کا رزق اس کو کچھ تاخیر سے ملے (اسے مل کر رہے گا)۔"

4. فقر و فاقہ سے مت ڈرو اور اپنے فقر و فاقہ کو اللہ کے سامنے پیش کرو اور صرف اسی سے اس کی شکایت کرو:

«ومن نزلت به فاقة فأنزلها بالله فيوشك الله له برزق عاجل أو آجل»[1]

"اور جس شخص کو فاقہ پہنچا تو اس نے اس کو اللہ کے سامنے پیش کیا (اور اسی سے شکایت کی) پس اللہ اس کو جلد یا بدیر ضرور رزق سے نوازے گا۔"

5. اللہ پر سچا توکل اور بھروسا کرو:

«لو أنكم توكلون على الله حق توكله لرزقتم كما يرزق الطير، تغدوا خماصا وتروح بطانا»[2]

"اور اگر بلاشبہ تم اللہ پر ویسے بھروسا کرو جیسے اس پر بھروسا کرنے کا حق ہے تو تم پرندوں کی طرح رزق دیے جاؤ جو صبح کو خالی پیٹ روانہ ہوتے ہیں اور سیر ہو کر شام کو واپس لوٹتے ہیں۔"

6. گناہوں سے توبہ اور استغفار کو لازم پکڑو اور اسے اپنا وطیرہ بناؤ:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۝ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۝ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ [نوح: 10 تا 12]

---

1. سنن الترمذي، رقم الحديث [2331]
2. سنن الترمذي، رقم الحديث [2349]

”تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو، یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لیے باغات بنا دے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔“

فرمان نبوی ہے:

《 من لزم الاستغفار جعل الله له من كل هم فرجا ومن كل ضيق مخرجا، ورزقه من حيث لا يحتسب 》[1]

”جس شخص نے استغفار کو اپنا وطیرہ بنایا اللہ تعالیٰ اس کے لیے ہر غم سے بچنے اور ہر تنگی سے نکلنے کی راہ بنا دیتا ہے، اور اس کو وہاں سے رزق دیتا ہے جہاں سے اس کو گمان بھی نہیں ہوتا۔“

7. کام اور نوکری تلاش کرو، مایوسی ترک کردو اور ممکنہ اسباب کو بروئے کار لاؤ۔
8. حرام مال کا طمع نہ کرو چاہے وہ تھوڑا ہی ہو، اور دھوکا دہی اور خیانت سے بچو۔
9. لوگوں کے مال کا طمع نہ کرو اور حتی الوسع لوگوں سے بے پروائی اختیار کرو۔
10. جب تمھارے لیے رزق کا دروازہ کھل جائے تو اس کو لازم پکڑو، اگرچہ وہ تھوڑا ہی کیوں نہ ہو۔
11. دعا کو لازم پکڑو:

《 اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهِ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث [1518]

شَيْءٌ، اِقْضِ عَنِّي الدَّيْنَ وَأَغْنِنِي مِنَ الْفَقْرِ»[1]

''اے آسمانوں اور زمینوں کے رب! ہمارے اور ہر چیز کے رب! اے دانے اور گٹھلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ہر اس شریر کے شر سے جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تو ہی اول پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں، اور تو ہی ظاہر ہے، پس تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو ہی باطن ہے، تجھ سے نیچے کوئی چیز نہیں، مجھ سے قرض دور فرما اور فقر و فاقہ سے میری کفایت فرما۔''

☆ جب تمھیں جیل میں ڈال دیا جائے تو:

① اللہ کی حمد بیان کرو، تمھیں مارا جائے گا اور نہ ہی سزا دی جائے گی۔

② یقیناً تم سے پہلے بھی بہت سے عظیم لوگ گرفتار ہوئے جو تمھارے لیے نمونہ ہیں۔

③ جان لو کہ قید کے ایام محدود اور محسوب ہے جو جلد ختم ہو جائیں گے۔

④ ہر گزرنے والے دن پر خوش ہوتے رہو کیونکہ وہ تمھیں رہائی کے قریب کر دے گا۔

⑤ پس رات کو چھٹنا ہی ہے اور ہتھکڑی کو ٹوٹنا ہی ہے۔

⑥ غم نہ کرو کیونکہ اللہ تمارے ساتھ ہے:

﴿ إِنَّ اللَّهَ مَعَ الَّذِينَ اتَّقَوْا وَّ الَّذِينَ هُمْ مُّحْسِنُوْنَ ﴾ [النحل: 128]

''بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو ڈر گئے اور ان لوگوں کے جو نیکی کرنے والے ہیں۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3409]

7. اس آزمائش پر صبر کرو تاکہ اللہ کے حکم سے اس کے بعد تمھیں نعمت اور خوشحالی نصیب ہو۔
8. کثرت سے دعا کرتے رہو اور جان رکھو کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ تم پر اس آزمائش کو ہمیشہ باقی نہیں رکھے گا۔
9. رہائی کی لذت کو یاد کرو اور اپنے نفس سے اس کے متعلق باتیں کرو، ان شاء اللہ وہ قریب ہے۔

☆ جب تم کو کوئی ظالم بری دھمکی دے یا تم کسی حاسد کے شر سے ڈرو تو:

1. اس سے مت ڈرو کیونکہ وہ بشر ہے نفع اور نقصان کا مالک نہیں ہے۔
2. اگر تمھارے بس میں ہے تو اس سے دور رہنے کی کوشش کرو۔
3. اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگو۔
4. اذکار و وظائف کے ساتھ بچاؤ اختیار کرو۔
5. اللہ سے ڈرو اور اپنے گناہوں سے توبہ کرو، اپنی غلطیوں کی اصلاح کرو۔ دانا لوگوں میں سے کسی سے پوچھا گیا: انسان اپنے دشمن سے انتقام کیسے لے؟ تو اس نے کہا: اپنے نفس کی اصلاح کے ساتھ۔
6. اچھے انداز میں اس کا دفاع کرو۔
7. اپنے نفس کو اس برے سلوک پر مطمئن کرو جس کی تم توقع رکھتے ہو کہ وہ تمھارے ساتھ روا رکھنے کی طاقت رکھتا ہے، پھر اس کو ہلکا سمجھتے ہوئے اس کا سامنا کرنے کے لیے تیار رہو۔
8. آگاہ رہو کہ بلاشبہ وہ ہرگز تمھیں اس سے زیادہ نقصان پہنچانے کی قدرت نہیں رکھتا جو تیرے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے چاہے وہ اس کے لیے کتنے ذرائع اختیار کر لے، لہٰذا تم مطمئن رہو۔

⑨ خوب جان لو کہ بلاشبہ بری تدبیر کا وبال تدبیر کرنے والے پر ہی پڑتا ہے۔

☆ جب تمھارا کوئی قریبی اور پیارا فوت ہو جائے تو:

① اپنا معاملہ اور کام اللہ کے سپرد کرو۔

② آگاہ رہو کہ بلاشبہ اس بات کا امکان ہی نہ تھا کہ وہ موت سے بچ جاتا۔

③ گزرتے ہوئے ایام کے متعلق بیٹھے مت سوچتے رہو۔

④ اپنے آپ کو کسی مباح اور جائز کھیل میں مصروف کرو تاکہ تم اپنے دل سے غموں کے بوجھ کو ہلکا کر سکو۔

⑤ اپنے نفس کو کسی ایسے مفید اور نفع بخش کام میں مشغول کرو جس کی طرف تمھارا نفس مائل ہے تاکہ تم اس صدمے کو، جو تمھیں پہنچا ہے، بھول سکو۔

⑥ صبر کرو اور اس صبر پر ثواب کی امید رکھو:

《 ما لعبدي المؤمن عندي جزاء إذا قبضت صفيه من أهل الدنيا ثم احتسبه إلا الجنة》

''میرا وہ مومن بندہ جس کے دنیا کے گھر والوں میں سے کسی پیارے کو میں فوت کر دوں اور وہ اس پر صبر کرتے ہوئے ثواب کی امید رکھے تو میرے پاس اس کے لیے جنت کے سوا کوئی بدلہ نہیں ہے۔''[1]

⑦ اپنے نفس کو یہ عظیم ثمرہ یاد دلاؤ تاکہ تمھارے دل سے اس آزمائش کا بوجھ ہلکا ہو جائے۔

☆ جب تمھیں تمھارے وطن سے نکال دیا جائے تو

① اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دو۔

② اللہ کے متعلق حسن ظن رکھو اور جان لو کہ اس نے تمھیں شر سے دور اور خیر

---

[1] صحیح البخاري، رقم الحدیث [6424]

کے قریب کیا ہے۔

③ بلاشبہ تمام مخلوق سے افضل و بہتر انسان محمد ﷺ بھی اپنے وطن سے نکالے گئے، تمھارے لیے ان میں نمونہ ہے۔

④ جس مصیبت سے تم دوچار ہوئے ہو اس سے گھبراؤ نہیں کیونکہ وہ آزمائش تو تمھارے مقدر میں لکھی ہوئی تھی۔

⑤ اپنے وطن واپسی کی امید رکھو، شاید کہ تمھاری واپسی قریب ہو۔

☆ جب تم اولاد سے محروم اور بانجھ ہو تو:

① کثرت سے استغفار کرو:

﴿فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا ۞ يُّرْسِلِ السَّمَآءَ عَلَيْكُمْ مِّدْرَارًا ۞ وَّيُمْدِدْكُمْ بِاَمْوَالٍ وَّبَنِيْنَ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ جَنّٰتٍ وَّيَجْعَلْ لَّكُمْ اَنْهٰرًا﴾ [نوح: 10 تا 12]

”تو میں نے کہا اپنے رب سے معافی مانگ لو، یقیناً وہ ہمیشہ سے بہت معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر بہت برستی ہوئی بارش اتارے گا۔ اور وہ مالوں اور بیٹوں کے ساتھ تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لیے باغات بنا دے گا اور تمھارے لیے نہریں جاری کر دے گا۔“

② اس دعا کو لازم پکڑو:

﴿رَبِّ لَا تَذَرْنِيْ فَرْدًا وَّ اَنْتَ خَيْرُ الْوٰرِثِيْنَ﴾ [الأنبياء: 89]

”اے میرے رب! مجھے اکیلا نہ چھوڑ اور تو سب وارثوں سے بہتر ہے۔“

③ ہسپتالوں میں جاؤ اور اسباب کو بروئے کار لاؤ، علاج کی حرص کرو اور دوائی استعمال کرو۔

☆ جب تم گالی گلوچ کا نشانہ بنو تو:

① جان رکھو بلاشبہ تمھیں گالی گلوچ کیا جانا تمھارے بلند مرتبہ ہونے کی دلیل ہے۔

② جس نے تمھیں گالی دی اس نے تیری شہرت کی اور تیرا نام روشن کیا جو بذات خود ایک نعمت ہے: ؎

وَإِذَا أَرَادَ اللّٰهُ نَشْرَ فَضِيلَةٍ
طُوِيَتْ أَتَاحَ لَهَا لِسَانَ حَسُودٍ

''جب اللہ گم شدہ ہوئی فضیلت کو پھیلانے کا ارادہ کرتا ہے تو اس کے لیے حاسد کی زبان تیار کر دیتا ہے۔''

لَوْلَا اشْتِعَالُ النَّارِ فِيمَا جَاوَرَتْ
مَا كَانَ يُعْرَفُ طِيبُ عَرْفِ الْعُودِ

''اگر آگ بھڑک کر پڑوس میں جانے والی نہ ہوتی تو عود کی خوشبو ہرگز متعارف نہ ہوتی۔''

③ گالی گلوچ ہرگز تمھارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی۔ میں نے کبھی کوئی ایسا کلام نہیں دیکھا جو بزرگی کو گراتا اور مضبوط دیوار کو ڈھاتا ہو۔

④ گالی گلوچ سے تمھارا مرتبہ کم نہیں ہوگا۔

لَا يَضُرُّ الْبَحْرَ أَمْسىٰ زَاخِرًا
إِنْ رَمٰى فِيهِ غُلَامٌ بِحَجَرٍ

''موجیں مارنے والے سمندر میں اگر کوئی بچہ پتھر مارے تو اس سے سمندر کو کچھ نقصان نہیں ہوتا۔''

وَهَلْ يَضُرُّ السَّحَابَ نَبْحُ الْكِلَابِ

''اور کیا کتوں کا بھونکنا بادل کو کوئی نقصان دے سکتا ہے؟''

⑤ صبر، حلم اور بردباری کا مظاہرہ کرو، کیونکہ حلم اور بردباری دشمنوں کو مغلوب کر دیتی ہے۔

⑥ تمھیں جو کچھ کہا گیا ہے اس پر تجاہل عارفانہ کا مظاہرہ کرو کہ جیسا تم نے کچھ سنا ہی نہیں ہے۔

وَلَقَدْ أَمُرُّ عَلَى السَّفِيهِ يَسُبُّنِي
فَمَضَيْتُ ثَمَّةَ قُلْتُ لَا يَعْنِيْنِي

"اور یقیناً میں اپنے بیوقوف کے پاس سے گزرتا ہوں جو مجھے گالیاں دے رہا ہوتا ہے، میں وہاں سے یہ کہہ کر گزر جاتا ہوں کہ وہ مجھے مراد نہیں لے رہا ہے۔"

إِذَا نَطَقَ السَّفِيهُ فَلَا تُجِبْهُ
فَخَيْرٌ مِنْ أَجَابَتْهُ السُّكُوْتُ

"جب بے وقوف بولے تو اس کو جواب نہ دو کیونکہ اس کو جواب دینے سے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے۔"

⑦ انبیاء علیہم السلام کو بھی گالی گلوچ کی گئی جو تمھارے لیے نمونہ ہیں۔

☆ جب تم پر ظلم اور ایذا رسانی کی جائے تو:

① جان لو بلاشبہ ظلم، ظلم کرنے والے کے لیے دنیا و آخرت میں اندھیروں کا باعث ہے۔

② اے مظلوم! تمھاری دعا قبول کی جائے گی۔ یہ اللہ کا وعدہ ہے۔

③ جس نے تم پر ظلم کیا تم اس کو معاف کر دو، تمھاری قوت و عزت میں اضافہ ہوگا:

《وما زاد اللّٰه عبدا بعفو إلا عزا》[1]

"کسی کو معاف کرنے کے سبب اللہ تعالیٰ معاف کرنے والے کی عزت میں اضافہ ہی کرتا ہے۔"

---

[1] صحيح مسلم، رقم الحديث [2328]

اور یہ بھی کہا گیا ہے: سب سے اشرف انتقام عفو و درگزر کرنا ہے۔

④ جس شخص نے تمھیں تکلیف پہنچائی اور تم پر ظلم کیا تم اس کے متعلق اللہ سے ڈرو، پس تم اس شخص کو جس نے تمھارے متعلق اللہ کی نافرمانی کی، اس جیسا بدلہ نہیں دے سکتے کہ تم اس کے متعلق اللہ کی اطاعت کرو، تمھارے لیے اللہ کی طرف سے یہی نصرت و تائید کافی ہے کہ تم اپنے دشمن کو اپنے متعلق اللہ کی نافرمانی کرتا ہوا دیکھے۔

⑤ كُنْ كَالنَّخِيْلِ عَنِ الْأَحْقَادِ مُرْتَفِعًا
بِالطُّوبِ يُرْمٰى فَيُلْقِيُ أُطَيَبَ الثَّمَرِ

''کھجور کی طرح کینوں سے بلند ہو جا جس کو اینٹ ماری جاتی ہے تو وہ بدلے میں عمدہ پھل گراتی ہے۔''

⑥ اور شر کو ترک کرنا شر کو بہت زیادہ قطع و دفع کرنے والا ہے۔

⑦ بلاشبہ شر کے ساتھ غالب آنے والا مغلوب ہوتا ہے۔

☆ جب تم مقروض ہو تو:

① علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مکاتب غلام ان کے پاس آیا اور عرض کی: بلاشبہ میں اپنی مکاتبت کی رقم ادا کرنے سے عاجز آ گیا ہوں، لہٰذا میری مدد کی جائے۔ علی رضی اللہ عنہ نے کہا: کیا میں تمھیں وہ کلمات نہ سکھاؤں جو مجھ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھائے تھے، اگر تم پر ایک بڑے پہاڑ کے برابر بھی قرض ہو گا تو اللہ تعالیٰ اس کو تم سے دور کر دے گا؟ انھوں نے کہا: پڑھ:

((اَللّٰهُمَّ اكْفِنِيْ بِحَلَالِكَ عَنْ حَرَامِكَ، وَأَغْنِنِيْ بِفَضْلِكَ عَمَّنْ سِوَاكَ))[1]

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [2573]

”اے اللہ! اپنے حلال رزق سے میری تمام ضرورتیں پوری فرما اور مجھے حرام سے بچا اور اپنے فضل سے مجھے اپنی ذات کے سوا ہر ایک سے بے نیاز فرما۔“

2 ایک دن رسول اللہ ﷺ مسجد نبوی میں داخل ہوئے تو وہاں پر ابو امامہ نامی ایک انصاری صحابی تھا تو آپ ﷺ نے فرمایا:

« يا أبا أمامة، مالي أراك جالسا في المسجد في غير وقت الصلاة؟ »

”اے ابو امامہ! میں تم کو نماز کے وقت کے علاوہ مسجد میں بیٹھا ہوا دیکھ رہا ہوں (کیا بات ہے؟)۔“

ابو امامہ رضی اللہ عنہ نے کہا: اے اللہ کے رسول ﷺ! مجھے غموں نے گھیر رکھا ہے اور قرضوں کے بوجھ تلے دبا ہوا ہوں، آپ ﷺ نے فرمایا:

« أفلا أعلمك كلاما إذا قلته أذهب الله همك وقضىٰ عنك دينك »

”کیا میں تم کو ایک کلام نہ سکھاؤں کہ جب تم اس کو پڑھو تو اللہ تعالیٰ تمھارا غم دور کر دے گا اور تمھارا قرض اتار دے گا۔“

کہتے ہیں: میں نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ کیوں نہیں! (ضرور بتائیے)

آپ ﷺ نے فرمایا:

« قل إذا أصبحت وإذا أمسيت: اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْهَمِّ وَالْحُزْنِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْعَجْزِ وَالْكَسَلِ وَأَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَالْبُخْلِ، اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ غَلَبَةِ الدَّيْنِ وَقَهْرِ الرِّجَالِ » [1]

”صبح و شام پڑھو: اے اللہ! بلاشبہ میں غم و حزن سے تیری پناہ مانگتا

[1] سنن أبي داود، رقم الحديث: 1555]

ہوں اور کمزوری و سستی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، بزدلی اور بخیلی سے تیری پناہ مانگتا ہوں، قرض کے بوجھ اور لوگوں کے غلبہ سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔''

ابو امامہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: میں نے مذکورہ دعا پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے میرا غم بھی دور کر دیا اور میرا قرض بھی اتار دیا۔''

③ یہ دعا بھی پڑھو:

«اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمَاوَاتِ وَرَبَّ الْأَرْضِيْنَ وَرَبَّنَا وَرَبَّ كُلِّ شَيْءٍ وَفَالِقَ الْحَبِّ وَالنَّوىٰ وَمُنْزِلَ التَّوْرَاةِ وَالْإِنْجِيْلِ وَالْقُرْآنِ، أَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ كُلِّ ذِيْ شَرٍّ أَنْتَ آخِذٌ بِنَاصِيَتِهٖ أَنْتَ الْأَوَّلُ فَلَيْسَ قَبْلَكَ شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْآخِرُ فَلَيْسَ بَعْدَكَ شَيْءٌ، وَ أَنْتَ الظَّاهِرُ فَلَيْسَ فَوْقَكَ، شَيْءٌ، وَأَنْتَ الْبَاطِنُ فَلَيْسَ دُوْنَكَ شَيْءٌ، اِقْضِ عَنِّيَ الدَّيْنَ وَأَغْنِنِيْ مِنَ الْفَقْرِ»[1]

''اے آسمانوں اور زمینوں کے رب ہمارے! اور ہر چیز کے رب! دانے اور گھٹلی کو پھاڑنے والے! تورات، انجیل اور قرآن کو نازل کرنے والے اللہ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں، ہر اس شریر کے شر سے جس کی پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، تو ہی اول ہے پس تجھ سے پہلے کوئی چیز نہیں اور تو ہی آخر ہے پس تیرے بعد کوئی چیز نہیں اور تو ہی ظاہر ہے پس تجھ سے اوپر کوئی چیز نہیں، اور تو ہی باطن ہے تجھ سے نیچے کوئی چیز نہیں، مجھ سے قرض دور فرما اور فقر و فاقہ سے میری کفایت فرما۔''

---

[1] سنن الترمذي، رقم الحديث [3409]

④ حتی الوسع حاجت روائی کو مؤخر نہ کرو اور نہ ہی اس پر کسی ایسی چیز کو مقدم کرو جس کا مقدم کرنا لائق اور مناسب ہے ورنہ تم ندامت کا سامنا کرو گے۔

⑤ جان لو کہ اکثر قرض داروں کے پاس مال ہوتے ہیں لیکن وہ کمزور دلیلوں کے ساتھ حاجت روائی سے قصداً اعراض کرتے ہیں اور عمداً ٹال مٹول کرتے ہیں، تم ایسے لوگوں میں شامل ہونے سے بچو۔

بہرحال مذکورہ بحث سے مقصود یہ ہے کہ تم آزمائش کی تکلیفوں اور اس کے ثمرات، اچھے انجام اور اجر و ثواب کی امید پر اپنے نفس پر واقع ہونے کا دفاع کرو اور اس شعور کے ساتھ کہ جو بھی ممکن ہے اس آزمائش کے واقع ہونے اور اپنے نفس پر اس کے اثرات کو کم کرنے کی کوشش کرو، نیز آزمائش کے اثرات سے بچنے کے لیے اسباب و ذرائع کو بروئے کار لاؤ، اور دل شکستہ، عاجز و کمزور اور شکست خوردہ بن کر کھڑے نہ ہو جاؤ۔

مشکلات کا مقابلہ کیسے کریں ...؟
43
طریقہ
دفعِ بلاء کے اسباب و
ذرائع میں سے سب
سے بڑا سبب اور ذریعہ

43

بلاشبہ دفعِ آزمائش کے اسباب میں سے سب سے بڑا اور اہم سبب اور دنیا و آخرت کی برائیوں اور بدبختیوں سے نجات کی بنیاد اللہ کا تقویٰ اور اس سے سچی وابستگی اور تعلق ہے۔

اللہ کا تقویٰ انسان کی حفاظت، نفس کے بچاؤ، دین کی حمایت، خوفوں سے امن، خطرات سے بچاؤ کی ضمانت، ہلاکتوں سے نجات، دشمن کے خلاف مدد اور جھگڑالو و فتنہ پرور لوگوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔

مومن کے لیے اللہ کے تقویٰ سے بڑھ کر کوئی اجمل، اکمل، افضل، احفظ اور اسلم چیز نہیں ہے۔ کیا اس شخص کو کوئی خوف ہوگا جو اللہ کے محراب میں پناہ لے لے؟ کیا نامراد ہوگا وہ شخص جو سختیوں اور تکلیفوں میں اپنے آپ کو اس کے سامنے گرا دیتا ہے؟

سعادت و نیک بختی کا دارو مدار، فلاح و کامیابی کی علامت اور نجات کا راستہ اللہ کی اطاعت، اس کے تقویٰ اور اس کے ساتھ وابستگی اور مضبوط تعلق قائم کرنے میں ہے۔ فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

﴿ وَ اعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَ نِعْمَ النَّصِيْرُ ﴾ [الحج: 78]

”اور اللہ کو مضبوطی سے پکڑو، وہی تمھارا مالک ہے، سو اچھا مالک ہے اور اچھا مددگار ہے۔“

نیز فرمایا:

﴿ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَ اعْتَصَمُوْا بِهٖ فَسَيُدْخِلُهُمْ فِيْ

رَحْمَةٍ مِّنْهُ وَ فَضْلٍ وَّ يَهْدِيهِمْ اِلَيْهِ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا﴾

[النساء: 175]

''پھر جو لوگ تو اللہ پر ایمان لائے اور اسے مضبوطی سے تھام لیا تو عنقریب وہ انھیں اپنی خاص رحمت اور فضل میں داخل کرے گا اور انھیں اپنی طرف سیدھے راستے کی ہدایت دے گا۔''[1]

اللہ کے ساتھ وابستگی اور تعلق، اسی سے پناہ طلب کرنا اور اسی کی طرف ارادتاً نیک نیتی، اخلاص، محبت، خوف، امید، بھروسا اور رجوع کرتے ہوئے کامل توجہ کرنا ہی مضبوط قلعہ اور طاقتور بند ہے۔

اور یہی دنیا و آخرت میں سلامتی کی بنیاد ہے اور نجات، امن، عزت، اور نصرت کی راہ ہے۔ رہا سچے ایمان سے محروم رہنا تو اس میں ہمارے لیے کوئی گارنٹی اور ضمانت نہیں ہے۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ نے کہا:

''انسان کو رسول اللہ ﷺ کے اتباع کے مطابق ہی عزت، کفایت اور نصرت و تائید حاصل ہوتی ہے، جیسا کہ آپ ﷺ کے اتباع کے مطابق انسان کو ہدایت، فلاح اور کامیابی نصیب ہوتی ہے، پس اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے دنیا و آخرت کی سعادت کو آپ ﷺ کے اتباع کے ساتھ معلق کیا ہے اور آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے کے مقدر میں دنیا و آخرت کی بدبختی کر دی ہے، پس آپ ﷺ کا اتباع کرنے والوں کے لیے ہدایت، امن و سلامتی، فلاح، عزت، کفایت، نصرت، ولایت، تائید و نصرت اور دنیا و آخرت میں اعلیٰ

[1] اللہ أهل الثناء والمجد [ص: 454,453]

اور پاکیزہ زندگی جیسی نعمتیں ہیں، اور اس کے برعکس ذلت، رسوائی، خوف، گمراہی، خذلان اور دنیا و آخرت کی بدبختی ان لوگوں کا مقدر بنے گی جو آپ ﷺ کی مخالفت کرنے والے ہوں گے۔'' [1]

[1] زاد المعاد [39/1]

خاتمہ

اے مومن! جب تم نے یہ جان لیا کہ تمھاری آزمائش ہونا لازمی اور ضروری ہے، اورتم نے اس بات کا بھی یقین کرلیا کہ یقیناً جو آفت ومصیبت تم پر نازل ہوئی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہے اور بے شک وہ تمہارے مقدر میں لکھ دی گئی ہے، اورتم نے یہ بھی جان لیا کہ بلاشبہ تمہارے بس میں نہ تھا کہ تم کبھی اس آزمائش سے بچ سکتے اور یقیناً وہ تمہارے حق میں مفید اور بہتر ہے، اور بے شک اس آزمائش کا ایک محدود وقت ہے جس کے گزرنے کے بعد وہ ختم ہوجائے گی، اور بلاشبہ ماضی پر غمگین و پریشان ہونا کسی فائدے میں نہیں ہے اور یقیناً تمھیں مستقبل میں وہی کچھ لاحق ہوگا جو تمہارے مقدر میں لکھ دیا گیا ہے، اور اے مومن! جب تم نے اپنا معاملہ اللہ کے سپرد کر دیا اور اس پر بھروسا کیا اور اللہ کے متعلق حسن ظن رکھا اور ممکن اسباب کو اختیار کیا اورتم نے یقین کرلیا کہ بلاشبہ نفع ونقصان اللہ کے ہاتھ میں ہے اورتم اللہ پر راضی وخوش رہے اور اس کام میں لگے رہے جس کا تمھیں اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

نیز اے مومن! جب تم اپنے آپ کو ان قواعد وفوائد کا پابند بناؤ گے جو ہم نے اس کتاب میں تحریر کیے ہیں تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہم، خوف اور پریشانی کا ناطقہ بند ہوجائے گا اور ان کے لیے کوئی گنجائش باقی نہ رہے گی، بلکہ اس کی بجائے تمھیں آزمائش وآلام کی گھڑیوں میں بھی خوشی اور مسرت حاصل ہوگی۔

اللہ تعالیٰ اکیلا ہی معاون و مددگار ہے اور اسی پر توکل و بھروسا ہے، نیکی کرنے کی طاقت اور گناہ سے بچنے کی ہمت صرف اللہ بزرگ و برتر کی طرف سے ہی ہے۔ اللہ کی طرف سے درود و سلام ہوں ہمارے نبی ﷺ، ان کی آل اور تمام صحابہ رضی اللہ عنہم پر۔ [1]

وآخر دعوانا أن الحمد للّٰه رب العالمين.
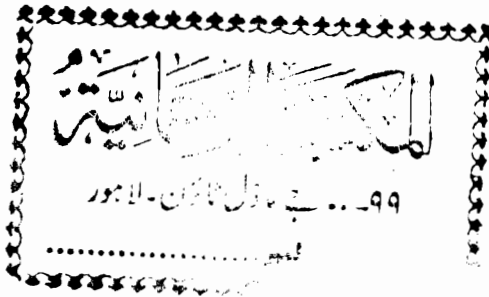
[1] الإيمان، للدكتور محمد ياسين، ص: [125,124]

جمع و ترتیب

فضیلۃ الشیخ محمد امین انصاری حفظہ اللہ

ترجمہ

حافظ عبداللہ سلیم حفظہ اللہ
مدرس جامعہ نصر العلوم اہل حدیث
گوجرانوالہ

مکتبہ بیت السلام الریاض

﴿إِنَّمَا يُوَفَّى الصَّٰبِرُونَ أَجْرَهُم بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾

كيف تواجه الابتلاء؟

ثلاث وأربعون قاعدة وطريقة لمواجهة صنوف الابتلاء